نظام علی خان

حصّہ دوم

مؤلفہ

محمد سراج الدّین طالب

دام ظلہم

بگرامی خدمت عالیجناب نواب بہادر جنگ بہادر

نذر مؤلف کمترین

سلطنتِ آصفیہ کے مشہور تاجدار

نظام علی خان

نظام الملک آصف جاہ ثانی

(کے)

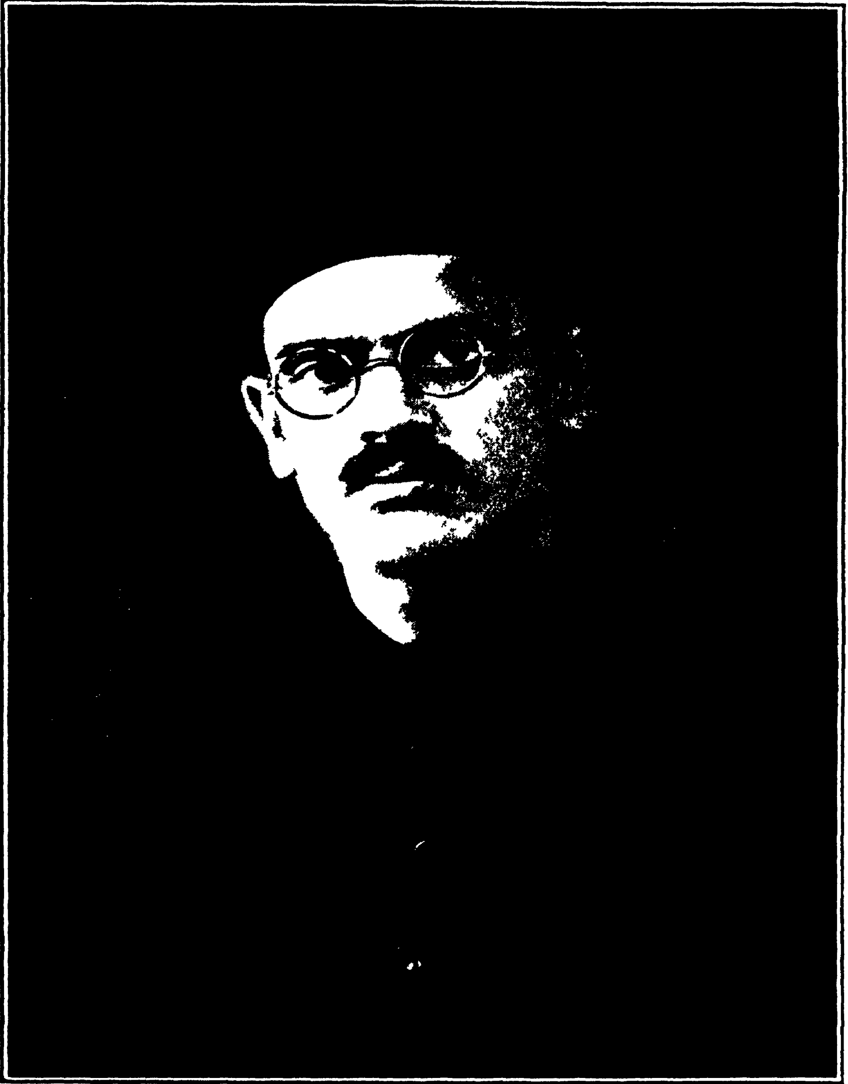
سوانح زندگی کا دوسرا حصہ

(مؤلف)

محمد سراج الدین طالب

۱۳۵۳ھ
۱۹۳۴ء

مطبوعہ شمس الاسلام پریس حیدرآباد دکن



محمد سراج الدین طالب

اِنتساب

نظام علی خان

کے

حصہ دوم کو

میں اپنے والد مرحوم مولوی کمال الدین صاحب کی یاد و محبت میں

ان کے نام سے منسوب کرکے دُعا کرتا ہوں کہ خدا ان کو جوارِ رحمت نصیب کرے

اور میری اس تالیف کو قبولِ عام

محمد سراج الدین طالب

تعریف کتاب

سوانح حیات نظام علیخاں کی ترتیب دو حصوں میں کی گئی ہے پہلا حصہ تو اُن واقعات پر مشتمل ہے جن کے تحت نظام علیخاں تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور اس کے بعد سے ان کی وفات تک کے واقعات دوسرے حصہ میں رکھے گئے ہیں پہلا حصہ قبل ازیں شائع ہو چکا ہے اسی کا دوسرا حصہ ہے جو قارئین کرام کے ملاحظہ میں پیش ہے تحقیقی نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ دوران سلطنت میں نظام علیخاں کی طرز حکومت نے دو نمایاں صورتیں اختیار کی ہیں ایک تو وہ جو رکن الدولہ کی دیوانی کے زمانہ میں تھی دوسری وہ جو ارسطو جاہ کی مدار المہامی کے عہد میں رہی۔ اس طرح سیاسی نقطۂ نظر سے اس عہد کے دو دَور ہو جاتے ہیں اسی امتیاز کے لئے اس حصہ کو علحدہ علحدہ دو ادوار میں مرتب کیا گیا ہے۔

اس کی تدوین میں علاوہ مطبوعہ و شائع شدہ کتب کے مخطوطات و اسناد سے استفادہ کیا گیا ہے جن تک بہت کم اصحاب کو دسترس ہوا ہے۔

اس حصہ کے لئے بھی تصاویر فراہم کرنے کی کوشش کی گئی جنکی تفصیل فہرست تصاویر کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی ان میں قلعہ اودگیر کی ایک تصویر ہے جو حصہ اول میں جنگ اودگیر کے سلسلہ میں دیجانی چاہئے تھی چونکہ وہ بعد از وقت ہمدست ہوئی اس لئے اس کو اس حصہ میں داخل کر دیا گیا ہے۔

پرانی حویلی حیدرآباد دکن
۱۱ محرم سنہ ۱۳۵۴ھ

مؤلف کمترین
محمد سراج الدین طالب

اظہارِ امتنان

بڑی ناانصافی اور احسان فراموشی ہوگی اگر اُن اصحاب کا ذکر نہ کروں جن کی توجہ سے کتاب کو حتی الامکان بہمہ وجوہ مکمل پیش کرنے میں خاطر خواہ مدد ملی۔

۱۔ سب سے پہلے قابلِ ذکر عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر ہیں جنھوں نے اپنی علم دوستی سے فراخ حوصلگی کے ساتھ اپنے بیش بہا کتب خانہ مخطوطات سے استفادہ کی اجازت فرمائی اور اپنے نگار خانہ سے بعض قلمی تصاویر کے عکس مرحمت فرمائے۔

۲۔ جناب مولوی سید خورشید علی صاحب اپنی خاص عنایت و کرم سے دفتر دیوانی و مال کے بعض اسناد و نقشہ جات اور دفتر مذکور کے کتب خانہ کے بعض خاص کتب سے استفادہ کی اجازت دیکر میرے ماخذات و معلومات میں ایک معقول اضافہ کا باعث ہوئے۔

آخر میں مَیں اپنے عزیز برادر عم زاد نور اللہ محمد صاحب نوری کی اس محنت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا جو دَورانِ طباعت انھوں نے کاپیوں کی تصحیح اور پروف خوانی میں اٹھائی ہے۔

محمد سراج الدین طالب

علیہیات

انگریزی

۱ آورفیت فل الائی دی نظام
۲ دی ٹری ٹیز جلد نہم طبع ۱۹۲۹ء
۳ دی نظام (برگس)
۴ ڈسپاچس آف ویلزلی (آر یم مارٹن)
۵ فارسٹس سلکٹ شنس (مرہٹا سیریز)
۶ میموار اینڈ کریس پانڈنس آف مارکویس ویلزلی (آر۔ آر۔ پیرس)
۷ نظام علیس ریلےشنس وت مرہٹاس (قاسم علی سجن لال)
۸ ہسٹری آف دی مرہٹاس
۹ ہسٹری آف دی مرہٹا پیپل
۱۰ ہسٹری آف حیدر شاہ
۱۱ ہسٹری آف ملٹری ٹرانزیکشنس آف دی برٹش نےشن ان اندوستان
۱۲ ہسٹری آف دی مدراس آرمی
۱۳ ہسٹری آف دی بنگال آرٹلری
۱۴ ہسٹری آف دی برٹش انڈیا (جیمس مل)
۱۵ ہسٹری آف انڈیا (مارشمن)

فارسی و اردو

۱ تاریخ ظفرہ
۲ تذکرۂ نزل
۳ توزک آصفیہ
۴ حدیقۃ العالم
۵ خزانۂ عامرہ
۶ سلطنت خداداد (اردو)
۷ سوانح دکن
۸ فیوضات سبحانی
۹ گلزار آصفیہ
۱۰ مآثر آصفی
۱۱ میر عالم (اردو)
۱۲ نشان حیدری

فہرستِ مضامین نظام علی خان

حصۂ دوم

دورِ اول — صفحہ

پیشوا پر فوج کشی ۱

۱ مادھوراؤ پیشوا اور اس کے چچا کے مابین
خانہ جنگی اور اس کے اسباب ۱

۲ مرہٹوں کی خانہ جنگی میں نظام علیخاں کی
شرکت کے اسباب اور اس کا نتیجہ ۲

۳ نظام علیخاں اور رگھناتھ راؤ میں جنگ اور
اس کا سبب ۵

۴ پونہ کی تباہی ۷

جنگ راکس بھون ۸

۵ موسیٰ خان رکن الدولہ کا میدان جنگ سے فرار ہونا ۱۰

۶ خدمت دیوانی پر رکن الدولہ کی سرفرازی
اور اس کا سبب ۱۴

صفحہ

۷ نظام علیخاں کا تہیہ ادھونی کی جانب ۱۷

بسالت جنگ کی جدوجہد ۱۸

۸ حصول اقتدار ریاست کے لئے بسالت جنگ کی مساعی ۱۸

۹ فرانسیسیوں کے تعلقات بسالت جنگ کے ساتھ ۱۸

۱۰ بسالت جنگ کے شرائط اتحاد فرانسیسیوں کے ساتھ ۲۱

۱۱ بسالت جنگ کا وکیل مطلق کی حیثیت سے معاملات
ریاست میں دخیل ہونا۔ ۲۳

۱۲ صلابت جنگ کا انتقال اور اس کے متعلق
مورخین کا بیان ۲۵

۱۳ بسالت جنگ کو صلابت جنگ کی وفات کی
اطلاع پر بدگمانی ۲۶

۱۴ بسالت جنگ پر نظام علیخاں کی فوج کشی ۲۷

صفحہ

نظام علیخاں کرناٹک میں ۲۸

۱۵ چندربدن اور مہیار کا قصہ عشق اور ان دونوں کی قبر کی زیارت ۲۸

۱۶ نظام علیخاں کے آنے کی اطلاع پر نواب کرناٹک کا مدراس چلا جانا ۲۹

کرناٹک سے نظام علیخاں کی واپسی ۳۱

۱۷ کرناٹک سے واپسی کا راستہ ״

۱۸ نظام علیخاں کا حیدرآباد واپس آکر انتظام ریاست میں منہمک ہونا۔ ۳۲

۱۹ محکم سنگھ پیشکار کا طرز عمل اور اس کا اثر رکن الدولہ پر ۳۳

راجۂ ناگپور پر حملہ ۳۴

۲۰ جانوجی کا صلح کے لئے درخواست کرنا ״

۲۱ صلح کے بعد پیشوا کی ملاقات بندگانعالی سے اور ضیافت کے بعد واپسی۔ ۳۵

۲۲ گلبرگہ کے قیام کے دوران میں محکم سنگھ پیشکار کا قتل۔ ۳۶

ریاست میں انگریزوں کی مداخلت ۳۹

صفحہ

۲۳ سرکاران شمالی پر انگریزوں کا تصرف اور نظام علیخاں کے ساتھ سب سے پہلا معاہدہ ۴۰

۲۴ سنہ ۱۷۶۶ء کے معاہدات کے اثرات و نتائج ۴۱

جنگ میسور ۴۳

۲۵ سنہ ۱۷۶۷ء کی جنگ میسور کی ابتداء اور اس میں نظام علیخاں کی شرکت کا سبب ۴۳

۲۶ نظام علیخاں کا اتحاد حیدرعلیخاں سے ۴۴

۲۷ نظام علیخاں اور حیدرعلیخاں کے باہمی اتحاد کے قیام کے بعد انگریزی فوج کی علحدگی۔ ۴۸

۲۸ حیدرعلیخاں کے متعلق رکن الدولہ کے حقیقی خیالات کا اظہار اور ان دونوں کے مراسم ظاہری ۵۱

۲۹ حیدرعلیخاں، محفوظ خاں، اور نظام علیخاں کے مابین تکمیل عہدنامہ اور اس کے شرائط۔ ۵۳

۳۰ ٹیپو سلطان کا بندگان عالی کی خدمت میں حاضر ہونا اور اس کے متعلق حیدرعلیخاں کے شکوک و شبہات ۵۵

۳۱ حیدرعلیخاں کا خط گورنر مدراس کے نام ۵۶

۳۲ چنگاما اور ترنامل پر فریقین کے مقابلے ۵۸

۳۳ رکن الدولہ کی تحریک پر حیدرعلیخاں کی فوج کا تجزیہ اور ایک حصہ فوج سے مدراس پر حملہ ۶۲

۳۴ ٹیپو سلطان مدراس سے واپس آنے کے بعد نظام علیخاں کا

صفحہ

حیدرعلیخاں کی ضیافت کرنا ۔ ۶۶

۳۵ رکن الدولہ کا اپنی فوج لیکر حیدرعلیخاں کے ساتھ شریک جنگ ہونا اور شکست پانا ۔ ۶۸

۳۶ حیدرعلیخاں اور رکن الدولہ میں افتراق ۷۰

۳۷ انگریزوں کے ساتھ قیام اتحاد کی سلسلہ جنبانی ۷۳

۳۸ رکن الدولہ کی روانگی مدراس کو اور وہاں اُن کی آو بھگت ۔ ۷۵

۳۹ تکمیل صلح نامہ اور اس کے شرائط ۷۶

۴۰ مدراس سے رکن الدولہ کی واپسی اور تحایف کا گورنر مدراس و نظام علیخاں کے مابین تبادلہ ۸۲

راجہ ناگپور پر مکرر حملہ ۸۴

۴۱ راجہ ناگپور پر مکرر حملہ اور اس کی وجہ 〃

۴۲ صلح نامہ کنکاپور کی تکمیل اور اس میں ریاست آصفیہ کے مفاد سے قطع نظر ۸۵

۴۳ بلدۂ حیدرآباد کا پایۂ تخت قرار دیا جانا ۸۹

۴۴ نماز استسقاء اور شدت باراں سے طغیانی ۹۰

۴۵ ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشہ ۹۳

۴۶ رکن الدولہ کی روانگی پونہ کو ۹۴

۴۷ مادھوراؤ پیشواء کے بعد نارائن راؤ کا پیشوا بننا اور رگھناتھ راؤ کی سازش سے مارا جانا ۹۵

صفحہ

۴۸ رگھناتھ راؤ پیشوا کا ممالک محروسہ پر حملہ ۔ ۹۶

۴۹ نقشہ صف ہائے جنگ بیدر ۔ ۹۷

۵۰ شاہ تجلی کا خواب اور اس کی تعبیر ۹۸

۵۱ نارائن راؤ کے قتل کے انتقام میں نظام علیخاں کی شرکت ۱۰۳

قتل دیوان رکن الدولہ ۱۰۶

دور دوم

قیام مقامی رکن الدولہ ۱۲۱

۵۲ افواج پائیگاہ کی ابتداء 〃

۵۳ غلام سید خاں ارسطو جاہ کی اوسہر سے حضور میں باریابی اور خدمت دیوانی سے ان کا تعلق ۱۲۲

۵۴ سکۂ قلب کی ترویج اور اس کے انسداد کے احکام ۱۲۴

۵۵ مدراس گورنمنٹ کے سفیر مسٹر ہالنڈ کا ورود حیدرآباد میں اور تصفیہ طلب مسائل پر گفت و شنید ۱۲۵

جنگ نرمل ۱۳۰

۵۶ جنگ نرمل اور اس کے اسباب 〃

۵۷ نقشہ صفوف جنگ ۱۱۹۷ھ ۱۳۷

اتحاد پیشوا و نظام علیخان ۱۴۱

۵۸ ٹیپو سلطان کے مقابلے کیلئے مرہٹوں کا نظام علیخاں کو صرف اپنے ساتھ متفق کرنا اور اسی غرض کے تحت صلح نامہ ایت گیر کا طے پانا ۔ ۱۴۱

۵۹ قلعۂ بادامی کا محاصرہ ۱۴۷

۶۰ قلعۂ ادھونی کا محاصرہ ۱۴۸

۶۱ قلعۂ شاہ نور پر متحدین کا حملہ ۱۵۰

۶۲ تنخواہ جاگیر کی نسبت احکام ۱۵۱

سفارت بجانب کناوی ۱۵۳

۶۳ ۱۲۰۳ھ کا جشن سالگرہ ۱۵۶

سفارت منجانب ٹیپو سلطان ۱۵۸

معاہدۂ نظام علیخان و کمپنی انگریزی ۱۶۱

جنگ میسور ۱۲۰۶ھ ۱۷۹۲ء ۱۶۷

جنگ کھرڈلہ ۱۷۴

۶۴ کھرڈلے کی جنگ کے اسباب ۔۔

۶۵ مرہٹوں کے مقابلے میں انگریزوں کا نظام کی مدد سے انکار ۔۔

۶۶ نظام علیخاں کے خلاف راجہ سندھیا کی ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی ۱۷۵

۶۷ نظام علیخاں کی مدد سے انگریزوں کے انکار کی وجہ ۱۷۶

۶۸ جنگ کی تفصیل ۱۷۸

صفحہ

۶۹ نقشہ صفوف افواج مرہٹہ در جنگ کھرڈلہ ۱۷۹

۷۰ کھرڈلے کی جنگ میں نظام علیخاں کی شکست کا سبب ۱۸۱

۷۱ صلح نامۂ کھرڈلہ کے شرائط ۱۸۲

انگریزی فوج کی برطرفی ۱۸۳

۷۲ انگریزوں سے نظام علیخاں کی ناراضی ۔۔

۷۳ نظام علیخاں کے فرزند اکبر عالیجاہ کا خروج ۱۸۶

۷۴ انگریزی فوج کی مکرر ماموری ۱۸۷

۷۵ سرکاری فوج کا باغی فوج سے مقابلہ اور عالیجاہ کا سرکاری فوج کی حفاظت میں آجانا ۔۔

پیشوا سے استرداد ملک ۱۹۰

۷۶ پیشوا سوائی مادھو راؤ کا انتقال اور ان کی قائم مقامی کے جھگڑے ۔۔

۷۷ پیشوا کی قایم مقامی کے جھگڑے میں ارسطو جاہ کی حکمت عملی اور ان کی مخلصی ۱۹۲

۷۸ نانا پھڑنویس کے منصوبوں کی تکمیل ۱۹۶

۷۹ عہد نامۂ مہاڑ کی تعمیل ۱۹۷

جنگ میسور ۱۲۱۳ھ ۱۷۹۹ء ۲۰۱

۸۰ عہد نامۂ امدادی کی تکمیل ۲۰۴

۸۱ عہد نامہ کی تکمیل کی نوبت پر سکندر جاہ کی تخت نشینی

		صفحہ
	میں استمداد کی شرط اور اس کے اسباب	۲۰۵
۸۲	فرانسیسی فوج کی برطرفی تحت معاہدہ سنہ ۱۱۹۸ف ۱۲۱۳ھ	۲۰۸
۸۳	وجہ تحریک اور اعلان جنگ	۲۱۴
۸۴	حالات جنگ اور شہادت ٹیپو سلطان	"
	تقسیم ملک میسور	۲۱۸
۸۵	میر عالم کی خدمت وکالت سے علحدگی اور اس کے اسباب اور خدمت وکالت کا انضمام دیوانی میں	۲۲۹
	انتقال نظام علی خاں	۲۳۰
۸۶	نظام علی خاں کا انتقال اور اُن کا مدفن	"
۸۷	ازواج و اولاد نظام علیخاں	۲۳۱
۸۸	عمارات	۲۳۲

		صفحہ
ضمیمہ الف	شجرۂ نظام علیخاں	۲۳۴
ضمیمہ ب	عہدنامہ ایت گیر سنہ ۱۱۹۸ف	۲۳۵
ضمیمہ ج	عہدنامہ مہاراؤ بالاجی پنڈت	۲۴۰
ضمیمہ د	تہ نامۂ سندھیہ	۲۴۴
ضمیمہ ھ	عہدنامہ امدادی سنہ ۱۱۹۸ف ۱۲۱۳ھ	۲۴۷
ضمیمہ و	رقعۂ ارسطو جاہ موسومہ میر عالم	۲۵۳
اشاریہ حصہ اول		۲۶۶
اشاریہ حصہ دوم		۲۸۱

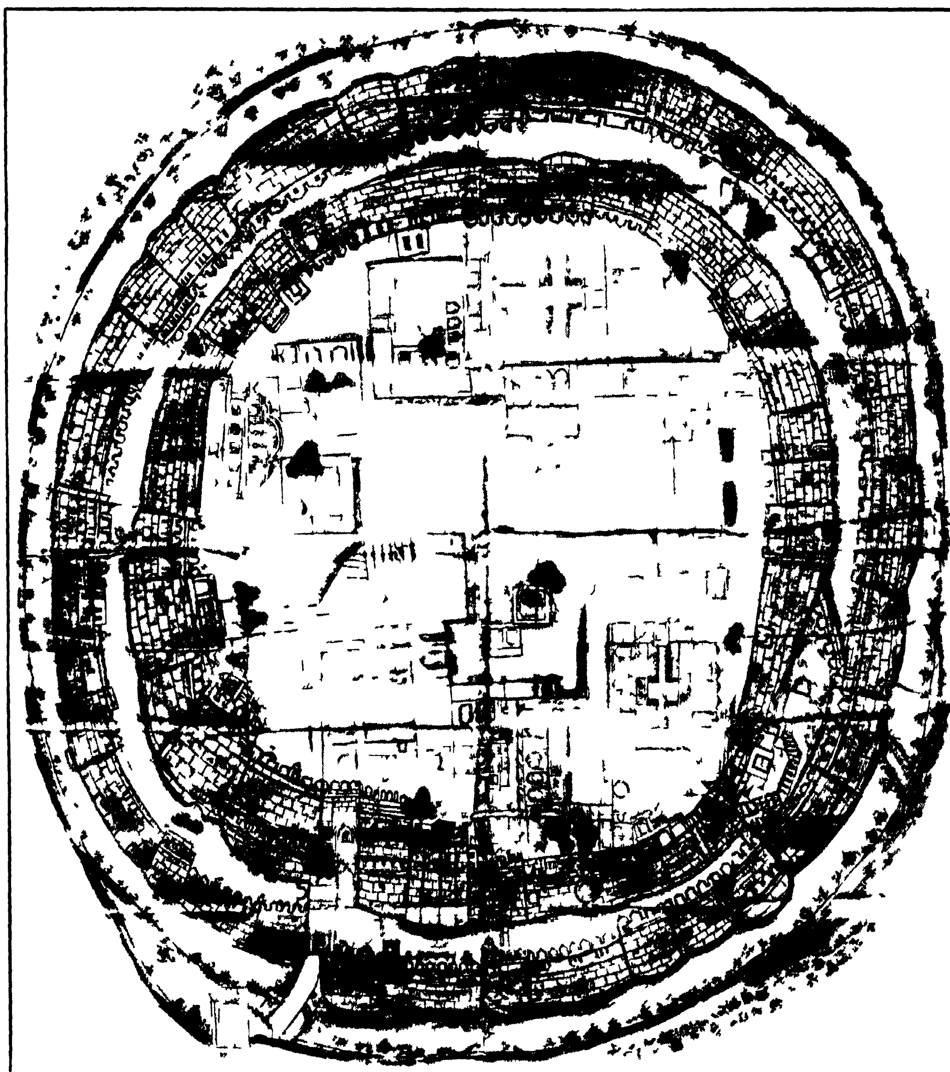
فہرست تصاویر

۱	تصویر مؤلف	سرورق
۲	تصویر قلعہ اودگیر	محاذی صفحہ ۱
۳	تصویر نظام علیخاں آصف جاہ ثانی	" " ۷
۴	تصویر رکن الدولہ	" " ۱۴
۵	نذر ارسطو جاہ بہ نظام علیخاں	" " ۱۲۴
۶	اعظم الامراء ارسطو جاہ	" " ۱۹۴
۷	نظام علیخاں آصف جاہ ثانی بسن پیری	" " ۲۰۲

نظام علی خاںؒ

حصّۂ دوم

دَورِ اوّل



قلعه اودگیر

نظام علی خان

حصہ دوم

پیشوا پر فوج کشی

مادھوراؤ پیشوا اور اس کے چچا کے مابین خانہ جنگی اور اس کے اسباب

صلابت جنگ کے معزولی ہونے کے بعد نظام علیخاں مستقل طور سے تخت سلطنت پر متمکن ہوئے ابھی انتظامات ریاست کی طرف متوجہ ہونے نہیں پائے تھے کہ ان کو مرہٹوں کی خانہ جنگی میں شریک ہونا پڑا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب نظام علیخاں اور مادھوراؤ پیشوا کے مابین صلح ہوگئی اور نوجوان پیشوا پونہ کو روانہ ہوا تو اس نے اپنے چچا رگھناتھ راؤ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ انتظام ریاست میں اپنا حصہ بھی رہے کیونکہ ابتک کمسن ہونے کے باعث اُس کی طرف سے اُس کا چچا ریاست کے کاروبار انجام دیتا تھا۔ بھتیجے کا یہ مطالبہ چچا کو ناگوار ہوا یہی جھگڑے کی بنیاد ہے ٹیلر نے اس جھگڑے کی بناء یہ بتائی ہے کہ مادھوراؤ کی والدہ گوپیکا بائی کا طرز عمل مناسب نہیں تھا جس پر رگھناتھ راؤ شوہر کا بھائی ہونے کی حیثیت سے تہدید کرتا تھا جو اُس کو ناگوار ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے اُس نے اپنے لڑکے کو چچا کے خلاف بھڑکا دیا جس پر مادھوراؤ نے رگھناتھ راؤ کو

؎ فارسٹس سلکشنس ' مرہٹا سیریز ' جلد اول حصہ دوم ۱۲

قید کر لینے کا منصوبہ باندھا اس سے مطلع ہو کر رگھناتھ راؤ ۲ صفر ۱۱۷۶ھ (م ۲۴ اگست ۱۷۶۲ء)
کو صرف چند سواروں کے ساتھ پونہ سے نکل کر ناسک چلا گیا۔ محمد مراد خاں[1] اورنگ آبادی نے
اس طرح اس کے بے سروسامان آنے کی خبر پائی تو ۱۴ صفر سنہ مذکور کو اورنگ آباد سے
نکل کر ناسک پہنچا اور رگھناتھ راؤ سے ملا۔ مراد خاں کے آملنے سے مادھو راؤ کے طرفداروں
میں سے اکثر مرہٹہ سردار یہ خیال کر کے کہ نظام علیخاں رگھناتھ راؤ کی حمایت پر ہیں اس کے ساتھ
متفق ہو گئے یہ ہے بیان[2] آزاد بلگرامی کا لیکن گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ اس موقع پر رگھناتھ راؤ
نے مرہٹہ ریاست کے اکثر عہدہ داروں کو اپنا شریک کر لیا اور وہ یہ خیال کر کے کہ ریاست کے
کاروبار اپنے بغیر چل نہیں سکینگے۔ اپنی اپنی خدمات سے دست بردار ہو گئے۔ جس کے
بعد مادھو راؤ نے سداشیو چمناجی بھاؤ کے ماموں ترمبک راؤ ماما کو اپنی وزارت پر نامزد
کیا۔ جب ترمبک راؤ نے اس خدمت کو قبول کر لیا تو رگھناتھ راؤ کو نہ صرف اُس کے بلکہ
ہر شخص کے خلاف جو اس موقع پر اس کا شریک تھا ایک سخت غصہ اور انتقامی جوش
پیدا ہو گیا۔

مرہٹوں کی خانہ جنگی میں نظام علیخاں کی شرکت کے اسباب اور اس کا نتیجہ۔

جب مراد خاں رگھناتھ راؤ سے متحد ہو گیا تو اس نے نظام علیخاں سے اس کی امداد کرنے کے لئے معروضہ کیا جس پر خود بدولت نے

---

[1] یہ ابتدا میں لشکر خاں کی سرکار میں ایک بارگیر تھا اور پھر چند سواروں کا جمعدار ہو گیا اور اس کے بعد راجہ پرتاب ونت کی دار المہامی کے زمانے میں امارت کے رتبہ کو پہنچ گیا تھا گرانٹ ڈف نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں وہ اورنگ آباد کا صوبہ دار تھا لیکن ہمیں کوئی ایسا ثبوت نہیں ملا جس سے یہ یقین کیا جا سکتا کہ وہ اس وقت یا اس سے پیشتر یا بعد اورنگ آباد کا صوبہ دار تھا صاحب خزانۂ عامرہ نے اس کے متعلق صرف یہ تعریفی الفاظ لکھے ہیں "محمد مراد خاں بہادر اورنگ آبادی کہ از عمدۂ نوکران آصف جاہ ثانی است و بہ استمالت غنیم از نواب جدا شدہ بود در اورنگ آباد اقامت داشت" اس سے بھی اس کا صوبہ دار ہونا ثابت نہیں ہے ۱۲

[2] خزانۂ عامرہ صفحہ ۲۰۔

احکام اعانت صادر فرمائے اور خود بھی اس کی مدد پر نکلنے کی تیاریاں شروع کر دیں اس امداد سے نظام علیخاں کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ اس نقصان کی تلافی کریں جو سابقہ مرہٹہ لڑائیوں میں انھوں نے برداشت کیا تھا۔

رگھناتھ راؤ اپنی اس طرح جمع کی ہوی کثیر فوج کے ساتھ اورنگ آباد سے پونا روانہ ہوا۔ گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ[1] احمد نگر اور پونہ کے مابین رگھناتھ راؤ نے اپنے بھتیجے پر حملہ کر دیا۔ مادھو راؤ نے دور اندیشی کر کے اپنے آپ کو چچا کے حوالے کر دیا۔ لیکن صاحب توزک آصفیہ[2] کہتا ہے کہ بند گانعالی اور رگھناتھ راؤ کی متفقہ فوجیں دریائے بھیمرا کے کنارے تک پہنچیں مادھو راؤ اپنی فوجوں کے ساتھ اس دریا کے دوسرے کنارے پر ٹھیر گیا طغیانی کی وجہ سے عرصہ تک عبور ممکن نہ ہوا اور جنگ میں تعویق ہو گئی اس دوران میں مُراد خان ایک رات اپنے چند سپاہیوں کے ہمراہ دریا کو عبور کر کے خفیہ طور پر مادھو راؤ کے ڈیرے میں داخل ہو گیا اور اس کو دستگیر کر کے اپنی قیام گاہ پر لایا اور دوسرے روز رگھناتھ راؤ کو اپنے ڈیرے میں بلا کر دونوں چچا بھتیجے کو عہد و پیمان کے ساتھ ملا دیا۔ خدا جانے صاحب توزک آصفیہ کو یہ واقعہ کس ذریعہ سے معلوم ہوا۔ غلام علی آزاد بلگرامی جو اس عہد کے بڑے مورخ ہیں اور تقریباً اس زمانہ کی ہر جنگ میں شریک بھی رہے ہیں اس جنگ کے متعلق لکھتے ہیں کہ[3] ادھر رگھناتھ راؤ اورنگ آباد سے نکل کر احمد نگر کی طرف روانہ ہوا۔ اور ادھر مادھو راؤ نے پونہ سے احمد نگر کا رخ کیا

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ ۵۳۶۔ [2] توزک آصفیہ صفحہ ۱۳۰۔

[3] خزانۂ عامرہ صفحہ ۶۷۔

حتیٰ کہ ۵ ربیع الآخر ۱۱۷۶ھ (م ۲۴-اکتوبر ۱۷۶۲ء) کو احمد نگر سے بارہ کوس پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ مادھوراؤ شکست کھا کر میدان جنگ سے علحدہ ہوگیا اور امان چاہی دوسرے روز اپنے آپ کو اپنے چچا کے پاس پہنچایا۔ یہ مسلم ہے کہ نظام علیخاں نے اس جنگ میں رگھناتھ راؤ کو مدد دی اور دونوں فریقوں میں باہم صلح ہوگئی۔ ممکن ہے کہ نظام علیخاں کے امراء نے اپنے طور پر مادھوراؤ کو نشیب و فراز سے آگاہ کر کے رگھناتھ راؤ سے مصالحت کرا دی ہو۔ اس موقع پر نظام علیخاں خود رگھناتھ راؤ کی مدد کرنے کے لئے بیدر سے احمد نگر روانہ ہوئے تھے جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ صلح ہوگئی ہے یہ اطلاع پاکر بندگانعالی نے پیر گاؤں ہی میں قیام فرمایا۔ رگھناتھ راؤ نے اپنے بھتیجے کے ساتھ یہاں آکر اعلیٰحضرت سے ملاقات کی اور ماہ جمادی الاول کے اوائل میں کئی ضیافتیں جانبین سے ہوئیں اور یہیں اُس نے اس اعانت کے معاوضہ میں بندگانعالی کی خدمت میں پچاس لاکھ محاصل کا علاقہ اور قلعۂ دولت آباد گزرانا اور کاغذات گزاشت عہدہ داران بندگانعالی کے تفویض کئے گرانٹ ڈف یہ کہتا ہے کہ جنگ میں مدد دینے کے معاوضہ میں رگھناتھ راؤ نے وعدہ کیا کہ قلعۂ دولت آباد، سیونی، اسیر گڈھ اور احمد نگر کے علاوہ اکاون لاکھ سالانہ محاصل کا علاقہ (جو ۱۷۶۲ء کے صلح نامہ میں دیا جانا طے پایا تھا) نظام علیخاں کو دیگا اور خزانۂ عامرہ کے حوالے سے یہ لکھتا ہے کہ سوائے قلعۂ دولت آباد کے نہ کسی اور قلعہ پر قبضہ ہوا اور نہ کسی حصۂ ملک پر اس عہدنامہ کی رو سے نظام علیخاں کو عمل دخل ملا۔ حالانکہ خزانۂ عامرہ کی عبارت سے کبھی یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا جو اس نے نکالا ہے چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"رگھناتھ راؤ[1] ملک پنجاہ لک روپیہ و قلعۂ دولت آباد در جلدوے این اعانت بنواب آصف جاہ گزرانید و اسناد مرتب کردہ بوکلاء سرکار حوالہ نمود۔"

نظام علیخاں اور رگھناتھ راؤ میں جنگ اور اس کا سبب۔

اس جنگ اور مصالحت سے فارغ ہو کر رگھناتھ راؤ اپنے ملک کے انتظامات کی طرف متوجہ ہوا۔ اور یہ تہیہ کیا کہ گزشتہ موقع پر جن لوگوں نے اس سے مخالفت کی تھی ان کا معقول تدارک کرے چنانچہ اسی غرض سے وہ مرج کی طرف بڑھا تا گوپال راؤ پٹ وردھن کی تنبیہ کرے۔ نظام علیخاں کے دیوان پرتاب ونت کو مراد خاں پر بڑا رشک تھا جب انھوں نے یہ دیکھا کہ مراد خاں کے ذریعے رگھناتھ راؤ کے ساتھ اتحاد قایم ہوا ہے اور حالیہ مہم میں کامیابی کی وجہ سے مراد خاں کو سُرخ روئی بھی ہوی تو ان کو اس کا حسد ہوا اور اس کی ریس میں راجہ پرتاب ونت نے گوپال راؤ سے مراسلت شروع کی کہ رگھناتھ راؤ سے مقابلہ کی ٹھہرے تو نظام علیخاں سے مدد حاصل کرے۔ اِدھر نظام علیخاں کو اُکسایا کہ مرہٹہ ریاست میں تفرقہ پیدا کرنے کے لیے یہ موقع بہتر ہے ساتھ ہی ایک تدبیر اور کی وہ یہ کہ راجہ ستارہ[2] (جو اس زمانے میں نابالغ تھا) کی ولیہ تارا بائی کا انتقال ہو گیا تو خدمت ولایت تقرر طلب قرار پائی جس پر پرتاب ونت نے

---

[1] خزانۂ عامرہ صفحہ ۲۷۔ [2] سیواجی اور اس کے بیٹے کے بعد جب مرہٹہ ریاست میں برہمن وزراء کی قوت زیادہ ہوی تو وہ سیواجی کی اولاد کو برائے نام راجہ بنا کر ستارہ میں گدی نشین کرتے تھے اور حکومت خود آپ کرتے تھے ۱۲

ایک طرف جانوجی بھونسلہ (راجۂ ناگپور) کو اس خدمت کا مدعی بنا دیا اور دوسری جانب نظام علیخاں کی طرف سے خفیہ طور پر کولا پور سے مراسلت کی تا اس خدمت کا ایک اور دعویدار پیدا ہو جائے اس طرح پیشوا مادھو راؤ اور اس کے چچا رگھناتھ راؤ کے خلاف نظام علیخاں کے دیوان نے گوپال راؤ پٹ وردھن کے علاوہ جانوجی بھونسلہ اور کولا پور کے راجہ کی ولیہ[1] کو بھی اکسا دیا۔ ان میں سے ہر ایک کی تائید میں چند مرہٹہ سردار (مثلاً مورا بہ پھڑنویس، سداشیو راجپندر فرزند رامچندر شیونی، بھون راؤ معزول پریتی ندھی) بندگانعالی سے آملے جس سے اس موقع پر ان کی فوج اور قوت بہت زیادہ ہو گئی۔ صرف ملہار راؤ ہولکر اور دماجی گیکواڑ رگھناتھ راؤ کے ساتھ رہے اپنی کمزوری کو محسوس کر کے اس نے مقابلہ کو مناسب نہ تصور کیا اور نظام علیخاں کی فوج کے بازو بازو سے آگے نکل گیا اور اورنگ آباد پہنچکر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ بندگانعالی اس کے تعاقب میں اورنگ آباد پہنچے تو وہ محاصرہ چھوڑ کے بھاگ نکلا اور جانوجی بھونسلہ کے علاقہ میں داخل ہو کر دیہات کو تباہ و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ جب وہاں بھی نظام علیخاں اس کے تعاقب میں پہنچے تو وہ مونگی پٹن چلا گیا اور پھر جنوب مشرقی سمت سے ممالک محروسہ سرکار عالی میں داخل ہو کر لوٹ مار مچا دی۔ نظام علیخاں نے کچھ دور اس کا تعاقب کیا لیکن جب اس نے حیدرآباد کا رخ کیا تو انھوں نے خیال کیا کہ اس کے تعاقب سے بہتر ہوگا کہ مرہٹوں کے مرکزی شہر پر حملہ کر دیا جائے اور اسی غرض سے وہ سیدھا پونا روانہ ہوئے۔

---

[1] گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ یہ خطوط مرہٹہ مخطوطات میں ہیں اور راجہ کولا پور سے حاصل ہوئے ہیں یہ سنبھاجی کی بیوہ جی جی بائی کے موسومہ ہیں جو اپنے تبنیٰ لڑکے سیواجی نامی کی نابالغی کے زمانے میں اس کی ولیہ تھی۔



نظام علیخان آصف جاہ ثانی

[illegible] حیدرآباد

پُونہ کی تباہی | گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ جب[1] پونہ میں یہ خبر پہنچی کہ مغل فوج آرہی ہے تو اکثر

اشخاص نے اپنے مال و دولت کو تا حد امکان منتقل کر دیا اور خود آپ کانکن کی پہاڑیوں میں

جا چھپے پیشوا کا خاندان اور دفر سنگڈھ بھیجدیا گیا بریں ہم جانوجی کا ایک عہدہ دار مسمی باپو

کورونڈ بہ آتنا جلد پہنچ گیا کہ بھاگنے والوں کو اس نے لوٹ لیا اور سنگڈھ کے دامن کا موضع جلادا لا

بندگانعالی شہر پونہ سے دو کوس کے فاصلے پر قیام فرما ہوے اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ شہر لوٹ لے

وہ گھر جس سے کوئی رقم نہیں ملی مسمار کر دیا گیا اس تباہی پونہ کی وجہ در اصل راجہ پرتاب ونت

اور جانوجی بھونسلہ تھے اور یہ سبق نظام علیخاں نے مرہٹوں ہی سے حاصل کیا تھا اولاد محمد خان ذکا

نے اس واقعہ کی تاریخ اس مصرع سے نکالی ہے ع آتش زد پُونہ را سپاہِ اسلام ۱۱۷۶ھ رگھناتھ راؤ

حیدرآباد کی جانب پلٹا تو وہاں کے ناظم بہادر دل خان نے شہر کے دروازے بند کر کے ایسا

معقول انتظام کیا کہ اس کو شہر میں داخل ہونے کا موقع ہی نہ مل سکا اور باہر باہر ہی سے حملے

کر کے رہ گیا بیرون شہر پناہ کے محلہ جات سے البتہ ایک لاکھ اسی ہزار روپئے بعنوان نعل بہا،

اس نے حاصل کر لئے اور وہاں سے پونہ کی طرف لوٹا راستہ میں یہ کوشش شروع کی کہ اُن

مرہٹہ سرداروں کو جو نظام علیخاں کے ساتھ تھے ہموار کر لے چنانچہ ایک حصہ ملک کے لالچ پر

خفیہ طور سے جانوجی بھونسلہ کو اپنا طرفدار کر لینے میں اس کو کامیابی ہوگئی گرانٹ ڈف کا بیان

ہے کہ رگھناتھ[2] راؤ نے جانوجی کو یہ توقع دلائی کہ اس کو اُس علاقہ سے جو بیر گاؤں کے صلح نامہ کی

رُو سے نظام علیخاں کو دیا جانے والا تھا بتیس لاکھ محاصل کا ملک دیا جائیگا بشرطیکہ اُن سے

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس حصہ اول صفحہ ۵۴۰۔ [2] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ ۵۳۸۔

علیحدہ ہو جائے چونکہ راجہ پرتاب ونت کے دو روپہ پن سے اس کے توقعات تقریباً منقطع ہو گئے تھے اس لئے وہ رگھناتھ راؤ کی طرفداری پر رضامند و آمادہ ہو گیا۔

جنگ راکس بھون

شہر پونہ کی تباہی کے بعد بندگانعالی پورندھر روانہ ہوئے اور دریائے بھیمرا کے کنارے تک تمام ملک روند ڈالا۔ اس حصہ ملک میں پہنچتے تک موسم بارش آغاز ہو گیا تھا اس لئے خود بدولت نے یہ ارادہ فرمایا کہ برسات بیدر میں گزاریں لیکن جانوجی نے یہ معروضہ کیا کہ اگر اورنگ آباد میں اقامت فرمائی جائے تو مناسب ہوگا کہ وہ مرکزی مقام ہے جہاں سے بیدر بھی قریب ہے پونہ بھی اور برار بھی۔ چونکہ اس توجیہ میں ایک معقولیت تھی اور اعلیحضرت کو اس کی خفیہ سازباز کا علم بھی نہیں تھا اس لئے اس کے معروضہ کو منظور فرمایا اور عنان عزیمت اورنگ آباد کی جانب منعطف فرمائی۔ رگھناتھ راؤ بندگانعالی کے لشکر کے پیچھے پیچھے آ لگا حتی کہ نظام علیخاں دریائے گوداوری کے کنارے پہنچ گئے اور اپنے کارخانہ جات اور ایک حصہ فوج کے ہمراہ راکس بھون کے گھاٹ سے دریا کو عبور کیا اور بقیہ حصہ فوج راجہ پرتاب ونت کی نگرانی میں دریا کے ادھر ہی کے کنارے پر رکا رہا عین اس موقع پر جانوجی بھونسلہ اپنی فوج کی تنخواہ نہ پانے کے عذر پر راجہ پرتاب ونت سے علیحدہ ہو گیا اس تفرقہ سے خبردار ہو کر رگھناتھ راؤ نے ۲۸۔ محرم ۱۱۷۷ھ (م ۸۔ اگسٹ ۱۷۶۳ء) کو راجہ بہادر (پرتاب ونت) پر

اچانک حملہ کردیا۔ جانبین کی فوجیں آپس میں گتھ گئیں معرکۂ جدال وقتال گرم ہوا نظام علیخاں کو اس حملہ کی خبر ہوی تو اُنھوں نے دریا کے دوسرے کنارے ہی سے توپوں کے ذریعہ راجہ بہادر کی امداد کی کوشش کی لیکن فاصلہ بہت بڑا تھا اس لئے اس کا کوئی اثر مترتب نہو سکا اور جب دیکھا کہ مدد کی کوئی صورت نہیں ہے تو خود بدولت اورنگ آباد کی سمت روانہ ہوگئے اثناء جنگ میں راجہ بہادر کی فوج کے ایک حصّہ نے رگھناتھ راؤ کے ہاتھی کو گھیر لیا اور قریب تھا کہ اس کو قید کرلیا جاتا لیکن اس موقع پر خود وہ اور تکارام ہری جوانمردی سے مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ مادھو راؤ نے اپنی فوج کے ساتھ بڑے زور کا حملہ کیا اور اپنے چچا کو چھڑا لیا ایسی نوبت پر مراد خان نے (جس کو راجہ پرتاب ونت سے دلی عناد تھا) اپنے ایک قراول (آرڈرلی) کو حکم دیا کہ راجہ بہادر کے گولی ماردے اس واسطے کہ اس منصوبہ کو جو اس نے رگھناتھ راؤ سے مصالحت قایم کرکے باندھا تھا راجہ بہادر کے طرز عمل سے نقصان پہنچا تھا اس کو یہ گوارا نہیں تھا کہ اپنے حلیف رگھناتھ راؤ کے مقابلہ میں راجہ پرتاب ونت کو کامیابی ہو۔ مراد خاں کے آرڈرلی نے حکم کی تعمیل کی اور اس کی گولی برابر نشانے پر بیٹھی۔ پرتاب ونت کی روح پرواز کرگئی ہولکر کے پٹھان سپاہیوں نے اُن کا سر جسم پر سے اُتار کر نیزے[1] پر چڑھا دیا جس کو دیکھ کر راجہ بہادر کی فوج کے قدم اکھڑ گئے مآثر آصفی راجہ بہادر کے سر کو جسم سے علحدہ کرنے کا ذکر نہیں کرتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ بمجرد[2] گولی لگنے کے راجہ بہادر تختہ عماری پر گر پڑے جس سے فوج کے قدم اکھڑ گئے۔

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ ۲۴۳ ۔ [2] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۴۔

موسیٰ خان رکن الدولہ کا میدان جنگ سے فرار ہونا۔

مرہٹہ مراسلتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں نظام علیخاں کی طرف کے دس ہزار آدمی مارے گئے بعض دریا میں کود کر ڈوب مرے بعض قید اور اکثر فرار ہو گئے۔ اسی موخرالذکر گروہ میں موسیٰ خاں (رکن الدولہ) بھی تھے جنھوں نے اس بھگدڑ میں بیک جامہ و دستار پونہ کی راہ لی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ میدان جنگ سے نکل کر پونہ کیوں گئے۔ اس واسطے کہ یہ جنگ نظام علی خاں اور پیشوا کے مابین ہوی تھی وہ اگر مرہٹہ فوج کے خوف سے فرار ہوے تھے تو یہ قرین قیاس نہیں ہو سکتا کہ جس کے خوف سے بھاگیں اسی کے حدود حکومت بلکہ اسی کی راجدھانی میں پناہ لیں۔ درآنحالیکہ میدان جنگ کے مضافات ہی میں اپنے مالک کے علاقہ کے بہت سارے مواضع اور قلعے ایسے موجود تھے جہاں وہ بآسانی پناہ گزیں ہو سکتے تھے اس موقع پر اپنے آقائے ولی نعمت کے دشمن کے شہر میں پناہ لینے سے اس سوءظن کی گنجایش پیدا ہو جاتی ہے کہ نظام علیخاں سے منحرف ہو کر ان کے مخالفین سے مل لینے کی خاطر انھوں نے پونہ کی راہ لی تا اس طریقہ سے کوئی مفید صورت پیدا ہو آئندہ کے واقعات سے اس قیاس کی تائید بھی ہوتی ہے جن میں نظام علیخاں نے مرہٹوں کے معاملات میں غیر معمولی دلچسپی لی ہے اور اسی بے موقع دلچسپی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی قوت میں انحطاط پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے ان کو سات دریا پار کی اجنبی قوم سے مدد لینی پڑی۔ اکثر مورخین نے ان کے اس عمل کو نظر انداز کر دیا ہے لیکن لچھمی نارائن شفیق ابن لالہ منسا رام فانی نے اپنی تصنیف مآثر آصفی میں اس پر کافی روشنی ڈالی ہے ہم اس کتاب کی اصل عبارت کو ہدیہ قارئین کرتے ہیں جس سے اس جنگ اور اس کی بھگدڑ کے

علاوہ ہونے والے دیوان موسیٰ خان (احتشام جنگ رکن الدولہ) کے پونا جانے کی حالت پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے :-

"مراد خاںؔ[1] کہ با راجہ بہادر عناد دلی داشت رنگ جنگ دگرگوں دیدہ یقین دانست کہ اگر راجہ بہادر ازیں محاربہ زندہ ماند نخل ہستی او بہ تیشۂ ناکامی قطع خواہد کرد در عین دار و گیر قراول خود را اشارہ کرد کہ بلا تحاشا بضرب تیر تفنگ کار راجہ بہادر تمام شد و بمجرد رسیدن تیر تفنگ سر راجہ بہادر بر تختہ عماری رسید لشکریاں را از ملاحظہ ایں حال قدم ثبات از جا رفت و فتح مبدل شکست شد فوج ہراس خوردہ تاب نائرۂ توپ و تیغ نیاوردہ بے اختیار خود را در گنگ انداختہ غریق بحر فنا شدند و گروہے از تیغ و تیر شربت مرگ چشیدند غرض عالمے تلف شد و اکثر ہا بہ اسیری آمدند و بعضی مال و متاع بدست غارتیاں دادہ آوارۂ دشت ادبار شدہ جان خود بسلامت بردند میر موسیٰ خان رکن الدولہ با یک جامہ و دستار از دست تاراج گراں پیادہ پا خود را نزد حیدر یار خاں شیر جنگ رسانید و ایں شیر جنگ پیش ازیں بدیوانی دکن سرفراز شدہ و مہر صلابت جنگ مجدداً کندہ کنانیدہ بہ اتفاق رائے رایاں و شنبھو لعل

---

[1] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۴۔

وحمید اللہ خان دیوان سرکار وکھمن راؤ کھنڈ ملکہ مختار جمیع امور شدہ
بود و بعد آمدن بندگا نعالی از ایلگندل کنارہ از حضور نمودہ در پونہ بسر
می برد آمدن میر موسیٰ خاں بادو گوش و بینی غنیمت پنداشتہ تواضع
تمام پیش آمدہ بہ اتفاق محمد مراد خاں بنائے صلح گزاشت۔''

اس موقع پر لچھمی نارائن شفیق نے جان بچا کر جانے والوں میں صرف اُن اصحاب کا ذکر کیا ہے جنھوں نے اپنا مال و دولت غارتگروں کو دے دلا کر اپنی جان بچائی اور اسی تذکرے کے بعد وہ موسیٰ خاں رکن الدولہ کا ذکر کر کے لکھتا ہے کہ انھوں نے بیک جامہ و دستار تاراج گرون کے ہاتھ سے نکل کر اپنے آپ کو شیر جنگ کے پاس پہنچایا۔ اس سے صراحتاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ مخالفین کے ہاتھ میں گرفتار ہوے اور اس کے بعد انھوں نے اپنا تمام اثاثہ بطور مخلصی بہا دیکر رہائی پائی اور اگر شرائط رہائی کے تحت ہی وہ پونہ پہنچے یا پہنچائے گئے ہوں تو بعید از قیاس بھی نہیں۔ گردھاری لال احقر نے تقریباً اسی زمانے میں اپنی تاریخ 'ظفرہ' لکھی ہے اور اس جنگ کے واقعات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس پر ایک قطعہ بھی نظم کیا ہے لیکن سخت افسوس ہے کہ اس میں اس نے موسیٰ خاں کے اس واقعہ سے قطعاً گریز کردی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اس واقعہ کو وہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا یا اس لئے کہ اس نے اپنی تاریخ ان کے عہد دیوانی میں لکھی ہے ان کے اثر کے تحت اس پر پردہ ڈالنے پر مجبور تھا۔ ورنہ ایسا اہم واقعہ جس کی بنا پر ایک داروغہ ہرکارگان کو یک بیک اہم خدمت دیوانی ملی ہو اسی عہد کے ایک مورخ کو (جو تقریباً اس واقعہ جنگ میں شریک بھی تھا) معلوم نہ ہوتا قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔

بہر حال اس جنگ کی اطلاع کے بعد ہی نظام علیخاں اورنگ آباد روانہ ہوے جہاں وہ غرہ صفر ۱۱۸۵ھ م ۱۰ اگست ۱۷۷۱ء کو پہنچے۔ بقول گرانٹ ڈف یہ جنگ دو روز تک ہوتی رہی اس کے بعد رگھناتھ راؤ بھی دریا کو عبور کر کے نظام علیخاں کے پیچھے ہی اورنگ آباد پہنچا اور شہر کا محاصرہ کر لیا وہاں کے صوبہ دار درگاہ قلی خاں سالار جنگ نے شہر کا انتظام معقول کیا تھا حملہ میں اس کو کامیابی ہونے نہ پائی اور وہ پسپا کر دیا گیا اور صلح ہو گئی۔ جس میں رگھناتھ راؤ نے نظام علیخاں کی اس ہمدردی اور امداد کے نظر کرتے جو انھوں نے اس کی نسبت مادھوراؤ کے مقابلہ کے وقت اس کے ساتھ کی تھی اپنے عہدہ داروں میں مشورۃً یہ تحریک کی کہ اس علاقہ میں سے جو پیرگاؤں کے صلح نامہ کی رو سے نظام علیخاں کو دیا جانا چاہئے تھا۔ بتیس لاکھ کا ملک جانوجی کو دیا جائے اور باقی نظام علیخاں کو۔ لیکن اس کے عہدہ داروں نے اس سے اتفاق نہ کیا اور اُس کو اس امر پر راضی کر لیا کہ بعوض انیس لاکھ کے صرف دس لاکھ محاصل کا علاقہ بندگانعالی کو دیا جائے چنانچہ صلح نامہ میں یہی طے پایا۔ اسی صلح نامہ کی رو سے یہ بھی طے پایا کہ گوپال راؤ پٹ وردھن کو حسب سابق قلعہ مرج تفویض کر دیا جائے اس کی تکمیل کے بعد بندگانعالی اور رگھناتھ راؤ کی باہمی ملاقات ہوی دوران گفتگو میں انھوں نے جنگ راکس بھون کی ناکامی کا الزام راجہ پرتاب ونت کی سوء عملی پر رکھا اسی ملاقات میں رگھناتھ راؤ نے یہ اعتراف کیا کہ پیرگاؤں کی مہم میں جو کچھ مدد نظام علیخاں کی جانب سے اس کو دی گئی تھی وہ قابل امتنان تھی اور صلح نامہ کے موجب کاغذات گزاشت پیش کئے اور جب جانوجی بھونسلہ کو اس کے کاغذات گزاشت دئے جانے لگے تو مہادیو راؤ نے جانوجی کو اس کی دغابازی پر

بڑی لعنت ملامت کی اور اس پر یہ الزام لگایا کہ ایسے نامعقول طریقے سے اُس نے ایک ایسی سلطنت کی تباہی کا ارادہ کیا تھا جس کے ایک رئیس نے اس کے باپ کو سرفراز کیا اور ہندوؤں کو اس بلند مرتبہ پر پہنچایا۔

خدمت دیوانی پر رکن الدولہ کی سرفرازی اور اس کا سبب

راجہ پرتاب ونت دیوان کے جنگ میں کام آجانے سے خدمت دیوانی تقرر طلب تھی مگر فی الحال کوئی موزوں شخص بندگانعالی کو نظر نہیں آتا تھا اور مناسب نہیں تصور کرتے تھے کہ یہ خدمت عرصہ تک تقرر طلب رہے اس لئے انھوں نے متوفیٰ دیوان کے کمسن پوتے جمنا راجہ کو اس پر نامزد فرمایا جو صاحب تاریخ ظفرہ[1] کے بیان کے بموجب دو مہینے اس خدمت پر مامور رہے شیر جنگ نظام علیخاں کی آزردگی کی وجہ سے پونہ میں مقیم ہو گئے تھے جب موسیٰ خاں میدان جنگ سے نکل کر پونہ میں ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے تجویز یہ نکالی کہ موسیٰ خاں کو نظام علیخاں سے اپنی صفائی کا ذریعہ بنائیں اس غرض کے لئے انھوں نے مراد خان کو اپنا ہم خیال بنایا اور چونکہ وہ اور رگھناتھ راؤ پہلے ہی سے راجہ پرتاب ونت کے مخالف تھے اس لئے وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ راجہ پرتاب ونت کا پوتا نظام علیخاں کا دیوان بنے کیونکہ اس صورت میں اس امر کا امکان تھا کہ جمنا راجہ اپنے دادا کا بدلہ لینے کی خاطر رگھناتھ راؤ اور مراد خاں کے خلاف کارروائی شروع کردے۔ اس لئے شیر جنگ اور مراد خان نے موسیٰ خان کو دیوان بنانے کی کوشش کی اور متذکرۂ صدر صلح نامہ کے شرائط میں ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی کہ خدمت دیوانی پر

---

[1] تاریخ ظفرہ صفحہ ۱۵۰۔



رکن الدوله احتشام جنگ میر موسی خان

موسیٰ خاں مامور کئے جائیں اور اُدھر شیر جنگ نے موسیٰ خاں کو دیوان بنانے کی کوشش کرکے خود ان کے ساتھ یہ قرارداد کی کہ دیوان ہو جائیں تو وہ نظام علیخاں کی اُس غلط فہمی یا سُوءِظنی کو رفع کریں جو شیر جنگ کی نسبت ان کو پیدا ہو گئی تھی اور پھر انھیں حضوری میں طلب کرکے باریاب کرا دیں چنانچہ اس شرطِ صلح اور باہمی مفاہمت کو صاحب مآثرِ آصفی نے اس طرح بیان کیا ہے :-

"...... (شیر جنگ[1]) آمدن میر موسیٰ خان با دو گوش و بینی غنیمت پنداشتہ بتواضع تمام پیش آمدہ باتفاق محمد مراد خاں بنائے صلح گزاشت و از شروطِ صلح ایں ہم قرار داد کہ بجائے راجہ پرتاب ونت از انتقالش میر موسیٰ خاں مدار کار شود و از میر موسیٰ خاں کہ ناآزمودہ کار و ستید صاف طینت و مقرب الحضرت بندگان عالی بود در عہود و مواثیق مضبوط کرد کہ ہرگاہ ازیں جا رخصی یافتہ بحضور رود و بر مدار المہامی مامور شود عفوِ تقصیرات شیر جنگ کنانیدہ از جانب مرہٹہ طلب داشتہ دخیل امور جزو کل سازد میر موسیٰ خاں ازآں حالت کہ زندگانی خود دشوار می دانست منصب جلیل القدر مدار المہامی زیادہ از حوصلۂ خود تصور کردہ با شیر جنگ عہد کرد کہ ما بجائے پسر شمائیم و زندگی ما محض بتوجہ شما می شود چہ جائے کہ بر ایں مرتبۂ بلند سرفرازی فرمایند ما را بجز نام و فرماں بری دیگر نخواہد بود..."

---

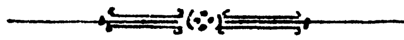
[1] مآثرِ آصفی حصۂ دوم ورق ۶۴۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جس وقت موسیٰ خاں شیر جنگ کے پاس بے سروسامانی کے عالم میں پہنچے ہیں ان کی زندگی دشوار تھی چہ جائے کہ ان کو عہدۂ مدار المہامی کا خیال ہو اسی بناء پر انھوں نے اس خدمت کو اپنے حوصلہ سے زیادہ تصور کر کے شیر جنگ سے یہ اقرار کیا کہ "میں آپ کے فرزند کے مانند ہوں میری زندگی محض آپ کی توجہ سے ہو رہی ہے اگر اس بلند مرتبہ پر مجھے سرفراز فرمائیں تو اس صورت میں آپ کی اطاعت و فرماں بری کے سوائے مجھ سے اور کیا ہو سکتا ہے" یعنے انھوں نے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ خدمت دیوانی سے گویا خود شیر جنگ ان کو سرفراز کر رہے ہیں اور تا زندگی انھوں نے کبھی اس احسان کو فراموش بھی نہیں کیا اور آخر تک اپنا بزرگ سمجھتے رہے۔ بہر حال اس مفاہمت کے بعد بندگانعالی نے حسب قرار داد موسیٰ خاں اختشام جنگ کو خطاب رکن الدولہ اور سرپیچ مرصع اور کنٹھہ مروارید مرحمت فرما کر خدمت دیوانی سے سرفراز فرمایا اس خدمت پر مامور ہو کر رکن الدولہ نے بہ اظہار امتنان و تعمیل اقرار سب سے پہلے یہ کوشش کی کہ نظام علیخاں کے دل سے اس سو ظنی کو رفع کریں جو شیر جنگ کی نسبت پیدا ہو گئی تھی۔ آخر اس میں ان کو کامیابی ہوی چنانچہ انھوں نے شیر جنگ کو پونہ سے طلب کیا اور اپنے توسط سے باریاب کیا اور چونکہ شیر جنگ صلابت جنگ کے عہد میں دیوان دکن رہ چکے تھے اور اس وجہ سے ریاست کے جز و کل امور سے واقف اور لشکر کے عہدہ داروں اور سپاہیوں سے شناسائی رکھتے تھے وہ خود امور ریاست و کاروبار سلطنت میں حصہ لینے لگے رکن الدولہ بظاہر مدار المہام تھے لیکن جمیع مہمات ریاست کا اجرا انہیں کی صوابدید پر منحصر تھا صاحب حدیقۃ العالم اسی واقعہ کو حسب ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

درعہد[1] نواب آصف جاہ ثانی دراوائل مدارالمہامی رکن الدولہ امور ریاست بصوابدید آں امیر روشن تدبیر (شیر جنگ) تمشیت می یافت بعدازآں کہ بنابر کبر سن اگرچہ دست ازآں کشید اما زمام وصول ریاست درقبضہ اختیار آں والا اقتدار بود......"

نظام علیخاں کا بتیہ ادھونی کی جانب

رگھناتھ راؤ سے صلح ہونے کے بعد نظام علیخاں غرۂ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ م ۹ سپٹمبر ۱۷۶۳ء کو اورنگ آباد سے نکلے اور ارادہ یہ کیا کہ سیر و شکار کرتے اور بیدر ہوتے ہوئے حیدرآباد پہنچیں اور وہاں کے انتظامات سے فارغ ہوکر ادھونی کی جانب متوجہ ہوں کہ بسالت جنگ تقریبًا اس زمانہ سے جب سے کہ صلابت جنگ مچھلی بندر سے واپس ہوئے تھے ریاست کے لئے خیالات خام پکارہے تھے اور اس دوران میں جب کہ نظام علیخاں زمام ریاست کو ہاتھ میں لینے اور اس کے بعد مرہٹوں کے مقابلے میں لگے ہوئے تھے اُن کے اس خیال میں ترقی ہوتی رہی ان کے طرز عمل پر معلومات حاصل کرنے کے بعد (جو اوراق مابعد میں مذکور ہے) ان کے ساتھ نظام علیخاں کے سلوک کا صحیح اندازہ کیا جاسکیگا۔



---

[1] حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ ۲۸۹۔

بسالت جنگ کی جدوجہد

حصول اقتدار وریاست کیلئے بسالت جنگ کی مساعی

حیدر جنگ کے قتل کے بعد نظام علیخاں برار، صلابت جنگ حیدر آباد اور موسیٰ بوسی پانڈیچری روانہ ہو گئے اور جب سرکاران شمالی میں فرانسیسیوں اور انگریزوں کے مابین جنگ ہونے لگی تو صلابت جنگ فرانسیسیوں کو مدد دینے کی خاطر حیدر آباد سے مچھلی بندر روانہ ہوئے لیکن وہ بعد از وقت موقع پر پہنچے اور انگریزوں کی کامیابی سے مطلع ہو کر ان سے مصالحت کی کوشش کرنے لگے اس دوران میں ان کو اطلاع ملی کہ نظام علیخاں برار سے حیدر آباد آرہے ہیں یہ سنتے ہی انھوں نے اپنی فوج کے ساتھ حیدر آباد کی راہ لی بسالت جنگ (جو اب تک بہ حیثیت وکیل صلابت جنگ ب کے ساتھ تھے) اُن سے علحدہ ہو کر اپنی جاگیر (ادھونی) کو چلے گئے اور ایک دستہ فرانسیسی فوج کا حیدر جنگ مقتول کے بھائی ذوالفقار جنگ کے تحت نوکر رکھ لیا اور اپنے علاقہ سے نجیب اللہ قلعدار نیلور اور اُن بڑے بڑے پالیگاروں کو جو دریائے پنار کے کنارے رہتے تھے شاہی پیشکش کی ادائی کی نسبت تاکیدی خطوط لکھے اور یہ ظاہر کیا کہ منجانب شہنشاہ وہ اس غرض کے لئے مامور ہوئے ہیں۔

فرانسیسیوں کے تعلقات بسالت جنگ کے ساتھ

اسی عرصہ میں موسیٰ بوسی کو یہ توقع پیدا ہو گئی تھی کہ وہ صلابت جنگ سے مکرر اتحاد قایم کرلیگا اور یہ منصوبہ باندھ رہا تھا کہ صلابت جنگ سے

عرض معروض کر کے کرناٹک کی قیادت بسالت جنگ کے نام پر منظور کرا دے تاکہ وہ (بسالت جنگ) وقتاً فوقتاً انگریزوں کے مقابلے میں فرانسیسیوں کی مدد کرتے رہیں اور یہ تہیّہ کیا کہ وہ ایک دستہ فوج کے ساتھ بسالت جنگ کے پاس جا کر یہ معاہدہ طے کر لے کہ کرناٹک کی قیادت ملنے پر وہ اس کی مدد کرتے رہیں۔ اسی دوران میں اُس کو وندواسی (وانڈیواشس) کی فتح کی اطلاع ملی جس کی وجہ سے وہ مقبوضات جدیدہ کے نئے انتظامات کی خاطر اپنے اس ارادہ کو پورا کرنے سے ایک عرصہ تک باز رہا۔ اس دوران میں بسالت جنگ نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی چنانچہ انھوں نے پولور پہنچ کر یہ اعلان کر دیا کہ اب نیلور پر حملہ کر دیں گے۔ لیکن جب وہ بنار کے قریب پہنچے تو انھوں نے جنوب کی سمت جانے کے عوض مغربی رُخ اختیار کیا اور ۱۰۔ ستمبر (م ۱۷۔ محرم) کو سانگام کے میدان میں اُترے جو نیلور سے سولہ میل پر ایک ندی کے کنارے واقع ہے یہاں پہنچکر انھوں نے نجیب اللہ اور تین اور زمینداروں کو طلب کیا کہ وہ بذات خود حاضر ہو کر نذر و پیشکش داخل کریں۔ لیکن ان سب نے بہ لطائف الحیل ٹال دیا۔ آخر وہ اپنی تمام فوج کے ساتھ دریا عبور کر کے یکم اکٹوبر (م ۹۔ صفر) کو سیداپورم میں قیام پذیر ہوے اور موسیٰ بوسی کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ بوسی ۱۸۔ اکٹوبر (م ۲۵۔ صفر) کو آرکاٹ سے نکل چکا تھا کہ وندواسی کی فرانسیسی فوج تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بغاوت پر آمادہ ہو گئی اُس کا کچھ اثر خود اس کی رکاب کی فوج میں بھی پیدا ہونے لگا تو اس نے فوج کے تمام سپاہیوں کو اُنکی اپنی تنخواہوں کا ایک ایک حصّہ دیکر سمجھا دیا۔ اُس کے بعد اُس نے اپنے راستہ کا رُخ بدلا۔ انگریز وندواسی کی

شکست کھا کر کنجیورم پر آ ٹھیرے جہاں سے گورنمنٹ مدراس نے کیپٹن مور کے تحت تو سو سپاہی[1] کی فوج بسالت جنگ کی طرف روانہ کی۔ وہ اس زمانہ میں سیداپورم ہی میں مقیم تھے یہ فوج اس غرض سے بھیجی گئی تھی کہ بسالت جنگ کو بوسی کی فوج سے ملنے نہ دے۔ بنگر یاچم اور وامرلہ دینکٹ پیٹھ کے پالیگار اینک انگریزوں کے طرف دار تھے لیکن جب وہ انگریزی فوج کی امداد سے مایوس ہو گئے تو سمپت رائو[1] کے توسل سے بسالت جنگ کے پاس چلے گئے محفوظ[2] خاں اور سمپت رائو نے اپنے ایک وکیل کے ذریعہ بسالت جنگ کے ساتھ مفاہمت کر لی۔ سمپت رائو نے یہ خیال کیا کہ اگر بسالت جنگ نواب کرناٹک ہو جائیں تو وہ اس کو اپنا دیوان بنالیں گے اور جب وہ اپنے کاروبار کے تحت اپنے مرکز (ادھونی) کو لوٹ جائینگے تو کرناٹک میں محفوظ خاں کو اپنا نائب مقرر کر دیں گے اور (محفوظ خاں، سمپت رائو اور بسالت جنگ میں) یہ مشورہ ہونے لگا کہ فرانسیسیوں سے کیا معاہدہ طے کیا جائے۔ اس نوبت پر آرمی کا بیان ہے کہ صلابت[3] جنگ کے دربار کا ایک امیر جو نظام علی خاں کا ایک معتبر طرفدار تھا۔ بسالت جنگ کے پاس پہنچا تا اُن کو انگریزوں کے خلاف فرانسیسیوں کی مدد حاصل

---

[1] یہ پہلے انورالدین خاں، نواب کرناٹک کا دیوان تھا ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے محمد علی کے پاس بھی رہا مگر انھوں نے اس کا اعتبار نہ کیا تو وہ مدراس کے محاصرے کے کچھ ہی عرصہ قبل اپنی تمام دولت لیکر کالستری میں جا رہا اور موجودہ نواب کرناٹک سے برخاستہ خاطر ہو کر محفوظ خاں سے مل کر ٹنے ولی میں ایک فساد مچا رکھا تھا۔

[2] یہ انورالدین خاں، نواب کرناٹک کے دوسرے بیٹے اور محمد علیخاں کے بڑے علاتی بھائی تھے اور محمد علیخاں سے بڑے ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو ریاست کرناٹک کا احق قرار دیتے تھے اور حصول ریاست کے لئے ہمیشہ اپنے بھائی کے مقابلے میں ساعی رہتے تھے۔ [3] آرمی جلد ۲ صفحہ ۵۳۱۔

کرنے سے باز رکھے اور اس کے صلے میں ان کو مزید جاگیر و عطیہ کی توقع دلائی گئی۔ افسوس ہے کہ اُن امیر کا نام و نشان نہ آرمی کو معلوم ہو سکا نہ ہم معلوم کر سکتے ہیں۔ بسالت جنگ آخر سمپت راؤ کے مشورے پر مائل ہوے اور اگر انگریزی فوج کالستری میں نہ پہنچی ہوتی تو وہ (بسالت جنگ) کرناٹک کے علاقہ میں داخل ہو گئے ہوتے انگریزوں کے کالستری میں آجانے کے علاوہ وہ اس وجہ سے بھی پست ہمت ہو گئے کہ موسیٰ بوسی اپنی معینہ تاریخ کے بعد بھی سیداپورم نہ آیا۔ جہاں اُن سے ملنے کی قرارداد ہوی تھی۔ جب اُن (بسالت جنگ) کو وندواسی کی فرانسیسی سپاہیوں کی بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ پنار کو عبور کر کے شمال مغربی سمت میں کڈپہ چلے گئے اُن کی فرانسیسی فوج ان کے ساتھ رہی اور فرانسیسی عہدہ دار اُن کو یہ یقین دلاتے رہے کہ بوسی اُن سے کڈپہ میں آملیگا بوسی کو یہ اطلاع ۲۴ اکتوبر (م ۲ ربیع الاول) کو ملی اور وہ فوج کی صرف تین کمپنیوں کے ساتھ اُسی دن نکلا اور ۱۰ نومبر ۱۷۵۹ء (م ۱۹ ربیع الاول) کو بسالت جنگ کے کیمپ میں پہنچا جو کڈپہ سے چھ میل پر ایک میدان میں قایم ہوا تھا بسالت جنگ کے رکاب کی فرانسیسی فوج کو تنخواہ کے علاوہ سامان رسد کی بھی سخت تکلیف تھی اور ان کی ضروریات کی بجاآوری میں عہدہ داروں نے اپنی ایک ایک چیز فروخت کر دی تھی انھیں تکالیف کی وجہ سے یہ فوج بھی باغی ہونے پر آمادہ تھی۔ بوسی سے مل کر بسالت جنگ نے اپنے یہ شرائط پیش کئے:۔

بسالت جنگ کے شرائط اتحاد فرانسیسیوں کے ساتھ

(۱) فرانسیسی اُن (بسالت جنگ) کو آرکاٹ کا خودمختار مالک تصور کریں۔

(۲) فرانسیسی اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کو اُن کے تفویض کر دیں۔

(۳) اُن ممالک کی آمدنی کا صرف ایک ثلث حصہ بسالت جنگ ان کے حق میں چھوڑ دیں گے۔

(۴) اس کے بعد جو حصۂ ملک فتح ہو وہ بلا شرکت غیرے خود اُن کی ملک ہوگا

(۵) ریاست کے کاروبار دیوان چلائیگا جس کو وہ خود مامور کریں گے۔

(۶) فرانسیسی اس امر پر حلف اُٹھالیں کہ اگر نظام علیخاں کرناٹک میں داخل ہو تو بسالت جنگ کی مدد کریں گے اور اگر فرانسیسی انگریزوں سے صلح کرلیں یا اُن کو فتح کرلیں تو نظام علیخاں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنی فوج کا ایک حصہ وہ اُن (بسالت جنگ) کو دیں

(۷) صلح ہو جانے کے بعد کرناٹک اور اس کے محالات پر بسالت جنگ قابض رہیں گے اور فرانسیسی کسی حصہ آمدنی کے مستوجب نہیں ہونگے۔

(۸) بسالت جنگ کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہیں دکن میں داخل ہوں۔

(۹) جب کبھی وہ اپنے مرکزی مقام سے نکلیں تو فرانسیسیوں کو چاہئے کہ وہاں کی حفاظت تین سو یورپین اور دو ہزار دیسی سپاہیوں اور توپ خانہ اور آلات حرب و ضرب کے ساتھ کریں اور اس کے اخراجات کرناٹک کی آمدنی سے بسالت جنگ ادا کردینگے

(۱۰) ایک عرصہ سے بسالت جنگ کی فوج کی تنخواہ تقسیم نہیں ہوی تھی اور ناصر جنگ کی شہادت کے بعد سے وہ کرناٹک میں خدمات بجا لانے سے پہلو تہی کرتی تھی اس لئے موسئی بوسی کو چاہئے کہ چار لاکھ روپیہ قرض دے تا کہ اس رقم سے فوج کی تنخواہ ادا کرکے

اس کو پیش قدمی پر رضامند و آمادہ کیا جاسکے۔

(۱۱) موسیٰ بُوسی کو اگر اس معاہدے پر عمل کرنا منظور نہ ہو تو بسالت جنگ کے آرکاٹ پہنچنے کے بعد اس کی فوج پُرامن طریقہ سے ان کے علاقہ سے باہر ہو جائے۔

ان شرائط کا مسودہ ہمپت راؤ نے مرتب کیا تھا ظاہر ہے کہ ایک ایسی قوم کا کوئی رکن جس کا مطمح نظر جلب منفعت اور ملک گیری ہو ان شرائط کو کس طرح منظور کرسکتا تھا بُوسی نے ان کو پسند نہ کیا اور دوسرے شرائط پیش کئے جن کو بسالت جنگ نے منظور کیا اور اُس کی صلاح سے ایک فرمان جاری کیا۔ جس کی رُو سے صوبہ آرکاٹ فرانسیسیوں کو دیدیا گیا اور یہ احکام نافذ کردئے گئے کہ اس علاقہ کے تمام زمیندار پالیگار فرانسیسی گورنمنٹ کو مقررہ نذرانہ و پیشکش ادا کیا کریں۔ اس تصفیہ کے بعد بُوسی نے بسالت جنگ ہی کی رقم سے ضروریات فوج کی تکمیل کرلی اور چھٹے دن ۱۶ رنومبر (م ۲۵ ربیع الاول) کو واپس ہوا اور ۱۰ ر ڈسمبر ۱۷۵۹ء (م ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ) کو آرکاٹ پہنچا۔

بسالت جنگ کا وکیل مطلق کی حیثیت سے معاملات ریاست میں دخیل ہونا

اس واقعہ کے مہینہ دو مہینہ کے اندر اندر اودگیر کی جنگ ہوی جس کے بعد نظام علیخاں راجمندری گئے تو بسالت جنگ صلابت جنگ کے پاس پہنچے اور ان کے وکیل مطلق کی حیثیت سے کاروبار ریاست میں دخیل ہو گئے صاحب سوانح دکن کا بیان ہے کہ اس دفعہ[1] اُن کے انتظام سے خرچ بڑھ گیا اور آمدنی گھٹ گئی۔ جس کی وجہ سے فوج قابو سے باہر ہوگئی اور ہر ایک امیر اپنے قدح کی خیر

---

[1] سوانح دکن صفحہ (۱۰۰)۔

منانے لگا ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں اس وجہ سے تامل ہے کہ اس وہلہ میں بسالت جنگ
نے کاروبار ریاست زیادہ عرصہ تک انجام نہیں دئے سال چھ مہینے میں کسی ریاست
کے مداخل و مخارج کی کمی یا اضافہ کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس نوبت پر آمدنی کی کمی
کا الزام ان پر عائد نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ جنگ اودگیر میں جو صلح ہوی تھی اس
کی رُو سے تقریباً ساٹھ لاکھ محاصل کا نقصان ہو گیا تھا اور یہ انصاف سے بعید ہے کہ
اس کمی کا الزام بسالت جنگ کے ذمہ عائد کیا جائے بہر حال اس دوران میں بسالت جنگ
کو یہ سوجھی کہ اپنی جاگیر کے اطراف کے علاقے[1] کو ریاست کی فوج کے ذریعہ اپنے زیر اثر
لائیں چنانچہ وہ صلابت جنگ کو لیکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوے ابھی بلاری تک
ہی پہنچے تھے کہ نظام علی کو بسالت جنگ کے طرز عمل کی خبر ملی اور وہ بہ منازل طولانی
بھائی کے پیچھے روانہ ہوے جب ان کی آمد کی خبر ملی تو بسالت جنگ صلابت جنگ کو
چھوڑ کر ادھونی چلے گئے اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہے تھے ریاست کے
مفاد کے لئے نہیں بلکہ یا تو اپنے جلب منفعت کی غرض سے کر رہے تھے یا نظام علیخاں
کے منصوبوں کو نقصان پہنچانے کے لئے جب اُن کو اِن کے آنے کی خبر ملی تو وہ اسی وجہ سے
سب چھوڑ چھاڑ اپنی جاگیر کو چلے گئے رُستم خاں فوجدار کرنول ان کی طرفداری پر
آمادہ ہو گئے اور یہ دونوں متحد ہو کر بڑے منصوبے باندھنے لگے۔ اس دوران میں نظام علیخاں
مرہٹوں کے معاملات میں گتھے رہے جسکی وجہ سے ان کو موقع نہیں ملا کہ بسالت جنگ کی

---

[1] یہ علاقہ یا تو مرہٹوں کی دست برد سے یا حیدر علیخاں کی مداخلت کے باعث انکی دست رس سے باہر ہو رہا تھا۔

تہدید و تنبیہ کرتے یہاں تک کہ راکس بھون کی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے جنوبی معاملات میں دلچسپی لینے کا تہیہ کیا۔

صلابت جنگ کا انتقال اور اس کے متعلق مورخین کا بیان

جب نظام علیخاں حیدرآباد کے ارادے سے اورنگ آباد سے نکلے تو ان کو اطلاع ملی کہ ۸ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ م ۱۶ ستمبر ۱۷۶۳ء کو بیدر میں صلابت جنگ کا انتقال ہوگیا ان کی وجہ مرگ کے متعلق گرانٹ ڈف[1] لکھتا ہے کہ نظام علیخاں نے ان کو ہلاک کروا دیا۔ صاحب مآثر آصفی[2] کا بیان بھی یہی ہے صاحب حدیقۃ العالم[3] کہتا ہے کہ ان کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ اور صاحب اندازہ واقعات دکن کا بیان ہے کہ صلابت جنگ نے قید خانہ سے نکل جانے کی چند بار ناکام کوششیں کیں جس پر وہ ہلاک کئے گئے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ صلابت جنگ کی یکایک موت کی اطلاع پر مورخین نے اپنا اپنا قیاس لگایا ہے لیکن کسی مورخ نے اپنا ذریعہ معلومات نہیں بتایا ہے جس سے حقیقت واقعہ پر کوئی تنقیدی نظر ڈالی جاسکتی تاہم ہمارے خیال میں ایسا کوئی قیاس قائم کرنے سے پیشتر یہ امر غور طلب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہلاک کرنے کے لئے یہ محل یا موقع تھا بھی یا نہیں۔ ہم ایسی کوئی کافی وجہ نہیں پاتے جس پر سے یہ قیاس کیا جاسکے کہ نظام علیخاں اپنے بھائی کی موت کا باعث ہوے جب انھوں نے صلابت جنگ کو نظربند کردیا اور وہ ہر طرح سلطنت پر قابض ہوچکے تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اُن کی جان کے

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ ۵۲۶۔
[2] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۷۔
[3] حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ ۲۸۴۔

درپے ہوتے اس کا امکان اسی وقت تھا جب کہ انھوں نے صلابت جنگ کو نظر بند کیا تھا
نہ کہ اس کے تیرہ مہینے بعد اگر یہ تصور کیا جائے کہ رگھناتھ راؤ کے غلبہ پانے کی وجہ سے اندیشہ
تھا کہ وہ بجائے نظام علیخاں کے صلابت جنگ کو پھر تخت پر بٹھادے گا جیسا کہ حدیقۃ العالم
میں بتایا گیا ہے تو یہ اس وجہ سے باور نہیں کیا جاسکتا کہ جنگ کے ساتھ ہی رگھناتھ راؤ
نظام علیخاں کے تعاقب میں اورنگ آباد پہنچ گیا جہاں اس سے صلح ہوگئی اگر وہ صلابت جنگ
ہی کی طرف داری پر مائل ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ دریائے گوداوری کے اسی کنارے سے
جہاں جنگ ہوی تھی وہ بیدر کی طرف روانہ ہوجاتا اور صلابت جنگ کو قلعہ سے نکالکر
تخت نشین کردیتا۔

بسالت جنگ کو صلابت جنگ کے رحلت کی اطلاع پر بدگمانی

صلابت جنگ خواہ اپنی مرگ طبعی سے مرے ہوں خواہ کسی نے ان کو قتل کیا ہو مگر ان کی موت کی اچانک اطلاع جب
بسالت جنگ کو پہنچی تو ان کو نظام علیخاں سے اور سوء ظنی پیدا ہوگئی اور ان کو ان کے
حاشیہ برداروں نے یقین دلادیا کہ نظام علیخاں ہی نے ان کو ہلاک کرادیا ہے اب
اگر بسالت جنگ اُن کے ہاتھ لگ جائیں تو اُن کی بھی خیر نہیں اس کے بعد وہ نظام علیخاں
کے اور زیادہ مخالف ہوگئے اور فوجدار کرنول کے ساتھ متحد ہوکر آمادۂ پیکار ہوگئے۔

نظام علیخاں کو اپنے بھائی (صلابت جنگ) کے انتقال کی اطلاع ملی تو انہوں
نے بہت کچھ اظہار ملال کیا اور حسب دستور تین دن تک ڈیوڑھی کی نوبت نوازی موقوف
کرادی اور تین دن تک خود بدولت برآمد نہیں ہوے فاتحہ زیارت کے بعد دربار منعقد ہوا

اور حیدر آباد کی طرف روانگی عمل میں آئی۔

شوراپور کے زمیندار نے عرصہ سے پیشکش ادا نہیں کی تھی اس لئے دوران سفر ہی میں بندگان عالی نے ظفر الدولہ کو اس کے وصول کرنے کے لئے مامور کیا اور آپ حیدرآباد رونق افروز ہوے یہاں پہنچکر اعلحضرت نے مراد خاں اور اس کے غلبرے بھائی ہمت خاں کو قلعۂ گولکنڈہ میں قید کر دیا کہ انھوں نے رگھنا تھ راؤ سے ساز باز کر لی تھی اور راکس بھون کی جنگ میں افواج بندگانعالی کی شکست کا باعث دراصل یہی مراد خان نامراد تھا۔

بسالت جنگ پر نظام علیخاں کی فوج کشی

اس کے بعد نظام علیخاں حیدر آباد سے ادھونی روانہ ہوے جب اُن کا لشکر دریائے تنگبھدرا کے قریب پہنچ گیا اور بسالت جنگ نے اپنے آپ میں ان کے مقابلے کی طاقت نہ پائی تو کرنول کے قلعہ میں متحصن ہو گئے۔ نظام علیخاں نے رسل ورسائل اور قاصد و ایلچی کے ذریعے فہمایش کی اور اُن کی گذشتہ فروگزاشتوں کی معافی اور ان کی جاگیر ادھونی اُن پر حسب سابق بحال رکھنے کا وعدہ کیا جس کے بعد بسالت جنگ رستم خاں فوجدار کرنول کے ہمراہ ۱۵ صفر ۱۱۸۰ھ (م ۱۴ اگسٹ ۱۷۶۶ء) کو بندگانعالی کی خدمت میں حاضر اور قدمبوسی سے مشرف ہوے اور حسب قرارداد ان کی جاگیر اُن پر بحال کر دی گئی۔

نظام علیخاں کرناٹک میں

چندر بدن اور مہیار کا قصہ عشق اور اُن دونوں کی قبر کی زیارت

ادھونی کی مہم سے فراغت پاکر خود بدولت ترچنّی روانہ ہوئے اس موقع پر صاحب توزک آصفیہ نے ذکر کیا ہے کہ موضع کدری کوٹہ میں ایک قبر پائی گئی جس کے دو تعویذ تھے بندگانعالی نے اس کو ملاحظہ کرکے دریافت فرمایا کہ اس کی کیا وجہ ہے اور یہ قبر کس کی ہے معلوم ہوا کہ اس میں مہیار[1] نامی عاشق اور اس کی معشوقہ چندر بدن دفن ہیں۔ بندگانعالی کا قیام اس موضع میں تین روز رہا لشکر کے اکثر لوگ اس قبر کی زیارت کرتے رہے چوتھے روز وہاں سے کوچ ہوا اور سواری کوہستان

---

[1] مورخ موصوف کا بیان ہے کہ اُن دونوں کے معاشقہ کا واقعہ ابراہیم عادل شاہ کے عہد میں گزرا ہے لیکن اس تاریخ کے شائع کنندہ میر احمد علی صاحب موسوی کہتے ہیں کہ انھوں نے بعض نسخوں میں اس واقعہ کو محمد عادل شاہ کے عہد میں لکھا پایا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ اس واقعہ کا ذکر فرشتہ نے اپنی مشہور تاریخ میں نہیں کیا ہے جو ابراہیم عادل شاہ ہی کے زمانہ کا مورخ ہے البتہ اس کا ذکر تاریخ عادل شاہیہ کے مصنف نے کیا ہے جو اس واقعہ کو محمد عادل شاہ کے عہد سے متعلق کرتا ہے قیاس یہ ہوتا ہے کہ شاہ تجلی مصنف توزک آصفیہ نے اس واقعہ کو بہ شکل مثنوی مفصلاً لکھا ہے کیونکہ اپنی تاریخ میں جہاں انھوں نے یہ واقعہ لکھا ہے وہیں اپنے چند اشعار بھی لکھے ہیں جن سے اس قصہ کا ذرا سا خاکہ ذہن میں آجاتا ہے ممکن ہے کہ ان کا ماخذ چندر بدن و مہیار کی وہ اُردو مثنوی ہو جس کو مرزا محمد مقیم مقیمی نے ۱۰۲۰ھ اور ۱۰۴۰ھ کے مابین لکھا ہے۔

ترپتی میں داخل ہوی اطراف کے چھوٹے چھوٹے زمیندار اور پالیگاروں نے خدمت میں حاضر ہوکر اپنے اپنے پیشکش داخل کئے۔

نظام علیخاں کے آنے کی اطلاع پر نواب کرناٹک کا مدراس چلا جانا

نواب کرناٹک کو جب بندگانعالی کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ آرکاٹ چھوڑ مدراس چلے گئے اس چڑھائی کی وجہ یہ تھی کہ کرناٹک کا علاقہ صوبہ دکن میں شامل تھا جس پر نظام علیخاں منجانب شہنشاہ مغلیہ صوبہ دار مقرر ہوے تھے اور نواب کرناٹک صوبہ دار دکن کے زیر اثر و اقتدار ہوتا تھا لیکن موجود الوقت نواب ان کی سیادت کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور سالانہ واجب الادا رقم عطا نہیں کر رہے تھے نظام علیخاں کے کرناٹک میں آنے کی غرض یہی تھی کہ ان کو راہ راست پر لائیں لیکن جب محمد علیخاں نواب کرناٹک کو اُن کے آنے کی اطلاع ہوی تو اُن سے کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑی اور وہ سیدھے انگریزی کمپنی کی حمایت میں چلے گئے جس پر بندگانعالی نے یہ مناسب خیال کیا کہ اپنے پاس سے کسی دیرینہ کار امیر کو بہ حیثیت سفیر مدراس بھیجیں تاکہ وہ خود نواب کرناٹک کو حکمت عملی سے راہ راست پر لگا لائے اور اس غرض کے لئے منیر الملک منیر الدولہ حیدر یار خاں شیر جنگ کا انتخاب فرمایا امتثال امر میں وہ مدراس گئے اور نشیب و فراز سے نواب کرناٹک کو آگاہ کرکے ہموار کرلیا لیکن اُن پر نظام علیخاں کا رعب ایسا مستولی ہوگیا تھا کہ وہ بذات خود بندگانعالی کے حضور میں نہ آسکے البتہ اپنا نذر پیشکش اور اپنی نذریں شیر جنگ ہی کے ذریعے داخل کردیں اور آئندہ اطاعت کا اقرار کرلیا۔

نظام علیخاں کا کرناٹک پر حملہ کرنا اور اس کے متعلق انگریزی مورخین کا بیان

اس موقع پر نظام علیخاں کے کرناٹک میں آنے کے متعلق ایچ سن نے

بیان کیا ہے کہ انھوں[۱] نے ۱۷۶۵ء (م ۱۱۷۶ھ) میں کرناٹک پر حملہ کیا لیکن وہ پسپا کردئے گئے خدا جانے اس پسپائی کا داخلہ اس کو کہاں سے ملا۔ برگس نے بھی اپنی کتاب دی نظام میں لکھا ہے کہ کرنل کیمبل[۲] نے نظام علیخاں کو اپنے ملک کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور کردیا۔ اس کا یہ بیان بھی ہماری نظر میں قابل تحقیق ہے اس واسطے کہ ۱۷۶۴ء[۳] کے اختتام سے جون ۱۷۶۶ء تک مدراس گورنمنٹ سے مختلف رسالے اور پلاٹن مرکزی اور جنوبی کرناٹک کے پالیگاروں کے مقابلے کے لئے مامور ہوئے تھے اور ترچنا پلی کے شمالی علاقہ کے پالیگاروں کے مقابلے میں کرنل چارلس کیمبل کے تحت ایک مختصر سی فوج بھیجی گئی تھی جو کہیں نظام علیخاں کی فوج سے مقابل نہیں ہوی اور خود کرنل مذکور کی رپورٹ کے شائع شدہ حصہ میں بھی اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا تو پھر ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کرنل کیمبل نے نظام علیخاں کو اپنے ملک کی طرف مراجعت پر مجبور کردیا۔ یہ ممکن ہے کہ کیمبل نے بندگا نعالی کے طرفدار پالیگاروں پر حملہ کرکے ان کو پسپا کیا ہو اور اہالیان کمپنی نے اس کی اس کارگزاری کو نظام علیخاں کے مقابلے میں تصور کیا ہو لیکن ہم کو اس کا بھی کوئی قطعی ثبوت نہیں ملتا اور تاوقتیکہ ایسا کوئی مواد یا رپورٹس یا اور حالات شائع نہ ہوں جن سے اس کا ثبوت ملے۔ ہم یہی یقین رکھتے ہیں کہ نظام علیخاں اور انگریزی فوج کا اس عرصہ میں کوئی مقابلہ نہیں ہوا

۱۔ ٹری ٹیز طبع ۱۹۲۹ء جلد صفحہ ۲۔ ۲ دی نظام جلد اول صفحہ ۶۹۔ ۳ ہسٹری آف دی مدراس آرمی جلد اول صفحہ (۱۹۶)۔

کرناٹک سے نظام علیخاں کی واپسی

کرناٹک سے واپسی کا راستہ

بہر حال جب شیر جنگ محمد علیخاں نواب کرناٹک کے پاس سے تحفہ تحائف اور نذر و پیشکش لیکر حاضر ہوے تو بندگانعالی نے راجمندری کی طرف کوچ کے احکام صادر فرمائے کہ وہاں کے معاملات کو اپنے قابو میں لانا ضروری تھا اس واسطے کہ اودگیر کی جنگ کے بعد نظام علیخاں اودھر کے انتظام کی غرض سے نکلے تھے مگر چونکہ راستہ ہی میں انکو صلابت جنگ کے انحراف کی اطلاع ملی تھی اس لئے کسی انتظام کے بغیر وہ حیدرآباد لوٹ گئے تھے اور یہاں کے انتظامات کو کسی اور وقت پر اٹھا رکھا تھا جس کا موقع اُن کو اب ملا۔ اس سفر میں ایسے راستہ سے گزر ہوا جس میں کوہستانی سلسلہ کی وجہ سے اور پانی نہ ملنے کے باعث فوج کو بڑی مصیبتوں کا سامنا ہوا اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ صاحب تزک آصفیہ نے یہ بیان کی ہے کہ اس علاقہ والوں نے یہ خیال کیا کہ اگر آباد حصۂ اراضی سے گزر ہوگا تو اراضی پامال اور زمینداروں کو نقصان پہنچے گا اور بندگانعالی بہت جلد راجمندری پہنچکر وہاں کے صوبہ دار قطب الدولہ حسن علیخاں کو قابو میں لانا چاہتے تھے اس لئے زمینداروں نے عرض کیا کہ یہی غیر آباد کوہستانی راستہ قریب تر ہے لیکن یہ توجیہ کچھ قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی اس واسطے کہ راجمندری کے انتظام کی ایسی کوئی جلدی نہیں تھی جہاں پر دو چار سال کا توقف ہوا وہاں اور ایک دو مہینہ کی تاخیر ہو سکتی تھی اور کرنول اور اس کا جنوبی حصۂ اس خطہ

سے زیادہ آباد تھا جہاں کے گزرنے میں اس قسم کا کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوا تھا تو پامالی اراضی کی نسبت یہاں کے زمینداروں کا معروضہ کہاں تک قابل پذیرائی ہو سکتا تھا۔ لیکن ہم کو اس قیاس کی بھی کوئی گنجایش نہیں معلوم ہوتی کہ کسی بیرونی یا مخالف قوت کے تصادم کے اندیشے سے انھوں نے یہ راستہ اختیار کیا اس واسطے کہ کرناٹک کے علاقہ کے اکثر و بیشتر زمیندار و پالیگار اُن کے مطیع ہو چکے تھے اور نواب کرناٹک بھی اُن سے متحد ہو گئے تھے بہر حال صورت حالات کے نظر کرتے ممکن ہے کہ نظام علیخاں نے اسی کڈھب راستہ کو ترجیح دی ہو۔ بندگانعالی دریائے کرشنا پار ہوئے تو راجمندری کے صوبہ دار نے قدمبوسی کا شرف حاصل کیا وہ قبل ازیں خدمت سے معطل کر دئے گئے تھے لیکن جب بندگانعالی بجواڑہ پہنچے تو وہ بحال کر دئے گئے۔

نظام علیخاں کا حیدرآباد واپس آکر انتظام ریاست میں منہمک ہونا

یہاں سے بندگانعالی حیدرآباد روانہ ہوئے جہاں پہنچکر اعلیحضرت نے برار اور اورنگ آباد کی صُوبہ داری کا انتظام فرمایا چنانچہ اورنگ آباد کی صوبہ داری سے درگاہ قلی خاں سالار جنگ کو علیحدہ کر کے ان کی جگہ غلام سید خاں معین الدولہ کو اور غلام سید خاں کی جگہ برار کی صوبہ داری پر اسمٰعیل خاں پنی کو مامور کیا۔ اس انتظام سے شیر جنگ اور ان کے طرفداروں کا اثر کم ہو گیا اور غلام سید خاں (ارسطوجاہ) اور ان کے جانب داروں کو ترقی ہوی اور شیر جنگ نے دیوانی کے معاملات میں دلچسپی لینی کم کر دی ممکن ہے کہ اُن کے نزدیک اس انتظام کے بانی مبانی دیوان وقت موسیٰ خاں رکن الدولہ ہی ثابت

ہوئے ہوں۔

محکم سنگھ پیشکار کا طرز عمل اور اس کا اثر رکن الدولہ پر۔

موسیٰ خان رکن الدولہ نے دیوان ہونے کے بعد محکم سنگھ کو اپنا پیشکار بنایا تھا ان کی طبیعت بہت جز رس واقع ہوئی تھی جس کا اثر رکن الدولہ پر بھی آہستہ آہستہ ہوتا رہا۔ لیکن جب تک وہ شیر جنگ کے مشوروں پر کاربند رہے ان سے ایسی کوئی فروگذاشت ہونے نہیں پائی جو عام بددلی کا سبب ہوتی جب دربار کے رنگ کو شیر جنگ نے بدلتا ہوا پایا تو وہ آہستہ آہستہ معاملات دیوانی سے اپنا تعلق کم کرتے گئے اور رکن الدولہ اپنے پیشکار کے مشورے پر کام کرنے لگے۔ مہم جنوبی کی زیر باری کے باعث فراہمی زر کی ضرورت محسوس ہونے لگی جس کے لئے محکم سنگھ نے یہ تدبیر پیش کی کہ تمام جاگیرداروں اور انعامداروں پر ان کے جاگیرات اور انعامات کا ایک سالہ محاصل بطور مصادرہ عاید کر دیا جائے اس پر رکن الدولہ نے ذرا بھی دور اندیشی سے کام نہ لیا اور صرف یہ معلوم کر کے کہ اس طریقہ سے آمدنی معقول ہو جائیگی اس تجویز پر صاد کر دیا اور احکام حسبہٖ جاری ہو گئے اور رقمیں اسی بنا پر بجبر و تعدی وصول کی گئیں جس کی وجہ سے تمام جاگیردار و انعامدار موسیٰ خاں رکن الدولہ سے ناراض ہو گئے اور اس کے بعد سے واقعات ایسے پیش آتے گئے جس سے ان کے خلاف عام ناراضی بڑھتی گئی حتیٰ کہ خود علات مبارک میں بھی ان کی نسبت شکایت پیدا ہو گئی جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی

راجہ ناگپور پر حملہ

۱۷۷۸ء میں نبدگا نعالی جانوجی بھونسلہ پر حملہ کرنے کی غرض سے نکلے اس حملہ کی وجہ کسی فارسی مورخ نے نہیں لکھی ہے گرانٹ ڈف البتہ یہ کہتا ہے کہ رگھناتھ[1] راؤ نے حال ہی میں حیدر علیخاں سے جو صلح کی تھی اس سے مادھوراؤ پیشوا ناراض تھا اور اپنی ماں کی تعلیم پر اپنے چچا رگھناتھ راؤ سے علیحدہ بھی ہونا چاہتا تھا لیکن اس کے ساتھ اس کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں رگھناتھ راؤ اس سے علیحدہ ہو کر جانوجی بھونسلہ یا نظام علیخاں سے متفق نہ ہو جائے۔ اسی لئے اس نے مناسب یہ خیال کیا کہ پہلے جانوجی بھونسلہ اور نظام علیخاں میں سے کسی ایک کے ساتھ اتفاق کر کے دوسرے کو اپنے زیر اثر کرلے چونکہ اس زمانے میں حیدر علیخاں کے مقابلہ میں نظام علیخاں کو مادھوراؤ پیشوا سے مدد حاصل کرنے کی توقع تھی اس لئے پیشوا نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے نظام علیخاں کو جانوجی بھونسلہ کے مقابلہ میں اپنا شریک بنالے ان دونوں میں کوئی خفیہ سمجھوتہ ہو گیا اور اُدھر سے پیشوا اور اِدھر سے نظام علیخاں اپنی اپنی فوج لیکر جانوجی کے علاقہ کی طرف بڑھے اور دونوں فوجیں برار میں داخل ہوئیں۔

جانوجی کا صلح کے لئے درخواست کرنا	جانوجی بھونسلہ تاب مقاومت نہ لا کر صلح کی درخواست

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ (۲۰۷)۔

کرنے پر مجبور رہوا اور راکس بھون کی جنگ میں نظام علیخاں کا ساتھ چھوڑنے کے صلہ میں جو علاقہ[1] اس کو ملتا تھا اس کا سہ ربع حصہ ۴ ر فروری ۱۷۶۶ء (م ۲۳ ر شعبان ۱۱۷۹ھ) کو متحدین کے حق میں واگذاشت کیا جس میں سے پندرہ لاکھ روپے سالانہ محاصل کا علاقہ پیشوا نے قیام اتحاد و استحکام دوستی کی غرض سے ۱۶ ر فروری ۱۷۶۶ء (م ۶ ر رمضان ۱۱۷۹ھ) کو نظام علیخاں کے سپرد کردیا۔ صاحب توزک آصفیہ کا بیان ہے کہ رگھناتھ راؤ[2] اس موقع پر عہد و پیمان کا معاملہ مادھو راؤ پیشوا پر چھوڑ کر آپ ہندوستان روانہ ہوگیا اس سے رگھناتھ راؤ کا یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ جنوب میں حیدر علیخاں کے ساتھ جو صلح اس نے کی تھی اس کے شرائط سے مادھو راؤ کو اتفاق نہیں تھا اس لئے رگھناتھ راؤ نے شاید یہ سوچا کہ اس موقع پر خود اس کو (مادھو راؤ) اس بات کا موقع دیا جائے کہ شرائط وہ خود طے کرے تاکہ صلح کی ذمہ داریوں کا اس کو تجربہ ہو اور اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو رگھناتھ راؤ کو بھی اس کی حرف گیری کا موقع مل جائے۔

صلح کے بعد پیشوا کی ملاقات بندگانعالی اور ضیافت کے بعد واپسی

صلح کے بعد نظام علیخاں دریائے کاٹھی پورنا پر اقامت گزیں ہوئے یہاں مادھو راؤ رکن الدولہ کے توسل سے حاضر خدمت ہوا۔ مجرئی کے وقت پیشواؤں کا دستور تھا کہ دوتا ہو کر تسلیم بجالاتے تھے اس عادت کے خلاف مادھو راؤ نے سیدھے کھڑے ہو کر سلام کیا جو بندگانعالی کو ناگوار ہوا اس لئے آپ نے اس کا سلام نہ لیا لیکن جانبین کے امراء نے اس کو رفع دفع کر کے صفائی کرادی

---

[1] اس کا محاصل حسب کاغذات دفتر پونہ پچیس لاکھ پچاس ہزار دو سو اٹھتر روپیہ دس آنے ایک پائی ہوتا ہے [2] توزک آصفیہ صفحہ ۱۵۷۔

دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے نظام علیخاں نے مادھوراؤ کو خلعت و جواہر عطا فرمائے وہیں دریا کے کنارے ایک مہتم بالشان جشن ترتیب دیا گیا رقص و سرود کی محفلیں جمائی گئیں تمام امراء عظام کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے ڈیرے کا رخ دریا کی طرف رکھیں اور ڈیرے کے سامنے اور آس پاس روشنی کریں اس جشن میں مادھوراؤ کی ضیافت کی گئی خود بدولت اس کو ساتھ لیکر دریا کے کنارے کنارے چراغوں کا ملاحظہ کرتے اور رقص و سرود سنتے گئے اس جشن و ضیافت کے بعد پیشوا کو رخصت فرما کر بندگا نعالی جانب شوراپور نہضت فرما ہوئے۔

صاحب تاریخ ظفرہ[1] کہتا ہے کہ بندگا نعالی یہاں سے حیدرآباد روانہ ہوئے اور صاحب توزک آصفیہ اور حدیقۃ العالم دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ بندگا نعالی کاٹھی پورنا سے شوراپور روانہ ہوئے اور وہاں سے پیشکش حاصل کرکے گلبرگہ تشریف لے گئے صاحب ظفرہ چونکہ اسی عہد کا مورخ ہے اس لئے اس کے بیان کو غلط بھی تصور نہیں کیا جا سکتا یہ البتہ ممکن ہے کہ بندگا نعالی کاٹھی پورنا سے حیدرآباد آئے ہوں اور حیدرآباد سے شوراپور اور پھر شوراپور سے گلبرگہ میں اقامت کی ہو۔ اعلیٰحضرت نے درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز کی زیارت اور سجادۂ درگاہ سے ملاقات فرمائی۔

گلبرگہ کے قیام کے دوران میں محکم سنگہ پیشکار کا قتل۔

گلبرگہ کے قیام کے دوران میں رکن الدولہ کے پیشکار محکم سنگہ کا قتل واقع ہوا جس کا سبب یہ ہوا کہ یہ شخص اپنی خود سری کی وجہ سے

---

[1] تاریخ ظفرہ صفحہ ۱۵۱۔

طبقہ امرا میں پہلے ہی بدنام ہو چکا تھا رفتہ رفتہ طبقہ عوام میں بھی اس کی سخت گیری اور بدزبانی کے باعث ناراضی پیدا ہوگئی تھی چنانچہ گلبرگہ کے سجادے صاحب کے مریدین میں سے ایک شخص کا ہاتھ بے قصور اس نے کٹوا دیا اسی وجہ سے اس کے خلاف دبے ہوئے جذبات بھڑک اُٹھے اور شیر جنگ کے ایک افغان ملازم عزیز خان نامی نے ایک روز موقع پا کر اس کو قتل کر دیا صاحب حدیقۃ العالم کہتا ہے کہ محکم سنگھ کا قتل رکن الدولہ کے ایما سے ہوا چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں :۔

"در آں[1] او آں محکم سنگھ پیشکار مدارالمہام کہ از دست تعدیش عالمے بفغان آمدہ و علاوہ بریں دست شخصے از مریدان سلسلۂ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ بے تقصیر بریدہ بود بر دست عزیز خاں افغان کشتہ گردید و قاتلش بدرگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز پناہ بردہ محفوظ ماند گویند ایں امر باشارۂ رکن الدولہ بوقوع آمد....."

صاحب حدیقۃ العالم کے ذریعہ معلومات کی جب تک تحقیق نہ ہو ہم یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ محکم سنگھ کا قتل رکن الدولہ کے اشارہ پر ہوا عزیز خاں قاتل چونکہ شیر جنگ کا ملازم تھا اس لئے ان کی طرف البتہ اس سوءظن کی گنجایش نکلتی ہے جیسا کہ صاحب مآثر آصفی نے بیان کیا ہے کہ مقتول کے ورثا نے اس قتل کے متعلق شیر جنگ پر بدگمانی کی اس کی عبارت یہ ہے۔

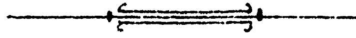
"دچوں آں کس[2] (عزیز خاں) نوکر شیر جنگ بود ورثا محکم سنگھ

---

[1] حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ ۲۸۵۔ [2] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۸۔

را باعث بدگمانی جانب شیر جنگ شد۔“

لیکن محض اس وجہ سے کہ ان کے ملازم نے قتل کیا یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ شیر جنگ ہی نے درپردہ اس قتل میں حصہ لیا۔ بہرحال نظام علیخاں کی یہ دوراندیشی تھی کہ مقتول کی جگہ اس کے بھائی مرار داس کو خطاب راجہ جگدیو کے ساتھ مامور کر کے اس کے پسماندوں کے جوش انتقام کو ٹھنڈا کر دیا۔ یہاں سے بندگانعالی بلدہ حیدرآباد واپس آئے۔



ریاست میں انگریزوں کی مداخلت

اس زمانہ میں نظام علیخاں کی توجہ حیدر علیخاں کی طرف منعطف کرائی گئی جو اپنے آس پاس کے علاقوں پر متصرف ہوکر روز بروز ترقی کر رہے تھے اور اس وجہ سے ان کے اطراف کی ہمسایہ ریاستوں کو اُن سے مخالفت پیدا ہو رہی تھی۔ لیکن حیدر علیخاں بذات خود فرماں روایان آصفیہ یا کسی رکن خاندان سے منحرف نہیں ہوے اُنھوں نے نظام علیخاں کے بھائی بسالت جنگ سے کوئی اختلاف نہیں کیا حالانکہ دونوں کے حدود ایک دوسرے سے ملحق تھے اور حیدر علیخاں کو بہت کچھ موقع تھا کہ ان کے خلاف منشا اُن کے علاقے میں مداخلت کرکے جھگڑا قایم کر دیتے۔ بخلاف اس کے وہ بسالت جنگ کی مدد کرتے رہے چنانچہ ایک دفعہ جب اُنھوں نے قلعہ کوبل کنڈہ کا محاصرہ کیا تو حیدر علیخاں[1] نے اس کے فتح کرنے میں اِن کی مدد کی۔ جس کے صلے میں بسالت جنگ نے ان کو خانی بہادری[2] کا خطاب اور ہسکوٹہ اور سرا کی صوبہ داری عطا کی۔ اس موقع پر حیدر علیخاں کی چالبازی کو ثابت کرنے کے لئے جیمس مل نے یہ بتایا ہے کہ اُنھوں (حیدر علیخاں) نے بسالت جنگ سے ایسے علاقے کی صوبہ داری کی درخواست کی جو فی الحقیقت اِن کے قبضہ[3] میں نہیں تھا۔

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۷۱۔ [2] و [3] ہسٹری آف دی برٹش انڈیا جیمس مل طبع دوم جلد سوم صفحہ ۲۱۵۔

حیدر علیخاں کی ہمسایہ ریاستوں میں ایک طرف مرہٹے دوسری طرف سرکار نظام
تیسری طرف نواب کرناٹک تھے اور نواب کرناٹک کے پردے میں دراصل انگریز کرناٹک
پر حکمراں تھے جن کی نظر میں حیدر علیخاں کی روز افزوں طاقت کھٹک رہی تھی اور انہیں خطرہ
تھا تو انہیں حیدر علیخاں سے تھا اور حیدر علیخاں کا مطمح نظر بھی یہی تھا کہ اس اجنبی قوم کو
علاقۂ دکن سے نکال باہر کردیں لیکن نواب کرناٹک کی سادہ مزاجی کی وجہ سے اس قوم کے قدم
علاقۂ کرناٹک میں مستحکم طور پر جم گئے تھے ایک حد تک انہیں کے ذریعے اس قوم نے نظام علیخاں
کے پاس بھی اچھا رسوخ پیدا کرلیا اور اپنی حکمت عملی سے اس نے شہنشاہ دہلی کے فرامین حاصل
کئے جن میں سے ایک عطائے سرکاران شمالی کی نسبت تھا اور دوسرا صوبہ دکن سے کرناٹک
کی علیحدگی سے متعلق - ان فرامین کا اثر یہ ہوا کہ نظام علیخاں فی الحقیقت اپنے مقبوضات کے
منجملہ تقریباً ایک ثلث حصہ سے محروم ہوگئے اور استمساک فرمان کے باعث انگریزوں کو
نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے مقابلے میں بزعم خود ایک حقیت پیدا ہوگئی اور خود نواب
کرناٹک کو بذریعۂ فرمان شاہی صوبہ دار دکن کے اثر سے علیحدہ کرکے زیر بار احسان کرلیا گیا
اور اس کے بعد بعنوان انتظام ملک کرناٹک پر اپنا قبضہ قایم کرکے نواب کو صرف ایک وظیفہ خوار
بنادیا گیا -

سرکاران شمالی پر انگریزوں کا تصرف اور نظام علیخاں کے ساتھ سب سے پہلا معاہدہ

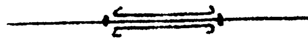
جب انگریزی کمپنی کو سرکاران شمالی کی نسبت شاہی فرمان
مل گیا تو اس پر عمل دخل حاصل کرنے کے لئے برگیڈیر جنرل
کیلاڈ کو اوائل ۱۱۷۶ھ (م اواخر ۱۷۶۲ء) میں روانہ کیا گیا جو وہاں پہنچکر یکے بعد دیگرے تمام

مقامات پر قابض ہوگیا اس مداخلت سے آگاہ ہوکر نظام علیخاں نے حیدرآباد میں بڑی فوج فراہم کی اور اس کا بدلہ لینے کی خاطر کرناٹک پر حملہ کی تیاریاں کرنے لگے اس زمانے میں حکومت مدراس کی مالی حالت اچھی نہ تھی وہ اس وقت نظام علیخاں سے جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ اس لئے کمپنی نے کیلاڈ کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ صلح کرنے کی غرض سے فوراً حیدرآباد چلا جائے چنانچہ وہ حیدرآباد آیا اور ۱۲ نومبر ۱۷۶۶ء (مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۱۸۰ھ) کو ایک عہدنامہ طے کیا جس کی رُو سے راجمندری، ایلور، مصطفیٰ نگر پر قبضہ پانے کے معاوضہ میں سالانہ پانچ لاکھ روپیہ خراج اور سیکاکول اور مرتضیٰ نگر پر قبضہ پانے کے بعد ہر ایک کے لئے دو دو لاکھ سالانہ نظام کو ادا کرنے پر انگریزی کمپنی رضامند ہوی۔ اور کمپنی نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ نظام علیخاں کی سلطنت کے صحیح اور واجبی معاملات کے تصفیہ کے لئے ایک دستہ فوج مہیا رکھیگی اور جس سال انگریزی کمپنی کے فوجی خدمات کی ضرورت ہوگی اس سال کے خراج کی رقم میں سے اس فوج کے اخراجات منہا ہو جائیں گے اور جس سال فوجی خدمات نہیں لی جائینگی اس سال کا خراج یا پیشکش تین اقساط میں ادا ہوگا۔ اس صلح نامہ کے ضمن میں یہ بھی طے پایا کہ نواب کرناٹک کا بر بناء فرمان شاہی صوبہ دار دکن کے اثر سے خارج کیا جانا نظام علیخاں بھی تسلیم کرلیں چنانچہ پانچ لاکھ روپے کے نذرانہ کے معاوضہ میں بندگانعالی نے اس امر کو تسلیم کرلیا۔

۱۷۶۶ء کے معاہدہ کے اثرات و نتائج

اس صلح نامہ کی رو سے نقصان تقریباً بندگانعالی کا ہوا لیکن باوجود اس کے جیمس مل کہتا ہے کہ اس کا نہایت ناعاقبت اندیش فقرہ وہ تھا جس کی رُو سے

کمپنی پر فوجی امداد لازم تھی کیونکہ نظام کی تائید میں انگریزی کمپنی کو دکن کی دوسری قوتوں
سے متصادم ہونا پڑتا تھا۔ لیکن ہماری دانست میں صرف یہی نہیں بلکہ اس صلح نامہ
کی ہر ایک دفعہ نہایت دور اندیشی کے ساتھ مرتب کی گئی تھی اور تقریباً اُس کا ہر ایک
فقرہ فی الحقیقت انگریزی کمپنی کی منفعت پر مبنی تھا۔ کمپنی سرکاران شمالی پر قبضہ کرنا
چاہتی تھی جس کی مخالفت نظام علیخاں کر رہے تھے اس صلح نامہ کی رو سے کسی جنگ
وجدل کے بغیر آخر کمپنی نے ان پر قبضہ کر ہی لیا اور اس کے معاوضہ میں ایک رقم کی
ادائی اپنے اوپر مشروط کر لی لیکن اس شرط کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے یہ قرارداد
کی کہ نظام علیخاں کو فوجی مدد دیجائیگی اور اس فوج کی تنخواہ اِس مشروط رقم میں مجرا
کر لی جائیگی اور فوجی امداد کی ابتدا ایک ایسی جنگ (میسور) سے کی گئی جو اس زمانہ
میں نہ بھی ہوتی تو نظام علیخاں کے حق میں زیادہ مضر ثابت ہوتی۔



جنگ میسور

> ۱۱۸۰ھ کی جنگ میسور کی ابتدا اور اس میں نظام علیخاں کی شرکت کا سبب

اجمال مذکورہ کی تفصیل یہ ہے کہ اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد کمپنی پر سرکاران شمالی کی بابت پیشکش کی ادائی لازم آگئی اس سے سبکدوشی انگریزی کمپنی کو اسی صورت میں حاصل ہو سکتی تھی جب کہ بندگانعالی اس سے فوجی خدمات حاصل کرتے اور چونکہ اس زمانے میں کمپنی کو حیدر علیخاں کی روز افزوں قوت سے اندیشہ تھا اور وہ آئے دن کرناٹک اور انگریزی کمپنی کے علاقے پر حملے کرتے رہتے تھے اس واسطے کمپنی کو یہ لازم تھا کہ اس کا کوئی معقول بندوبست کرتی اور ساتھ ساتھ اس امر کا انتظام بھی ضروری تھا کہ دکن کے اُن رئیسوں کو فراہم کرلے جن کے ساتھ متفق ہو کر حیدر علیخاں اپنی قوت میں اضافہ کر سکتے تھے ان امور کے نظر کرتے کمپنی نے بندگانعالی کو حیدر علیخاں کے خلاف کھڑا کر دیا اور اُن کے مقابلہ میں نظام کی مدد کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی اسی جنگ کے متعلق بعض امور کی قرار داد کے لئے کمپنی نے کرنل ج سمتھ کو حیدرآباد روانہ کیا جسے نظام علیخاں کے دربار میں ۱۹ شعبان ۱۱۸۰ھ (م ۲۰ جنوری ۱۷۶۷ء) کو بتوسل رکن الدولہ باریابی ملی اور یہ طے پایا کہ انگریزی فوج کا ایک دستہ دریائے کرشنا پہنچ جائے اور وہاں سے بندگانعالی کی فوج کے ہمراہ حیدر علیخاں کے مقبوضہ شہر بنگلور پر حملہ کی غرض سے روانہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس امر میں بندگانعالی کے منشاء کے خلاف

رکن الدولہ نے بڑا زور لگایا ہے اس واسطے کہ شاہ تجلی علی کہتے ہیں کہ بندگا نعالی اس قوم کے اس مقصد سے کہ حیدر علیخاں کے استیصال اور اس کے ملک کی خرابی میں در اصل اہل فرنگ کے مقبوضات کی آبادی اور اُن کا استیلا مضمر ہے واقف رہکر بھی محض رکن الدولہ کے پاس خاطر سے انگریزوں کے سوال کو رَد نہ کیا چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں

"بندگان[1] حضرت اگرچہ در تحصیل مقصد آں قوم دانا بود ہمانا
در استیصال حیدر نایک استیلائے اہل فرنگ مندرج بتخریب
ملک او آبادی معمورہ ہائے ایں قوم مندرج است معہذا بپاس خاطر
رکن الدولہ منظور داشتہ دستِ رد بہ سینۂ ملتمس او نگذاشتہ بنجۂ
مسئلت آنہا بحنائے حسن قبول رنگین فرمودند۔"

اسکی تائید واقعات مابعد سے ہوتی ہے لیکن ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کا بیان اس سے مختلف ہے،

نظام علی خاں کا اتحاد حیدر علی خاں سے | اگر صاحب توزک آصفیہ کا اعتبار کیا جائے

تو نظام علی خاں کے دریائے کرشنا پار ہونے پر حیدر[2] علیخاں نے محی الدین صاحب ابن کریم صاحب۔ مشائخ کے ذریعہ ریشہ دوانی شروع کی اور رکن الدولہ کو ہموار کرلیا انھوں نے انگریزوں سے علیحدہ ہونے پر آمادہ ہوکر بندگا نعالی سے معروضہ کیا جس کے سنتے ہی مزاج مبارک جادۂ اعتدال سے باہر ہوگیا اور فرمایا کہ انگریزوں کے ساتھ متفق ہونے کی نسبت میرا منشا پہلے ہی نہیں تھا ہم کو لازم نہیں تھا کہ نصاریٰ کی استدعا پر حیدر علیخاں سے جو ہمیشہ

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۷۴۔ [2] توزک آصفیہ صفحہ ۱۷۵۔

ان غاصبان سلطنت کے تباہ و برباد کرنے میں مشغول ہیں جنگ کرتے اصولاً تو ہم کو چاہیے
یہ تھا کہ ان دونوں میں سے کسی کی بھی مدد نہ کرتے یہاں تک کہ آپس میں لڑتے لڑتے کوئی ایک
غالب ہو جاتا جس کے بعد حکمت عملی سے اس غالب پر قابو پانا ہمارے لئے آسان ہوتا۔
اب یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک فریق سے شرکت کی قرارداد کرکے اس کے ساتھ
منافقت کریں رکن الدولہ بندگانعالی کی اس گفتگو سے خجل ہوئے لیکن مکرر معروضہ کیا کہ
اس میں شک نہیں کہ اس شرکت کے اقدام کرنے میں مجھ سے صریح غلطی ہوی ہے لیکن
سلطنت کی بھلائی اس میں ہے کہ حیدرعلیخاں کو اپنا شریک گردان کر اہل فرنگ کے دفع
کرنے پر آمادہ ہو جائیں اپنے معروضہ کے علاوہ انھوں نے مادھوراؤ پیشوا سے بھی اثر
ڈالا تو بندگانعالی طوعاً و کرہاً راضی ہوئے اس مضمون کو اگر تو زک آصفیہ ہی کے الفاظ میں
دیکھا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا اسی لئے ہم اس کی اصل عبارت یہاں نقل کر دیتے ہیں۔

”چوں[1] ایں سوانح بگوشش او خلید در ورطۂ تحیر دست و پا زدہ بتوسط
محی الدین صاحب خلف کریم صاحب مشایخ کہ درآں آوان بامور
ملکی و مالی دخل پیدا کردہ بود بہ تخشع و تضرع خاطر مدار المہام را فرنفتۂ
اختصاص حسن عقیدت خود بمواثیق پیماں راسخ نمودہ التماس بندگی
بہ انقیاد اطاعت معروض درلائے ملازمان عالی گردانید مشتمل
برایں کہ وابستگی غنچۂ جمعیت فدوی عبودیت شعار بہ آبیاری تسلیم

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۷۵۔

حکایت این بہار گلستان عز و اقبال و گوہر زندگی عرق آلود انفعال از آبروبخشی آں دریائے جاہ و جلال است اگر گل قدر و منزلت من بشمیم عنبر بیز طلبۂ نکہت کشاید ہم از آں گلشن ہمیشہ بہار است و اگر در دولت و اقتدار من برنگ تابندگی جلوۂ رخشندگی گیرد ہم از آں دریائے اقتدار برعایت قوم نصاریٰ برانہدام اساس عمارۂ ما کہ ہمیشہ در قلع و قمع بنیان گردن کشان کلاہ پوشان توجہ مصروف است کمر بستہ اند ہیچ وجہ شایان خداوندی نیست این قوم نصاریٰ ست کہ بہوائے یک بام درا خذ وسعت اقلیم دست خود کوتاہ نسازد ہر آئینہ از آشتی و اندیشۂ این کوتاہ فطرتان بلند مقصد غافل نباید بود این مستیقان بادۂ نخوت را بہ آب شمشیر آتشبار سیراب گردانیدن دلیل حسنات است و این کافران عیسوی را بہ لکد کوب تازی غازیان با خاک یکساں کردن مستلزم چندیں واجبات ۔ بیت

باید نواخت پشت خراں را بچوب دست ۔

بیروں نہند چوں قدم از کجروی زراہ

منکہ فدوی دولت خواہ این خاندان عالیشانم بہ جمعیتے کہ شایستہ حرب اہل فرنگ باشد برکاب سعادت انتساب حاضر میشوم ہر قدر کہ

مال و زر دریں سفر و رکار باشد خزانہ فراہم آوردۂ فدوی مال کار
است اندیشۂ دیگر پیرامون خاطر اقدس نیاوردہ باعانت من
کمر استقامت بستہ بہ پشت گرمی ایں راسخ پیماں قدم گزارند در
اندک سر جنگ غیر از پشت روئے احدے را از یں قوم نخواہند
دید۔ بحول او تعالیٰ شانہٗ جمیع بنادر و ملک مقبوضہ آنہا بہ طپانچہ
تادیب باز گرفتہ داخل خالصہ سرکار می سازد و ہم دریں اثناء ماد حو راؤ
نیز بہ استدعاء بہادر درباب مدافعہ اہل فرنگ مکرر مستدعی شد
رکن الدولہ بہادر بنا بر ناچاری تن بہ رضا دادہ جمیع مراتب بکمال
الحاح بعرض اقدس رسانید بمجرد اصغائے ایں سخناں ناموزوں
خاطر سنجیدہ متحمل نگردید ہر یک معروضہ اوشاں را جواب بہ اسلوب
صواب بمعرض بیان آوردند کہ سابق استرضائے من دریں مشورت
نبود چہ لازم کہ بہ استدعائے نصاریٰ با حیدر علیخاں کہ ہموارہ با ہم
ورزم نبائے غاصبان بے دین مشغول است منازعت در پیش
آریم و بہ اغوائے ایں رخنہ گراں قصر مملکت از فلاخن عزیمۂ جمعیت
بہادر کہ پیوستہ بدفع آں پست طینتان بلند خیال مانوس است
سنگ تفرقہ اندازیم بلکہ در اعانت ہیچیک ازیں گرگ بدو یاوہ
سیرتان پلنگ خو تا ممکن است مجتنب بودن طریق اولیٰ بود تا

دراندک اظہار مخالفت یکے بدیگرے غالب میشود من بعد باقی ماندۂ خستہ حال را بہ قلادۂ تدبیر بدست آوردن سہل پر مطلب داشت حالاکہ در موافقت بساط مرافقت ممہد گردانیدہ اند بازبمنافقت در نوردیدن رنگ آشفتگی بچہرۂ حال ومآل است بہیچ صورت این معنی مناسب نماید کس را براسرار خود دانا کردن و بازاز و بقدم استلم پیش آمدن موجب تخلل قوایم امور رتق وفتق وسبب گسیختگی سررشتہ نظم ونسق است۔ رکن الدولہ بکمال خجالت دہان عرض مکرر کشودہ التماس نمود کہ واقعی قصور صریح ازمن صدور یافتہ کہ برین عزیمت اقدام نمودم و بدین امر تہایتاً شدم الحال صلاح دولت ابد مدت درین است کہ حیدر علیخان راہمراہ گرفتہ بدفع اہل فرنگ قیام فرمودن وفتوحات غیبی وبعدہ معسکر فیروزی اورا پیش رو داشتن اعانت لاریبی است بندگان عالی طوعاً وکرہاً راضی شدہ راہ فرسای مقصد گردیدند"

نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے باہمی اتحاد کے قیام کے بعد انگریزی فوج کی علیحدگی

حیدر علیخاں کے ساتھ اتحاد قایم کرنے کو مبالغۂ تمام مخفی رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن جب کرنل اسمتھ کو ان کے مقبوضہ جات پر (بنگلور کے راستہ میں تھے) قبضہ کرنے سے منع کئے جانے لگا تو اس نے معلوم کرلیا کہ نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے مابین کوئی

سازش ہوگئی ہے جس کے بعد وہ اپنی فوج کو لے کر انگریزی حدود کی طرف نکل گیا میر حسین علی کرمانی لکھتے ہیں۔ کہ نواب[1] کرناٹک نے انگریزی سفیر کے ذریعہ نظام علیخاں کو ملک بالاگھاٹ کی تسخیر پر آمادہ کیا جس پر نظام علیخاں اپنی فوج کو لیکر چین پٹن کے میدان میں جا ٹھیرے اور حیدر علیخاں کو طلب کیا تاکہ ان کا منشاء معلوم کریں انھوں نے اپنی حضوری کو کسی اور وقت پر موقوف رکھ کر اپنے صاحبزادے ٹیپو سلطان کو آراستہ لشکر اور ہوشیار سرداروں کے ہمراہ روانہ کیا اور نذر کے لئے پانچ زنجیر ہاتھی اور دس راس گھوڑے بھیجے۔ جب ٹیپو سلطان کی سواری بندگانعالی کے خیمہ کے قریب پہنچی اور نقارے اور طنبورے بجنے لگے تو خود بدولت نے خیمہ بالاخانہ پر سے سواری کو ملاحظہ کرکے اظہار پسندیدگی فرمایا اور ٹیپو سلطان سے ملاقات کرکے ان کو نصیب الدولہ کے خطاب سے سرفراز کیا اور محمد علیخاں صوبہ دار آرکاٹ و انگریزی کمپنی کو تنبیہ کرنے کے مسئلہ میں مشورہ کیا اور وقت رخصت دو شالے مرحمت فرمائے۔ اس کے بعد نظام علیخاں نے انگریزی کمپنی کے وکیل کو صاف جواب دیکر اپنے پاس سے علیحدہ کردیا۔ انھیں واقعات کے متعلق ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کا یہ بیان ہے کہ:۔

"جب[2] مرہٹے[3] حیدر (حیدر علیخان) سے صلح کرکے واپس ہوگئے تو اس خبر سے نظام (نظام علیخاں) کا کیمپ متاثر ہوگیا اور خود

---

[1] نشان حیدری صفحہ (۱۲۸)

[2] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ (۱۳۱)

[3] اس موقع پر پیشوا بھی اپنے علاقہ سے میسور پر حملہ کی غرض سے آیا تھا لیکن حیدر علی خان نے اس کو کچھ رقم دیکر اور کچھ رقم کا وعدہ کرکے اپنا بنالیا جس کے بعد وہ انگریزوں کے منشار کے خلاف ریاست میسور سے واپس ہوگیا۔

نظام بھی پریشان ہو گئے حیدر کو ان کی عادت و خصلت سے
واقفیت تھی اس نے بسانگر (بیجا نگر) کی طرف سے اپنی فوج کو طلب
کر کے اور اپنی دوسری فوج کو جزیرہ سے باہر نکالکر چین پٹن کے
راستہ پر قایم کر دیا اس طرزِ عمل نے بزدل اور کمزور پادشاہ پر
اپنا پورا اثر کیا اور وہ اپنے بھائی بسالت جنگ و محفوظ خاں اور حیدر
کے ہوا خواہوں کی تجاویز سننے پر آمادہ ہو گئے اگر دیوان (رکن الدولہ)
اپنے مالک کو ہمت دلانا غیر ممکن پاکر حیدر کے ساتھ مصالحت کی
نسبت مشورہ نہ دیتے اور نہایت آسانی سے اُس (حیدر) کے ساتھ
ساخت باخت کرنے کا آپ خود ذمہ نہ لیتے تو نظام اپنے دیوان کے
مخالف ہو جاتے انگریزی افواج کو علحدہ کرنے کے لئے انھوں (دیوان) نے
نے ایک حیلہ نکالا اور انگریزی سپہ سالار (جنرل اسمتھ) سے کہا کہ
موجودہ صورتِ حالات کے تحت رسد و دیگر ضروریات صرف ارکاٹ
ہی سے حاصل کی جا سکتی ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ حیدر کے
علاقہ کے اس طرف کے بعض مقامات پر انگریز قبضہ حاصل کر لیں تاکہ
مدراس اور دیگر مقامات متعلقہ انگریز و محمد علی (نواب کرناٹک) سے
یہاں تک آنے جانے کے لئے محفوظ رستہ مل جائے۔ حیدر کے
ساتھ قیام تعلقات کو معلوم کرنے میں انگریز جنرل اندھا نہیں تھا

وہ موقع غنیمت جان کر غنیم کے دست رس سے نکلا اور اپنے
حدود میں پہنچ گیا۔"

اس بیان سے یہی پایا جاتا ہے کہ رکن الدولہ حیدر علیخاں سے اتحاد قایم کرنے پر مطلق آمادہ نہیں تھے اور محض بندگانعالی کی مرضی کے تحت انھوں نے اِس پر رضامندی ظاہر کی ممکن ہے کہ اِس جنگ میں شکست اٹھانے کی وجہ دراصل یہی عدم رضامندی ہو تاکہ اس سے متاثر ہو کر نظام علیخاں پھر انگریزی کمپنی اور نواب کرناٹک (جن کے ساتھ رکن الدولہ کوئی رشتہ تھا) کے ساتھ اتحاد کرنے پر راضی ہو جائیں اس موقع پر رکن الدولہ نے انگریزی فوج کو علٰحدہ کرنے میں (ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان کے مطابق) جس توجیہ سے کام لیا ہے اگر انہیں کی جدت و حکمت عملی کا نتیجہ ہے تو وہ ان کی ڈپلیمیٹی پر خاص روشنی ڈالتی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ سوچے ہوے تھے کہ انگریزوں سے بگاڑ مناسب نہیں ہے ورنہ یہ ممکن تھا کہ اپنی اور حیدر علیخاں کی متفقہ فوج سے کام لیکر اس انگریزی مختصر سی فوج کو اسیر کر لیتے۔

حیدر علیخاں کے متعلق رکن الدولہ کے حقیقی خیالات کا اظہار اور ان دونوں کے مراسم ظاہری

ہسٹری آف حیدر شاہ کا مصنف انگریزی فوج کی علٰحدگی کے تذکرہ کے بعد یہ لکھتا ہے:۔

"ادھر[1] مدراس گورنمنٹ میں جنرل اسمتھ کے خطوط پہنچے اور ادھر رکن الدولہ نے محمد علی کو خطوط لکھے جن میں

---

[1] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ ۱۳۲۔

انھوں نے یہ یقین دلایا کہ نظام حیدر کے مقابلہ میں اس وقت تک جنگ جاری رکھیں گے جب تک کہ وہ بنگلور کا پورا ملک اور کرناٹک یعنے وادی کویمٹبور، سیلان، کشناگیری وغیرہ نہ دیدے اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے نظام کی فوج کا مبالغہ آمیز بیان کیا اور حیدر کی فوج کا تحقیر کے ساتھ ذکر کیا۔ محمد علی خاں کی تحریک پر مدراس کونسل نے جنرل اسمتھ کے مشورے پر کوئی لحاظ نہ کیا بلکہ اس کو یہی حکم دیا کہ حیدر کے مقبوضہ مقامات پر حملہ کرے اور ہر ایک امر میں نظام کے ساتھ متفق رہے اور ان کے ساتھ وعدہ کرتے رہے کہ سامان رسد و آلات حرب وضرب اور رقم اور بوقت ضرورت فوج بھی ان کے لئے مہیا کر دیجائیگی اسی عرصہ میں اس بے اصول دیوان نے محمّد علی کو یہ لکھا کہ اس (رکن الدولہ) نے محفوظ خاں کو حیدر کے پاس بھیجا تاکہ اُس سے سرینگ پٹن میں ملنے کی کوئی قرارداد ہو اور یہ کہلا بھیجا کہ وہ ہر اس امر پر رضامند ہے جو اس کیلئے مناسب ہو اور جس کا ذکر خود محفوظ خاں کریں گے۔ رکن الدولہ کا خط پہنچنے پر نظام الدولہ کو اطمینان دلانے کی خاطر حیدر نے اپنی فوج کو سابقہ کیمپ پر واپس کر دیا اور دیوان کو لکھا کہ وہ ان کے آنے پر ایسا ہی ان کا خیر مقدم کریگا جیسا کہ اپنے ہم رتبہ آدمی کے لئے

کر سکتا ہے اور اُس نے کیمپ کے بیوپاریوں اور دوسرے لوگوں کو
حکم دیا کہ سامان مایحتاج نظام کے کیمپ میں لیجائیں جب حیدر کا
یہ خط صوبہ (نظام علیخاں) نے پڑھا تو ہتھیار کے بند کرنے کا حکم
دیدیا اور اودھر حیدر نے بھی یہی حکم اپنے پاس جاری کر دیا دیوان
(رکن الدولہ) حیدر کے کیمپ میں گئے حیدر نے ان کا خیر مقدم کیا
اور مختصر سی گفتگو کے بعد دونوں ایک دوسرے سے رخصت ہوئے
اور رکن الدولہ حیدر کی سواری کے جلوا ور اس کے تزک واحتشام
کو ملاحظہ کر کے اپنے کیمپ کو واپس آئے۔ دوسرے روز دیوان بڑے
تجمل کے ساتھ حیدر کے دربار میں گئے۔ حیدر نے آنے جانے سے
وقت بچانے کی خاطر اپنے مورچوں کی دو قطاروں کے درمیان
ہی قیام کیا دونوں طرف سے صلح نامہ کی تکمیل کی خواہش تھی
جو چند روز میں طے ہوا۔"

حیدر علیخاں، محفوظ خاں اور نظام علیخاں کے مابین تکمیل صلح نامہ اور اس کے شرائط

اسی مؤرخ کے بیان کے مطابق اس صلح نامہ رُو سے حسب ذیل امور طے پائے۔

(۱) حیدر علی خان کا لڑکا ٹیپو سلطان، محفوظ خان کی لڑکی سے عقد کرے
(۲) محفوظ خاں اُن تمام حقوق کو جو ریاست کرناٹک کے متعلق اس کو حاصل ہو سکتے ہوں اپنے ہونے والے داماد ٹیپو سلطان پر منتقل کر دے۔

(۳) آرکاٹ کی نوابی کے تحت وہاں کے قلعہ جات میں فوج نگہداشت کے رکھنے کا اختیار حیدر علیخاں کو رہے گا۔ جس کی کمان اُن کے سالے مخدوم صاحب کو دیجائے گی اور محفوظ خاں اور ٹیپو سلطان کی طرف سے ملک کرناٹک پر مخدوم صاحب ہی حکمراں رہیں گے۔

(۴) اس علاقہ کے محاصل سے ٹیپو سلطان فائدہ اٹھائیں گے جو مخدوم صاحب بعد وضع رقم نگہداشت فوج و انتظام ملک پیش کریں گے۔

(۵) حیدر علی خاں اور نظام علی خاں اپنی اپنی فوج کو محمد علی خاں (نواب کرناٹک) کی تسخیر کے لئے متحد کریں گے۔

(۶) اس عرصہ تک جب کہ یہ دونوں فوجیں میدان عمل میں گام زن رہیں حیدر علیخاں، نظام علیخاں کو ہر مہینہ چھ لاکھ روپیے دیتے رہیں گے۔

ان فقرات سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے بموجب حقیقی فائدہ حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان ہی کو حاصل ہو سکتا تھا اور اس وقتیہ اتفاق کا موقت فائدہ نظام علیخاں کو صرف یہی تھا کہ جنگ ختم ہونے تک ان کو چھ لاکھ روپئے ملتے اور بس۔ اس میں اس کے متعلق کوئی امر طے نہیں ہوا کہ کرناٹک کی ریاست آیا حسب سابق صوبہ دکن کے تحت رہیگی یا حالیہ احکام شاہی کے مطابق راست شاہی اثر میں۔ بہر حال انہیں فقرات کے بموجب سیدھے سادھے محفوظ خاں نے یہ نامہ مرتب کرا لیا۔ جس کے بعد رکن الدولہ تحفے تحائف سے لدلدا کر وہاں سے نکلے۔

ٹیپو سلطان کا بندگانعالی کی خدمت میں حاضر ہونا اور اس کے متعلق حیدر علیخاں کے شک و شبہات

اس کے بعد یہ قرار پایا کہ ٹیپو سلطان خود بندگانعالی کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ہسٹری آف حیدر شاہ کا مصنف کہتا ہے کہ اس موقع پر حیدر علی خاں اپنے فرزند کو رخصت کرتے ہوئے بہت پریشان ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ "مجھے[1] دغا کا اندیشہ ہے اس واسطے کہ جب نظام علیخاں اپنے بھائی (صلابت جنگ) کو ہلاک کرنے سے نہیں رکے تو میرے لڑکے کو وہ کب چھوڑ سکتے ہیں یا یہ نہیں تو کم از کم اُس کو روک رکھیں گے اور مجھے اپنے لڑکے کی خرابی کی تخویف سے بڑی رقم دینے پر یا اپنے ساتھ خاص رعایتیں کرنے پر مجبور کر دیں گے، ٹیپو سلطان کا اس وقت دربار بندگانعالی میں حاضر ہونا احکام سرفرازی کے حصول اور اس کی نذر پیش کرنے کے لئے ضروری تھا جس پر حیدر علیخاں کی یہ بدگمانی اول تو یہ بتاتی ہے کہ وہ بہت پر حزم و دور اندیش تھے اور پھر یہ کہ ان کو اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی اس لئے اُن کو جدا کرتے ہوئے شک و شبہ کر رہے تھے ان شبہات میں صلابت جنگ کے ہلاک کرنے کا الزام تو اس مضافات میں بسالت جنگ کے ذریعہ بہت مشہور ہو چکا تھا جس کی نظر لینا حیدر علی خاں جیسے دور اندیش و محتاط شخص کے لئے ناواجبی نہیں ہو سکتا تھا بہر حال اُن (حیدر علی خان) کے خاص معتمدین (رضا صاحب اور فیض اللہ صاحب) کے اس یقین دلانے پر کہ ٹیپو سلطان پر ذرا سی بھی آفت آنے کا شائبہ پائیں تو یہ اپنی جان سے تک دریغ نہیں کریں گے حیدر علی خاں نے اپنے لڑکے کو رخصت کیا۔ ٹیپو سلطان کی سواری

---

[1] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ ۱۳۴۔

ذکر توزک آصیفہ نے جن الفاظ میں کیا ہے ہم نے قبل ازیں کر دیا ہے ہسٹری آف حیدر شاہ
کے مصنف کے بیان سے ہم صرف یہ معلوم کرسکتے ہیں کہ ٹیپو سلطان نظام علیخاں کے کیمپ
(چین پٹن) کے پاس بہت جلد پہنچ گئے دوسرے روز اپنی قیام گاہ سے نکل کر بسالت جنگ
سے ملاقات کی اس ملاقات میں رکن الدولہ اور دیگر امراء دربار اُن کے ہمراہ تھے اور اس کے
دوسرے روز بڑے توزک و احتشام کے ساتھ نظام علی خاں کے دربار میں باریابی ہوی
حضور ان (ٹیپو سلطان) کے ساتھ بڑی توقیر سے پیش آئے اور بالمشافہ تہ نامے کے دفعات
کی تکمیل کی۔

| حیدر علی خاں کا خط گورنر مدراس کے نام |

جب حیدر علی خان کو یہ یقین ہوگیا کہ اُن کا بیٹا آرکاٹ کا
نواب بنا دیا گیا ہے۔ تو انھوں نے اپنے وکیل مناگی پنڈت کے ذریعہ (جو مدراس میں
رہتا تھا) گورنر مدراس کے نام ایک یادداشت لکھ بھیجی۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا
کہ نظام علیخاں اور حیدر علی خاں کو اچھی طرح یہ علم ہوگیا ہے کہ محمد علی خاں مسلسل سازشوں
سے اور کرناٹک کے علاقہ کو غصب کر کے ہندوستان بھر میں شورش پیدا کرنے کا
باعث ہوے ہیں اس لئے اُن دونوں نے اِن سے جنگ کرنے کا تہیۃ کرلیا ہے تاکہ
مغصوبہ ملک ان سے حاصل کر کے حقدار کے سپرد کر دیا جائے اور یہ کہ انھوں نے یہ مناسب
سمجھا ہے کہ انگریزوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ ان کو کوئی مدد نہ دیں اور ان کو چاہئے کہ اپنی
فوج کو جو انھوں نے آرکاٹ کے حُدود میں یا اُن (محمد علی خاں) کے کسی اور مغصوبہ ملک یا
اس کے کسی حصّہ میں رکھی ہو واپس طلب کرلیں اور یہ بھی انھوں نے لکھا کہ وہ اُن کی قوم کو

انھیں ادا کر دیں گے جو کسی قانون و قاعدے کے تحت ان کو ان مقبوضات کی بابت (بحیثیت کفالت) واجب الادا ہوں۔ جن میں وہ رقم شامل نہ ہو سکیگی جو نواب ویلور اور وندواسی اور دیگر حقداروں کے علحٰدہ کرنے میں انگریزوں نے صرف کی تھی اور انھوں نے یہ بھی لکھا کہ ایسے علحٰدہ شدہ اشخاص کے اُس نقصان کی تلافی کر دیجائیگی جو اس طرح علحٰدہ کئے جانے سے ان کو بھگتنا پڑے۔ اس مراسلت کا جو کچھ جواب مدراس گورنمنٹ سے دیا گیا۔ اس سے قطع نظر کر کے ہم پھر میدان جنگ کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا مفاہمت کے بعد کوچ کی تیاریاں ہوئیں نظام علیخاں نے ہسکوٹہ کی طرف سے بنگلور کا رخ اختیار کیا اور حیدر علیخاں راست بنگلور روانہ ہوئے دونوں افواج جب بنگلور پہنچ گئیں تو حملہ کے متعلق مشورے ہوئے۔ اس میں بسالت جنگ اور رکن الدولہ کے علاوہ دیگر عہدہ دار بھی شریک تھے آخر یہ طے پایا کہ

(۱) کوچ کے وقت دونوں فوجیں علحٰدہ علحٰدہ اور ایک دوسرے سے اتنے فاصلے پر رہیں کہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کر سکے۔

(۲) پہاڑوں سے گزر جانے تک حیدر علیخاں کی فوج مقدمۃ الجیش رہے۔

(۳) جب دونوں فوجیں حدود ارکاٹ میں داخل ہو جائیں تو یہ تصفیہ کیا جائیگا کہ آیا متحد طور پر حملہ کرنا مناسب ہوگا یا منفرق طور پر اس کے بعد یہ دونوں لشکر بنگلور سے نکلے۔

حیدر علیخان کا رسالہ کشنا گیری کے پہاڑوں میں سے ہو کر ۲ ر اگسٹ ۱۷۶۷ء (م ۲۹۔ ربیع الاول ۱۱۸۱ھ) کو حدود کرناٹک میں داخل ہوا اور کرنل سمتھ کے رسد کے جانوروں کو کاکن گری

کی طرف ہانک دیا۔ اسی روز شام میں حیدر علی خاں کاویری پٹن کے قلعہ کے آگے نمودار ہوئے
یہاں کی انگریزی فوج چوتھی بٹالین کی تین کمپنیوں پر مشتمل تھی۔ جس نے دو مقابلوں کی تو مدافعت
کی لیکن اس کے بعد اس کے افسر کپتان میاکین نے ۲۷ اگسٹ (مطابق یکم ربیع الثانی) کو
حیدر علیخاں کی اطاعت قبول کرلی۔

چنگاما اور ترناملی پر فریقین کے مقابلے

۳۰۔ اگسٹ (مطابق ۴ ربیع الثانی) کو کرنل اسمتھ ترناملی
روانہ ہوا تاکہ رسد کی فراہمی کی سبیل کرکے لفٹننٹ کرنل اوڈ سے مل جائے جو اس عرصہ میں
اپنی فوج کے ساتھ ترچناپلی سے نکل چکا تھا متحدین کرنل اسمتھ کی مزاحمت کرنے لگے آخر ۲ ستمبر ۱۷۶۷ء
(م ۷ ربیع الثانی ۱۱۸۱ھ) کو چنگاما کے قریب شدید مقابلہ ہوا۔ جس میں متحدین نے بڑے
نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی لیکن فتح پاکر بھی کرنل اسمتھ وہاں ٹھیر نہیں سکا اور ترناملی چلا گیا
کیونکہ وہاں اس کو رسد کی طرف سے بڑی تکلیف تھی جب وہاں بھی اس کو رسد نہ مل سکی
تو وہ اور آگے بڑھ گیا اور ۸ ستمبر (م ۱۳ ربیع الثانی) کو کرنل اوڈ سے جا ملا۔ اور اس تازہ دم
فوج کے ساتھ ۱۴ ستمبر (م ۱۹ ربیع الثانی) کو پھر ترناملی واپس آیا جس کے مضافات میں ۲۹ ستمبر
(م ۵ جمادی الاول) کو لڑائی ہوی۔ اس موقع پر نظام علیخاں کی افواج کو شکست ہوی اس
لڑائی کی تفصیل کرنل اسمتھ نے اپنی رپورٹ میں لکھی ہے جس کا ضروری اقتباس حسب ذیل ہے

"۳۰[1] اگسٹ (م ۴ ربیع الثانی) کو فوج سنگارپیٹھ اور وہاں سے
۳۱ اگسٹ (م ۵ ربیع الثانی) کو پالی پیٹ روانہ ہوئی اس کوچ میں

لہ کرنل اسمتھ رپورٹ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۷۶۷ء از کیمپ کالاساواگ۔

ہم غنیم کے رسالے کو اپنے بازو پر اور عقب میں تھوڑے فاصلے پر دیکھتے رہے لیکن وہ ہمارے کوچ میں ہارج ہوا۔ شب میں البتہ انھوں نے ہمارے طلایہ پر حملہ کیا اور کیمپ میں چند بان پھینکے صبح میں فوج چنگاما کی طرف روانہ ہوی۔ اس وقت بھی غنیم کا رسالہ ساتھ ساتھ رہا۔ رات میں وہ حملہ کی بہت کوشش کرتا رہا اس لئے ہم کو صبح تک خبردار رہنا پڑا۔ اس نے چنگاما کا پیٹھ جلا ڈالا ہم کو صبح میں یہ اطلاع ملی کہ شب میں غنیم کی فوج اور توپ خانہ میں بہت اضافہ ہوگیا ہے اسی لئے ہم کو اپنا کیمپ چھوڑنے سے پیشتر بڑی احتیاط کرنی پڑی آخر ہم نے دوپہر میں یہ احتیاط تمام کیمپ برخاست کیا لیکن ڈیرون کو ویسا ہی نصب شدہ چھوڑ دیا اور سامان کو بہمہ وجوہ تیار رکھ چھوڑا تا کہ اس کو دیکھ کر غنیم اس خیال میں رہے کہ ابھی کوچ کی تیاری ہو رہی ہے جب ہماری فوج کوچ کر کے آگے نکل چکی تو ہم نے دیکھا کہ غنیم کی فوج کی بڑی تعداد ہمارے بازو پر حرکت کر رہی ہے۔ ہمارا بھیر و بنگاہ بائیں جانب روانہ ہوا اور ہم سہ پہر تک کوچ کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے تین بجے ایک چھوٹی سی ندی (کلپاک) کو عبور کیا جس کے دوسرے کنارے پر اور ہمارے داہنے جانب غنیم قائم تھا یہ ایک بڑا میدان تھا۔

جس میں جھاڑی اُگی ہوئی تھی اس کے پرے کچھ فاصلے پر تین پہاڑیاں
تھیں جن کے دامن میں حیدر نے اپنا رسالہ قایم کر رکھا تھا جس کے
پیچھے اس کی پیادہ فوج تھی اور جھاڑی میں رکن الدولہ اپنی فوج اور
توپ خانہ کے ساتھ مقیم تھے وہ خود (رکن الدولہ) اور ان کے بھائی
تہوّر جنگ اپنی فوج پر کمان کر رہے تھے ایک بڑا رسالہ ان افواج
کی کمک پر علٰحدہ قایم تھا ہماری فوج نے اپنا داہنا رُخ اختیار کیا اور
چونکہ حیدر کو اس کے پہاڑی مقام سے علٰحدہ کرنے میں کامیابی کا
مجھے خیال نہیں تھا اس لئے میں نے اپنی فوج کو راستہ سے علٰحدہ
کر کے کپتان ولیم کوک اور کپتان کاسبی کے بٹالین کو حکم دیا کہ غنیم پر
حملہ کریں اور ان دونوں کی کمک کپتان ولیم کولی کرے حملہ بکبارگی
ہوا اور غنیم کا رسالہ ڈھلواں پہاڑی پر ہٹا دیا گیا اور ہماری فوج نے
اس مقام پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی نے بہت جلد اپنی اس غلطی کو محسوس
کر لیا کہ اُس نے اس پہاڑی پر اپنی انفنٹری کا کیوں قبضہ نہ رکھا
اگر ایسا کرتا تو وہ اتنی آسانی سے اس مقام کو نہ چھوڑتا حیدر نے
اپنے منتخب سپاہیوں سے ہمارے اس نئے مقبوضہ مقام پر حملہ کیا
لیکن اس کی ہر ایک کوشش ہمارے سپاہیوں کی استقامت
کی وجہ سے ناکام ثابت ہوئی وہ پسپا کر دیا گیا اس کا سالا مارا گیا

اور خود اس کی ٹانگ میں بھی کوئی ضرب آئی۔

جس وقت کہ اِدھر صورت حال یہ تھی اُدھر جھاڑی کی طرف ہماری جانب سے مسلسل گولہ اندازی ہوتی رہی غنیم اگرچہ جھاڑی کی وجہ سے اچھے مقام میں تھا تاہم اس سے بہتر ہمارا مقام تھا۔ دوران گولہ اندازی میں دو ہاتھی نظر آئے جن کی نسبت گمان یہ کیا جاتا ہے کہ وہ رکن الدولہ اور ان کے بھائی تہور جنگ کے تھے جو ایک توپ کے دو تین گولوں کے چھوٹنے پر ایسے غائب ہوئے کہ پھر نظر نہ آئے اس کے بعد یہ قرار پایا کہ غنیم کو اس جھاڑی سے جہاں وہ چھپے ہوئے آتشباری کر رہا تھا ہٹا دیا جائے چنانچہ ہمارے بان انداز آگے بڑھے ان کے ساتھ ہی کپتان بیلی کے تحت بارہ کمپنیاں ہوگئیں۔ جنھوں نے غنیم کو جھاڑی سے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ ندی کے پار ہو گئے جہاں اُنھوں نے اپنی دو توپیں میخیں ٹھونک کر چھوڑ دیں۔ یہ وقت شام کے چھ ساڑھے چھ بجے کا تھا اس لئے ہم نے مزید تعاقب موقوف کر دیا اور تین کوس آگے تک کوچ کر کے صبح کے چار بجے ہم ایک تراکم میں اُترے اور صرف ایک گھنٹہ وہاں ٹھیر کر ہم نے پھر کوچ کیا۔ غنیم کا رسالہ ہمارے آس پاس پھرتا رہا۔ لیکن صورت حالات کے اعتبار سے وہ ہم سے دور دور ہی رہتا تھا۔ حیدر کی فوج کے ایک حصہ نے ہماری رسد پر حملہ کر دیا اور ہمارے

مزدوروں کی غلطی اور بے تمیزی سے بہت سارا سامان رسد تباہ
و برباد ہوگیا۔

آخر مسلسل ۲۷ گھنٹہ کے کوچ کے بعد ہماری فوج ۳ ستمبر ۱۷۶۸ء (۸ ربیع الثانی) کو شام کے تین اور چار بجے کے مابین ترنامل پہنچی
اس دوران میں ہمارے سپاہیوں کو اور ہمارے جانوروں کو
کوئی غذا اور دانہ چارہ نہ ملا۔

کولی، کاسبی اور کوک کے بان اندازوں نے قابل تعریف
کام کیا اور دوسری پلٹنوں نے بھی اپنے اپنے مقررہ مقامات میں
اچھے فرائض بجا لائے۔"

رکن الدولہ کی تحریک پر حیدر علیخاں کی فوج کا تجزیہ اور ایک حصہ فوج سے ملا جلنا	جس وقت متحدین کی فوجیں علاقہ کرناٹک میں پہنچی ہیں اس وقت ان کی اور ان کے حریف کی تعداد (کرنل اسمتھ لفٹننٹ کرنل ووڈ سے ملنے کے قبل) حسب تفصیل ذیل تھی۔

فوج[1] متعلقہ متحدین:-

نظام علیخاں	تیس ہزار سوار	دس ہزار پیدل	ساٹھ توپ
حیدر علیخاں	بارہ ہزار آٹھ سو ساٹھ سوار	اٹھارہ ہزار پیدل	انچاس توپ
جملہ	بیالیس ہزار آٹھ سو ساٹھ سوار	اٹھائیس ہزار پیدل	ایک سو نو توپ

[1] ہسٹری آف دی مدراس آرمی جلد اول صفحہ ۲۳۸ فٹ نوٹ۔

فوج متعلقہ انگریزی کمپنی

انگریزی	۳۰ سوار	آٹھ سو پیدل	سولہ توپ
دیسی	۰	پانچ ہزار پیدل	۰
نواب محمد علیخاں	ایک ہزار سوار	۰	۰
جملہ	ایک ہزار تیس سوار	پانچ ہزار آٹھ سو پیدل	سولہ توپ

اس سے ظاہر ہے کہ متحدین کی فوج انگریزی فوج سے تعداد میں بہت بڑھی ہوی تھی اگر یہ فوج لفٹننٹ کرنل اوڈ کی فوج سے ملحق ہوجاتی تو بھی متحدین ہی کی تعداد بڑھی ہوی ہوتی۔ لیکن جب متحدین کلپاک کی ندی پر پہنچے اور اپنی فوج کا غلبہ دیکھا تو حیدر علیخاں نے اپنی فوج کے دو حصے کردئے جس کے متعلق حسین علی کرمانی کا بیان ہے کہ رکن الدولہ[1] کے مشورے کی بنا پر حیدر علیخاں نے اپنی فوج کے ایک معقول حصہ کو میر علی رضا خاں و مخدوم صاحب و محمد علی کمندان و غازی خاں وغیرہ سرداروں کے ساتھ اپنے فرزند

---

[1] مورخ مذکور کی اصل عبارت یہ ہے :۔
"پس ناظم موصوف (نظام علیخاں) بمشاورت رکن الدولہ نواب بہادر (حیدر علیخاں) پیغام فرستاد کہ سپاہ خود را کہ ماہرایں ملک اند برائے تاخت و تاراج صوبۂ آرکاٹ و اطراف چینا پٹن وغیرہ و گرداوری مواشی وآذوقہ رخصت سازد تا ہول وہراس در دلہائے انگریز و محمد علیخاں راہ یابد اگرچہ نواب بہادر نظر بضرورت وقت کہ کار جنگ با پیل دماں افتادہ است خود را از جدا کردن سپاہ مناسب ندیدہ بود اما ناظم موصوف بہ اعتبار لشکر خود دریں معنی استبداد و اصرار بکار بردہ بہ سختاں گرم گرم جوشی و ہمت نمائی فریفتہ بر آں آورد تا نواب بہادر جمیع مردم بارو سوار و پیادہ با توپ ہائے جلوسے متعین صاحبزادہ والا قدر نمودہ میر علی رضا خاں و مخدوم صاحب و محمد علی کمندان و غازی خاں وغیرہ سرداران معتبر را ہمراہش دادہ رخصت درآں سمت فرمود"
(نشان حیدری صفحہ ۱۳۰)

ٹیپو سلطان کی سرکردگی میں مدراس روانہ کر دیا تاکہ وہ وہاں حملہ آور ہوں یہاں میدان جنگ میں اپنے پاس صرف پانچ چھ سو سوار اور دو ہزار مردم بار اور چار ہزار پیادہ و توپخانہ باقی رکھا۔ اس فوج کو مدراس کی طرف روانہ کرنے کے بعد ہی کرنل اسمتھ کی فوج لفٹنٹ کرنل اوڈ کی فوج سے ملحق ہو گئی۔ جس سے انگریزی قوت میں خاصہ اضافہ ہو گیا اس موقع پر حیدر علیخاں کی طاقت کے اس طرح تقسیم کئے جانے سے یہ پایا جاتا ہے کہ ان کے خلاف انگریزوں کی تائید میں خفیہ طور پر سازش ہو رہی تھی اور اسی کا نتیجہ تھا کہ عین وقت ضرورت حیدر علیخاں اپنی فوج کے ایک بڑے حصہ سے دور ہو گئے۔ صاحب نشان حیدری نے یہ بتایا ہے کہ اس کے بانی مبانی رکن الدولہ تھے جنھوں نے نظام علیخاں سے تحریک کر کے ان کو اس امر پر مائل کیا کہ حیدر علیخاں کو اپنی فوج اس طرح دو حصوں میں منقسم کرنے پر مجبور کریں اور اپنی فوج کی قوت و کارگزاری کا انہیں اعتبار دلائیں تاوقتیکہ اس کے خلاف ثابت نہو اس کا تخطیہ نہیں کیا جا سکتا جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد کی جنگ میں سب سے پہلے نظام علیخاں ہی کی فوج پسپا ہوئی تو حسین علی کرمانی کے اس قول کی تائید ہوتی ہے اور میدان جنگ کا جو ذکر اس نے کیا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ مقابلہ میں انگریزی فوج کے دست راست پر نظام علیخاں کی فوج تھی ان کی طرف سے انگریزوں پر کسی نشانے کے بغیر گولندازی ہونے لگی جس کا ان پر کوئی اثر نہ ہو سکا اور ان کے سوار انگریزوں کی فوج کے اطراف مور و ملخ کی طرح جمع ہونے لگے یہ بے ترتیبی دیکھ کر انگریزوں نے انہیں کی طرف حملہ کر دیا اور چند ہی شلکوں میں نظام علیخاں کی

فوج پر غالب آگئے اور نظام علیخاں جنگ سے کنارہ کش ہوکر رکن الدولہ کی بے تدبیریوں اور اپنے دیگر امرا و سرداروں پر لاحول پڑھتے ہوئے پسپا ہوگئے مورخ کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"......[1] (انگریز) بہ بازی اعلا فریبی از یک طرف سبقت کردہ راست برسواری ناظم موصوف یورش آوردہ و چند گولہ قطار بند صف شکن پرانیدہ بہ اندک سعی مردانہ غالب گشتند و تمامی مواد لشکر و بنگاہ و توپ خانہ واردو بازار اعلام و خیام لشکرش گرفتہ کامیاب شدند درآں وقت ناظم موصوف بہ شکستہ حال خجلانہ از جنگ کنارہ کشیدہ بر بے تدبیری ہائے رکن الدولہ و دیگر امرا و خواتین خود لاحول خواندہ پسپا گردید۔"

بہرحال نظام علیخاں اپنے دیوان کی سوء تدبیری سے شکست پاکر سنگاریڈیہ کی طرف روانہ ہوئے اور حیدر علیخاں نے جب رنگ دگرگوں دیکھا تو پہلے اپنے توپخانہ کو اُدھر روانہ کردیا اور آپ خود باقاعدہ مراجعت کرتے ہوئے سنگاریڈیہ کے قریب پہنچکر بندگا نعالی سے تقریباً دو کوس پر اقامت گزیں ہوئے اور انگریز بہ حیثیت فاتح مقام جنگ ہی پر ٹھیرے رہے۔ حیدر علیخاں نے یہاں پہنچکر فوراً ایک سانڈنی سوار کو ٹیپو سلطان کی طرف روانہ کردیا اور بہ تاکید تمام کہلا بھیجا کہ اپنی فوج کے ساتھ حتی الامکان جلد واپس آجائیں اور نظام علیخاں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ بندگا نعالی کے سپاہیان لشکر کا اعتبار اور امرائے ریاست کی

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۱۳۱۔

کار آگہی بخوبی ظاہر ہوگئی کہ اہم وقت پر اعلیٰحضرت کے ہمراہ رکاب نہ کوئی امیر تھا اور نہ کم از کم ہزار سپاہی تھے ظاہر ہے کہ ایسی فوج سے ان انگریزوں پر فتح پانی ممکن نہیں ہے مناسب یہ ہوگا کہ آنحضرت کاویری پٹن میں اقامت فرمائیں اور یہ خیر خواہ صمیم جس طرح کہ عقل سمائی کرے انگریزوں سے مقابلہ کرتا ہے اسی بنا پر بندگانعالی سنگار پٹیہ سے نکل کر وہاں پہنچے حیدر علیخاں ٹیپو سلطان کے واپس آنے تک سنگار پٹیہ اور بارا محال کے اطراف اطراف ہی پھرتے رہے۔

ٹیپو سلطان مدراس سے واپس آنے کے بعد نظام علیخاں کا حیدر علیخاں کی ضیافت کرنا

جب ٹیپو سلطان اپنی افواج اور سامان رسد کے ساتھ اپنے باپ سے آملے تو نظام علیخاں نے حیدر علیخاں کی ضیافت کی اور اپنے امراء کے ذریعہ ان کو بجدّ وکد بلوا بھیجا۔ اگرچہ حیدر علیخاں دل سے اس پر رضا مند نہیں تھے تاہم ان کے پاسِ خاطر سے اپنے لشکر کے ساتھ جاکر ملاقات کی اس ضیافت کے متعلق ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف نے جو لکھا ہے یہ ہے:۔

> "مدراس پر حملہ کرنے کے بعد جب ٹیپو واپس آیا تو نظام الدولہ نے حیدر کی اور اس کے ساتھ اس کے بڑے بڑے عہدہ داروں کی اعلیٰ پیمانہ پر ضیافت کی اور اس کے ساتھ بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے اور اس کو ایک سونے کے تخت پر بٹھایا جس کے تکیے کلابتوں سے بنے ہوئے تھے اور جب انھوں نے رخصت کیے

لہ ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ (۲۰۴)۔

وقت اس کے ساتھ کر دیا۔ اور اس دعوت کے چند روز بعد حیدر نے
بھی نظام کو دعوت دی لیکن سونے کے تخت پر بٹھانے کے عوض
اس نے ایک ایسا تخت تیار کرایا جس پر پگوڈا ہون اور اشرفیاں
جڑ دی گئی تھیں اور اس پر نہایت نفیس قالین بچھائے گئے
اور عمدہ مخمل کے تکیے رکھے گئے تھے یہ سب رخصت کے وقت
نظام کے نذر کر دیا گیا"۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس مورخ کو یہ سمجھنے میں غلطی ہوی ہے کہ نظام علیخاں نے حیدر علیخاں کو سونے کے تخت پر بٹھایا اس واسطے کہ حیدر علیخاں نظام علیخاں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ان کے ایک امیر کا جیسا تصور کرتے تھے اور نظام علیخاں کو اس کا بڑا خیال تھا اور یہ اعزاز صرف انہیں حاصل تھے جو پادشاہت کے رتبے پر سرفراز ہوں اور نظام علیخاں کے عہد کے مشہور مورخ شاہ تجلی نے یہ نہیں بتایا ہے کہ بندگانعالی نے ان کو سونے کے تخت پر بٹھایا ممکن ہے کہ ان کو زربفت و کارچوبی کسی مسند پر بٹھایا گیا ہو اس موقع پر جو تحفے کہ بندگانعالی نے حیدر علیخاں کو دئے ہیں ان میں نہ اس سونے کے تخت کا کوئی پتہ ملتا ہے اور نہ کسی زربفت کی مسند کا۔ صاحب توزک آصفیہ کہتا ہے کہ[1] ۶ جمادی الثانی کو رکن الدولہ کے توسط سے حیدر علیخاں حضور میں باریاب ہوے اور ان کو اعلحضرت نے جیغۂ الماس معہ کلغی پر سیاہ اور سرپیچ مرصع معہ سالک مروارید دھگدگی مرصع اور ایک شمشیر

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۸۳ –

معہ قبضۂ شب مرصع و ایک قبضۂ خنجر معہ دستہ شب مرصع اور پاندان مرحمت کرکے رخصت کیا اور اس کے دو روز بعد خود بدولت حیدر علیخاں کے پاس مدعو ہوئے انھوں نے اپنے لڑکے اور دوسرے اقرباکے ساتھ جلوخانہ تک آکر بندگانعالی کا استقبال کیا اور آداب بجالاکر اکاون ہزار روپے اور ایک ہزار سونے کی پوتلی نذر کی اور زر نقد کے چبوترہ پر بٹھایا اور جواہر کے خوان اور پوشاک اور دو زنجیر ہاتھی نذر کئے شاہ تجلی کا بیان ہے کہ حیدر علیخاں کی نذر کے منجملہ ایک مالائے مروارا اور ایک انگشتری الماس بڑی قیمتی تھی ان کے علاوہ تین توپچے انگریزوں کی طرف سے غنیمت میں ان کو حاصل ہوئی تھیں پیش کیں ۔

رکن الدولہ کا اپنی فوج لیکر حیدر علیخاں کے ساتھ شریک جنگ ہونا اور شکست پانا ۔

اس ملاقات میں یہ طے پایا کہ بندگانعالی حزم و احتیاط سے اپنے لشکر و اسباب کے ساتھ ہسکوٹہ میں تشریف رکھیں اور وہ (حیدر علیخاں) خود غنیم سے مقابلہ کریں گے اور اس پر قابو پاکر کرناٹک، پایان گھاٹ کا انتظام بوجوہِ احسن کریں گے ۔ جس پر نظام علی خاں نے رضامندی ظاہر کی اور ہسکوٹہ کو روانہ ہوے البتہ اپنے دیوان رکن الدولہ، منور خاں کرنولی، اسمٰعیل خاں ایلچپوری، اور راؤ رنبھا کو بیس ہزار سوار کے ساتھ حیدر علی خاں کے پاس چھوڑ دیا جنھوں نے اپنی اور رکن الدولہ کی فوج کے ساتھ پتل پلی کے گھاٹ کو عبور کرکے انگریزی مقبوضہ قلعۂ (انبور گڈھ) کا محاصرہ کیا ۔ جب انگریز سرداران مذکور کو اس محاصرہ کی اطلاع ملی تو وہ کرناٹک گڈھ کیلاس گڈھ دھبی گڈھ پلی گڈھ پر سے ہوتے ہوے یلغار وہاں پہنچ گئے ۔ حیدر علی خان نے

اس فوج کے آنے کی خبر پاکر محاصرہ برخاست کردیا اور وڈچیری او ربابن پلی کے میدان میں جا ٹھیرے تازہ دم انگریزی فوج انبور گڈھ پہنچ گئی اور وہاں سے ایک روز کے بعد مقابلہ کے لئے نکلی۔ حیدر علیخاں نے اس مقابلہ میں ٹیپو سلطان کو میمنہ پر قایم کیا اور میسرہ رکن الدولہ کے سپرد کیا۔ آپ خود اپنے توپخانہ اور رسالداروں کے ساتھ محمد علی سردار کو لیکر قلب میں ٹھیرے انگریزی سردار نے صرف ایک پلٹن اور سوبجروں کی دو کمپنیاں اور دو توپیں رکن الدولہ کی طرف روانہ کیں اور دو پلٹن اور ایک رسالہ فرنگیوں کا چار توپوں کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقابلہ پر بھیجا اور کرنل سمتھ اور لفٹنٹ کرنل اوڈ دونوں قلب پر متوجہ ہوے آتش زد و خورد مشتعل ہوئی رکن الدولہ کی فوج انگریزی پلٹن کی صرف چند شلکوں میں پسپا ہوکر جو بھاگی تو پھر وانم باڑی تک کہیں نہ رُکی۔ ٹیپو سلطان قبل اس کے کہ انگریز قلب پر فتح پائیں اپنے سواروں کو انگیز کرکے انگریزی لشکر کے چنداول پر جا گرے اور ان کو منہزم کرکے ان کے مال و اسباب کو حاصل کرلیا اور چند انگریز سپاہیوں کو بھی گرفتار کرلیا۔ اس سے مطلع ہوکر انگریز سردار اپنے عقب کی حفاظت کے لئے پلٹے۔ حیدر علیخاں اس موقع سے فائدہ اٹھاکر برق آسا اس پلٹن پر جا گرے جو رکن الدولہ کے تعاقب میں گئی ہوی تھی اور اس پر حملہ کرکے سامان غنیمت حاصل کیا اور وانم باڑی واپس آئے۔ یہیں ٹیپو سلطان بھی اپنی فوج کے ساتھ پہنچ گئے۔ سرداران انگریز اسی جگہ ٹھیرے رہے جہاں وہ تھے۔

---

[۱] اس واقعے کو صاحب نشان حیدری نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے "لشکر رکن الدولہ از مقابلۂ یک پلٹن و چند گلولۂ صف شکن استقامت مردی از دست دادہ تا وانم باڑی دم بر نیارد" (نشان حیدری صفحہ ۱۲۴)۔

حیدر علیخاں اور رکن الدولہ میں افتراق

حیدر علیخاں نے یہاں پہنچکر رکن الدولہ کو طلب کیا اور اُن سے رنجش آمیز لہجہ میں کہا کہ ”تمھاری ہمراہی فوج ہزیمت اثر ہے تم کو چاہئے کہ تم اپنے بہادران شہری کے ہمراہ حضور (بندگانعالی) میں چلے جائیں کہ ان کی وجہ سے یں کبھی فیروزمند نہیں ہوسکتا کہیں ایسا نہ ہو کہ مجالست و مؤانست کی وجہ سے ان کی سرد مزاجی میرے سپاہیوں سرایت کرکے ان کی غیرت مردانگی کو بھی برباد کردے“ اس پر انھوں (رکن الدولہ) نے بڑی دلیری کی باتیں کیں اور موافقت ترک نہ کی اس لئے یہ طے پایا کہ وہ رکن الدولہ) اوران کی فوج حیدر علی خاں کی فوج سے ہمیشہ دو میل پر رہا کرے اور حیدر علی خاں کے لشکر میں ان کے لشکر کا کوئی آدمی آیا نہ کرے اور وقت ضرورت معتبر کارکنوں کے ذریعہ پیغام رسانی ہوا کرے۔ اس واقعہ کو نشان حیدری میں جس خوبی سے بیان کیا گیا ہے اسی کے الفاظ میں سننا زیادہ مناسب ہوگا جو یہ ہیں:۔

”و نواب[1] (حیدر علیخاں) رکن الدولہ را یاد فرمودہ سخنان رنجش آمیز شنوانید چہ گفت کہ ہمراہیان شما بے ریب ہزیمت اثر اند باید کہ شما مع افواجِ بہادران شہری بحضور بروید کہ از سعی آنہا گاہے روئے فیروزی نخواہم دید و مبادا کہ اثر برودت ناختن ایشان را بہ نسبت ہمسایگی دہم جلیسی در رگ و پے جلادت کیشان ما سرایت کردہ حرارت غیرت مردانگی را برباد دہد چوں او (رکن الدولہ)

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۱۳۴۔

مجدّد و سخنان دلیری بر زبان رانده از موافقت پہلوتہی ساخت
چناں قرار یافت کہ او از لشکر نصرت مآثر مدام بفاصلۂ نیم فرسنگ
مقام سازد و احدے از لشکرش بہ لشکر ظفر پیکر نیاید و وقت
ضرورت بزبانی ہرکارہ ہائے معتبر ابلاغ نماید“

جب انگریز سردار چار روز کے بعد اپنی فوج کے ساتھ وانم باڑی آئے حیدر علی خاں اپنی
قیام گاہ سے نکل کر پہلے روز ترپاتور کے میدان میں مقیم ہوئے اور دوسرے روز وہاں سے
نکل کر کاویری پٹن کے شاہ لینزار کے پیسے قیام کیا اور اپنے لشکر کے اطراف چار مورچے
قایم کرکے اُن پر توپیں رکھدیں۔ رکن الدّولہ حیدر علی خاں کی فوج کے احاطہ سے باہر رہے
انگریزی کرنل وانم باڑی کے انتظام کے لئے ایک سردار کو چھوڑ کر ترپاتور ہوتے ہوئے
حیدر علی خاں کے لشکر کے قریب ایک پہاڑ کے دامن میں سکونت پذیر ہوا۔ حیدر علی خاں
کے طلایہ دار دو طرف سے انگریزی فوج پر حملہ کرتے تھے اور ایک طرف رکن الدّولہ کے
سوار راستہ پر جمے ہوئے تھے ایک رات انگریزی سردار شبخون کے لئے آمادہ ہوکر اس
راستہ سے روانہ ہوئے جدھر کہ رکن الدّولہ کے سوار طلایہ پر تھے اور وہ اس شبخون سے
خبردار بھی ہوئے لیکن انھوں نے حیدر علی خاں کو اس کی اطلاع نہیں کی اور نہ خود آپ
اس انگریزی فوج کے سدّراہ ہوئے بلکہ وہاں سے کنارہ کش ہوگئے۔ اس سے ظاہر ہے
کہ یا تو شروع مہم ہی سے رکن الدّولہ حیدر علیخاں سے اتحاد کے پیرایہ میں مخالفت کرتے
آرہے تھے یا یہ کہ حالیہ رنجش آمیز گفتگو کے بعد انھوں نے اپنے نزدیک یہ قرار دے لیا کہ حیدر علیخاں سے

اُن کی اُس بُری بھلی گفتگو کا بدلہ اس طرح لیں کہ ظاہر میں ان سے اتحاد قایم رکھکر ان کے مخالفین سے درپردہ مل لیں یا یہ کہ ان کے مخالفین کے طرز عمل سے ان کو واقف نہ کرکے بدلہ لیں۔ بہرحال انگریزی سردار راستہ قطع کرکے حیدر علیخاں کی فرودگاہ کے قریب پہنچا اور راہنماؤں کی عدم واقفیت کی وجہ سے راستہ کے دلدل اور دھنڈولوں کے کیچڑ میں پھنسکر رات تمام بھور کردی۔ صبح کو حیدر علیخاں کے بُرجوں کے چوکیداروں نے خبردار ہوکر توپوں کی شلک سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کے پیچھے سے حیدر علیخاں کے طلایہ دار فوج نے اُن پر پہنچکر تیر و تفنگ سے بازار جدال و قتال گرم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اُسی شب رکن الدولہ نے انگریزوں سے اتفاق کرلیا۔ صاحب نشان حیدری صاف الفاظ میں یہ بیان کرتا ہے کہ وہ (رکن الدولہ) بظاہر حیدر علیخاں کی مدد کے لئے آمادہ تھے لیکن دراصل ان کے لشکر کے تاخت و تاراج کے لئے قابو طلب تھے اس کے اصل الفاظ یہ ہیں :-

"...اگرچہ[1] از یک طرف بہ بہانۂ کومک مستعد شدہ بود اما بنا بر تاخت و تاراج لشکر نواب قابو جو بود....."

حیدر علیخاں نے رکن الدولہ کی نسبت سُن تو لیا تھا کہ اپنے خلاف ہیں اب ان کے طرز عمل اور شب خون کی عدم اطلاع دہی سے ان کو یقین ہو گیا کہ یہ اُن سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ جس کے بعد انھوں نے اپنے رسالدار پائندہ خاں کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوج لیکر آگے بڑھے

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۱۳۶۔

اور رکن الدولہ کی طرف چند توپ سر کرتے تاکہ وہ (رکن الدولہ) اُن (حیدر علیخاں) سے علیحدہ اور دور ہو جائیں۔

انگریزوں کے ساتھ قیام اتحاد کی سلسلہ جنبانی

اُدھر انگریزی سردار اُن دھمکیوں سے بے نیل مرام واپس ہوا اور ادھر رکن الدولہ نے اپنے ڈیرے ڈنڈے اٹھائے اور بندگانعالی کے پاس آئے معلوم یہ ہوتا ہے کہ انھوں نے بندگانعالی کے آگے شکایتوں کا انبار لگا دیا جس کے بعد ممکن نہ تھا کہ اعلیحضرت حیدر علیخاں کا اتحاد ترک کرنے پر راضی نہ ہوتے اور اس وقت کے حالات کے نظر کرتے حیدر علیخاں کے اتحاد کو ترک کرنے کے بہ الفاظ دیگر یہ معنی تھے کہ انگریزوں کے ساتھ متحد ہو جائیں۔ جب نظام علیخاں ہسکوٹہ سے گھاٹ گرنیات پہنچے تو وہاں سے اُن کے وکلاء انگریزی لشکر میں گئے اور رکن الدولہ محمد علیخاں سراج الدولہ (نواب کرناٹک) کے پاس گئے جو اُن دنوں مدراس ہی میں فروکش تھے۔ شاہ تجلی نے اس اتحاد کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس[1] کی تحریک محمد علیخاں نے نصیب یار خاں وقارالدولہ کے ذریعے رکن الدولہ کے پاس کی جس پر انھوں نے بہ تمہید شایستہ اعلیحضرت میں معروضہ کیا جو درجۂ پذیرائی کو پہنچا۔ لیکن ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس صلح کے اسباب پیدا کرنے کے رکن الدولہ ہی باعث ہوئے ہیں چنانچہ وہ کہتا ہے:۔

"..... (نظام علیخاں) حیدر سے علیحدہ ہو کر کڑپہ روانہ ہوئے اور جونہیں کہ وہ وہاں پہنچے ان کے دیوان اور لائق دیوان رکن الدولہ نے

[1] تزک آصفیہ صفحہ ۱۸۴۔

اپنے سالے محمد علی خاں کو یہ معلوم کرنے کے لئے خط لکھا کہ آخر اُس نے نظام کو حیدر کا ساتھ چھوڑنے پر مایل کر ہی لیا اور اس نے بھی لکھا کہ اگر نواب محمد علیخاں اور انگریز خواہش کریں تو ایک ایسے صُلح نامہ کے طے کرنے کے کامل اختیارات کے ساتھ جسکی کہ اُن کو خواہش ہو وہ خود مدراس آئیگا۔"

غالباً اسی غرض کے تحت ۶ ر رمضان المبارک ۱۱۸۱ھ (م ۲۶ ر جنوری ۱۷۶۸ء) کو مسٹر فٹز جیرالڈ حضور بندگانعالی میں باریاب ہوے جن کے متعلق شاہ تجلی کا بیان ہے کہ وہ[1] محمد علیخاں سراج الدولہ کے فرستادہ تھے۔ اُن کی نذر قبول فرما کر درخواست ملاحظہ کی اور ایک مرصع جیغہ مرحمت کر کے رخصت کیا۔ ہم اس امر کو تسلیم نہیں کرسکتے کہ فٹز جیرالڈ کو محمد علیخاں نے بھیجا۔ حالیہ جنگ میں تین فٹز جیرالڈ کام کر رہے تھے جنمیں سے ایک کپتان جیمس فٹز جیرالڈ تھا دوسرا کپتان رابرٹ ویلیئر فٹز جیرالڈ اور تیسرا میجر ٹامس فٹز جیرالڈ۔ اسی میجر ٹامس فٹز جیرالڈ کی انگریزی فوج سے حیدر علیخاں کا مقابلہ ہوا ہے یہ میجر اس فوج کی حمایت پر مامور ہوا تھا جو ٹرناملی سے رسد لارہی تھی اس رسد والی فوج پر حیدر علیخاں نے حملہ کیا جس میں اُس کو اسی فٹز جیرالڈ کے مقابلہ میں تقریباً اواخر ڈسمبر ۱۷۶۷ء (م اواخر شعبان ۱۱۸۱ھ) میں ناکامی ہوی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی کامیابی کے بعد افسران اعلی کی ہدایت پر میجر فٹز جیرالڈ بندگانعالی کے پاس پہنچے۔ ان کے ذریعہ جو کچھ ریشہ دوانی ہوی ہے اس کو تو انگریزی مورخین نے پردۂ خفا میں رکھا ہے اور ظاہر یہ کیا ہے کہ

---

[1] توزک آصفیہ ۱۸۵۔

لفٹننٹ[1] کرنل ہارٹ کے تحت کچھ فوج کھمم بھیجی گئی۔ جو ماہ ڈسمبر میں وہاں پہنچی اور بنگال آرمی کے کرنل جوسف پیچ اس سابقہ فوج کو اپنی فوج کے ساتھ شریک کرکے حسب ایماء کونسل ۲۷ رجنوری ۱۷۶۶ء (م ۷ رمضان ۱۱۸۱ھ) کو ورنگل روانہ ہوئے یہ زمانہ وہی ہے جبکہ میجر فٹز جیرالڈ نظام علیخاں کے پاس بھیجے گئے اور اس فوجی نقل و حرکت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزوں نے اس سفیر کے ذریعۂ بندگانعالی کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ انگریز ادھر سرکار ان شمالی پر قبضہ کرکے کھمم اور وہاں سے ورنگل کی طرف بڑھ چکے ہیں اور اب بہت جلد وہ حیدرآباد پر قبضہ کریں گے اب بھی اگر وہ (نظام علیخاں) انگریزوں کے ساتھ متفق ہو جائیں تو یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی اس پیش قدمی سے باز آجائیں اس تخویف سے اور ساتھ ساتھ رکن الدولہ کی فہمایش سے نظام علیخاں نے بعوض اس کے کہ انگریزوں کے خلاف کسی جارحانہ عمل پر تیار ہوتے اُن سے صلح کرنے کی قرارداد کرلی۔

رکن الدولہ کی روانگی مدراس کو اور وہاں ان کی آؤ بھگت | فٹز جیرالڈ کی باریابی کے دو ہی روز بعد بندگانعالی نے رکن الدولہ کو مدراس روانہ کر دیا۔ جو ۹ رفبروری ۱۷۶۸ء (م ۲۰ رمضان ۱۱۸۱ھ) کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ وہاں پہنچے۔ اس موقع پر راجہ رامچندر اور راجہ بیر بہادر ان کے ہمراہ تھے ان کے وہاں پہنچنے پر جو کچھ ان کی آؤ بھگت ہوئی ہے اس کو ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف نے کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے جو یہ ہے۔

"...... رکن[2] الدولہ اور نظام کے ایک معتمد مرہٹہ سردار راجہ رامچندر بڑے تزک و احتشام سے مدراس گئے جہاں وہ بڑے اعزاز

---

[1] ہسٹری آف دی مدراس آرمی جلد اول صفحہ ۲۵۴۔ [2] ہسٹری آف حیدرشاہ صفحہ ۲۲۸۔

کے ساتھ داخل ہوئے ان کو توپوں کی سلامی دی گئی۔ جن سڑکوں
پر سے وہ گزرے اُن پر انگریزی فوجیں قطار باندھے ہوئے تھیں یا
ان کو ہر روز ایک نیا نظارہ دکھایا جاتا تھا۔ انھیں جہازوں کا
بندرگاہ دکھایا گیا اور ہر وہ شئے ان کے ملاحظہ میں لائی گئی جو
ان کی محتاج توجہ معلوم ہوتی تھی۔ لیکن جس چیز سے ان کو بہت
خوشی اور اطمینان ہوا وہ قیمتی تحائف تھے جو اس موقع پر ان کو
دئے گئے ان تحائف میں نظام کا حصہ بالکل کم تھا اور جو کچھ تحائف
اُن کے لئے پیش بھی کئے گئے وہ بالکل ناقابل لحاظ تھے اس کمی کو
آئندہ کے بڑے بھاری وعدوں کے ساتھ رفع کیا گیا اور برخلاف
اس کے ان شاندار وزیروں نے ایک صلح نامہ پر تکمیلی دستخط کر دئے۔"

تکمیل صلح نامہ اور اس کے شرائط

۱۲۔ فروری ۱۷۶۶ء (م ۲۳۔ رمضان ۱۱۸۱ھ) کو رکن الدولہ نے
صلح نامہ کی تکمیل کر دی اس میں بہ حسب تفصیل ذیل عہد و پیماں ہوئے۔

۱۔ مصطفیٰ نگر (عرف کنڈاپلی) و مرتضیٰ نگر (عرف گنٹور) و راجمندری و
سیکاکول و کوندویر بشرائط مصرحۂ ذیل نظام علیخاں نے انگریزی کمپنی
کو دے دیا۔

۲۔ مرتضیٰ نگر کو چونکہ نظام علیخاں نے اپنے بھائی بسالت جنگ کی جاگیر
میں دے دیا ہے اس لئے وہ اس پر تاحیات یا اس وقت تک

قابض و متصرف رہیں گے جب تک کہ وہ انگریزی کمپنی اور محمد علیخاں والاجاہ کے خلاف نہوں یا حیدر علیخاں سے متفق نہو جائیں۔

۳۔ قلعہ کنڈاپلی (عرف مصطفیٰ نگر) معہ جاگیر انگریزی کمپنی کے قبضہ میں رہیگا اور قلعہ میں انگریزی فوج رہیگی۔

۴۔ سرکار سیکاکول کے زمیندار نارائن دیو نے اچھاپور میں فساد برپا کرکے ادائی مالگزاری سے انکار کر دیا ہے اور کمپنی کی اطاعت سے منحرف ہو گیا ہے اس لئے نظام علیخاں اس امر پر رضامند ہیں کہ اس صلحنامہ کی تکمیل کے بعد احکام و تاکیدات نہ صرف نارائن دیو بلکہ سرکار ات ایلور مصطفیٰ نگر و راجمندری اور سیکاکول کے جملہ زمینداروں کے نام لکھینگے کہ وہ آئندہ سے انگریزی کمپنی کو اپنے پادشاہ کے مثل تصور کریں اور اپنا فوجی محاصل مال و سائر وغیرہ اس کو ادا کرتے ہیں آصف جاہ مذکور اس امر پر رضامند ہیں کہ وہ آئندہ نواب والاجاہ یا انگریزی کمپنی کے ملازمین یا زمیندار وغیرہ کو کوئی فساد برپا کرنے میں مدد نہ دیں گے اور نہ ان کو پناہ دیں گے۔

۵۔ ا حالیہ جنگ میں انگریزی کمپنی اپنی فوج کو سرکار ورنگل میں اپنی فوج بھیجنے پر مجبور ہوی تھی۔ اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد کمپنی اپنی اس فوج کو کھمم کے قلعہ کو واپس کریگی اور جو نہیں نظام اپنی فوج کے ساتھ

دریائے کرشنا پار ہو جائیں کمپنی کی فوج قلعۂ کھم کو ان کے نائب کے سپرد کر کے اپنے علاقہ میں چلی جائیگی۔

ب۔ کمپنی اقرار کرتی ہے کہ یکم جنوری ۱۷۶۸ء مطابق ۱۰ ارشعبان ۱۱۸۱ھ سے چھ سال تک سالانہ دو لاکھ روپے آرکاٹی دو اقساط میں ادا کرتی رہیگی اور سرکار کو ندویر پر قبضہ ملنے کے بعد مزید ایک لاکھ ہر قسط میں اضافہ دیگی۔ اگر ان چھ سالوں میں کمپنی سرکاران مذکور پر امن و امان کے ساتھ قابض و متصرف رہے اور نظام اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہ کریں تو کمپنی یکم جنوری ۱۷۷۴ء سے دو مساوی اقساط میں پانچ لاکھ روپے ادا کریگی اور اگر کو ندویر پر قبضہ ہو جائے تو سالانہ سات لاکھ روپے دیگی لیکن نظام خود یا ان کی تحریک پر مرہٹے یا اور کوئی ان سرکاروں یا کرناٹک پر حملہ کریں تو صلح ہونے تک یا اس وقت تک جب تک کہ سرکاران مذکور کمپنی کو واپس نہ مل جائیں اقساط مذکور کی ادائی معلق رہیگی۔

۶۔ سابقہ طے نامہ میں یہ شرط تھی کہ بشرطیکہ صورت حالات اجازت دیں نظام اور انگریزی کمپنی ایک دوسرے کی مدد کریںگے لیکن اس سے ہر دو فریق معاہدہ کو مشکلات کا سامنا ہوگا اور اس وجہ سے امکان ہے کہ کوئی غلط فہمی واقع ہو جائے اس لئے اب یہ قرار

پایا کہ انگریزی کمپنی اور نظام اور نواب والاجاہ کے مابین ہمیشہ
کیلئے اتحاد قایم رہے ایک کا دشمن باقی دو کا دشمن اور ایک کا
دوست باقی دو کا دوست متصور ہو اگر کوئی مشکلات واقع ہوں
یا متحدین کے ممالک پر کوئی غنیم حملہ آور ہو تو متحدین میں سے
کوئی اس کو (حملہ آور) مدد نہ دے۔ انگریزی کمپنی اور نواب والاجاہ
اپنے اتحاد کے ثبوت میں البتہ اپنی طرف سے سپاہیوں کی دو بٹالین
اور چھ توپیں یوروپین سولجروں کے تحت نظام کی ضرورت پر
فراہم رکھیں گے بشرطیکہ صورت حالات اس فوج کو دکن میں کوچ
کیلئے اجازت دے اور بشرطیکہ نظام ان کے اخراجات ادا کریں۔

۷۔ ا۔ شاہ عالم نے نواب والاجاہ اور ان کے فرزند کلاں معین الملک
عمدۃ الامراء کو نسلاً بعد نسل کرناٹک پایاں گھاٹ کی حکومت سے
سرفراز کیا نظام نے بھی ان کو اپنے تحت سے علحدہ کر کے جملہ مطالبات
کے متعلق اپنی طرف سے فارغ خطی دی۔ جس کے عوض نواب والاجاہ
نے پانچ لاکھ روپئے نظام کو دئے اور نظام نے نواب مذکور اور
ان کے فرزند اور ان کے ورثاء کو اور اس علاقہ کی سند التمغا کو تسلیم کیا۔

ب۔ نظام، انگریزی کمپنی (یعنے صدر نشین وارکان مدراس کونسل)
اور نواب والاجاہ کے سوائے کسی اور شخص سے علاقہ کرناٹک اور

سرکاران شمالی میں خط وکتابت نکرینگے۔ اور نہ کمپنی ونواب والاجاہ نظام اوران کے دیوان اور ضامنین (جن کے دستخط اس صلح نامہ پر ہوی) کے سوائے کسی اور سے علاقہ دکن میں خط وکتابت کریں گے۔

۸۔ نواب آصف جاہ نے اپنے اتحاد کی رُو سے والاجاہ اوران کے فرزند کلاں معین الملک کو حسب ذیل اسناد مرحمت فرمائے۔

ا۔ کرناٹک کی سند التمغا۔

ب۔ ایمن کندلہ (بشمول گمن پورہ) کی سند التمغا۔

ج۔ گمٹ کیسر کی سند التمغا۔

د۔ کولار کے قلعہ داری کی سند التمغا۔

ھ۔ ضلع سُونے وُوپ کی سند التمغا۔

و۔ ایک فارغ خطی جس کی روسے وہ دکن کے اثر سے علیحدہ کردئے گئے۔

۹۔ حیدرنایک (حیدر علیخاں) نے سلطنت میسور غصب کرکے اطراف میں اودھم مچادی ہے اور حالیہ جنگ میں انگریزی کمپنی اور نواب والاجاہ کے علاقہ کو تباہ کردیا ہے اس لئے ہمسایہ ملک کی حفاظت و فائدے کے لئے لازم ہے کہ نایک مذکور کو سزا دیجائے اور اس کی قوت کو توڑ دیا جائے اس غرض کے لئے آصف جاہ اس کو

علی الاعلان باغی اور غاصب قرار دیتے ہیں اور اُن تمام خطابات واسناد سے اس کو محروم گردانتے ہیں جو اب سے پیشتر خواہ انھوں نے یا کسی اور صوبہ دار دکن نے اُس کو دئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حیدر نایک نے آصف جاہ کے ساتھ دغا کی ہے اور اپنا معاہدہ توڑ دیا ہے اور اپنے آپ کو آئندہ مہربانیوں اور عنایات کا نااہل ثابت کیا ہے۔

۱۰۔ا۔ انگریزی کمپنی امن وامان کے ساتھ ساحل کورومنڈل اور ملیبار پر تجارت کر سکتی ہے۔

ب انگریزی کمپنی بمعیت نواب والاجاہ کرناٹک اور دوسرے مقبوضات پر قابض رہ سکتی ہے۔

ج یہ ضروری ہے کہ علاقہ کرناٹک بالا گھاٹ (جو صوبہ داری بیجاپور سے متعلق تھا اور اب حیدر نایک کے تصرف میں ہے) اُن کے تحت تصرف رہے جو عدل وانصاف اور احکام شاہی کی اطاعت کریں آصف جاہ اقرار کرتے ہیں کہ کرناٹک بالا گھاٹ مذکور کی دیوانی پر (جو صوبہ داری بیجاپور سے متعلق تھی) انگریزی کمپنی متصرف رہے اور وہ اس کے متعلق شاہ عالم کے پاس سے فرمان حاصل کرلے لیکن نظام کو بہ حیثیت صوبہ دار دکن جو حقوق کہ اس کے متعلق حاصل

ہیں وہ اس سے مفقود نہوں گے اور کمپنی نے اقرار کیا کہ اس کی
دیوانی پر قبضہ پانے کے بعد سے سات لاکھ روپئے آرکاٹی سالانہ
دو مساوی اقساط میں ادا کریگی بشرطیکہ نظام حیدر نایک کو تدارک
کرنے میں کمپنی اور نواب والاجاہ کی مدد کریں اور اس سے نہ خود کوئی
مراسلت کریں اور نہ اپنا کوئی وکیل اس کے پاس روانہ کریں۔
۱۱۔ انگریزی کمپنی کا یہ مقصود نہیں ہے کہ مرہٹے اپنے چوتھ سے محروم
رہیں جو انگریزی کمپنی کرناٹک بالاگھاٹ پر بحیثیت دیوان قابض ہونے
کے بعد سے برابر ادا کرتی رہیگی۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ شرائط صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ نواب کرناٹک اور انگریزوں کے ہوا خواہ و ملازم ابراہیم بیگ دھونسہ کو سرکار عالی میں کسی معقول خدمت پر مامور کرلیا جائے لیکن اس کو صورت تحریر میں نہیں لایا گیا البتہ بربناء سفارش ان کے تقرر کا وعدہ کرلیا گیا اور اسی بنا پر یہ ۲۵ شوال کو وقار الدولہ کے توسط سے شرف اندوز ملازمت ہوے اور سرپیچ مرصع سے سرفرازی پائی۔

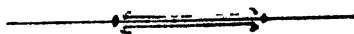
مدراس سے رکن الدولہ کی واپسی اور تحائف کا گورنر مدراس و نظام علیخاں کے مابین تبادلہ

رکن الدولہ ۲ شوال ۱۱۸۲ھ (مطابق ۲۱ فروری ۱۷۶۸ء) کو گورنر مدراس اور محمد علیخاں سراج الدولہ کے تحائف کے ساتھ مسٹر سں اولی اور برسی کو لیکر حاضر خدمت ہوے گورنر کے مرسلہ تحفے یہ تھے۔ (۱) مرصع کار صندوق ایک (۲) عطردان ایک (۳) اعلیٰ جواہر (۴) بانات (۵) مشجر

(۶) طپنچہ ایک (۷) بندوق ایک (۸) آئینہ کلاں بیں معہ تصاویر (۹) قلمدان ایک (۱۰) پوشاک خاصہ (۱۱) ہاتھی ایک زنجیر۔ ان کے علاوہ بیگمات کے لئے بھی تحفے بھیجے گئے تھے بندگانعالی نے انگریزی سفراء میں سے مسٹر اولی کو جیغہ و سرپیچ مرصع اور مسٹر بربسی کو صرف جیغہ مرحمت فرمایا اور گورنر کو حسب تفصیل ذیل تحائف[1] روانہ فرمائے۔

(۱) ایک ہاتھی موسوم بہ گجراج (۲) ایک جیغہ الماس با آویزہ مروارید قیمتی ۳۰۰۰ روپے (۳) ایک سرپیچ کرن بوقت معہ ۳۰ عدد الماس قیمتی ۱۱۷۵۰ (۴) اودیسی بالڑی و آویزہ مروارید قیمتی ؏ (۵) گیارہ پارچہ کی دو خلعتیں۔

گورنر مدراس کے علاوہ مدراس گورنمنٹ کے سات ممبران کونسل میں سے ایک ایک کو ایک ایک سرپیچ اور چار چار پارچہ کی ایک ایک خلعت علحدہ علحدہ مرحمت فرمائی ان کے ساتھ بندگانعالی نے محمد علیخاں سراج الدولہ کو بھی خلعت و جواہر روانہ فرمائے ان خلعتوں اور تحفوں کو لیکر سفراء انگریزی ۷ شوال ۱۱۸۱ھ م ۲۶ فبروری ۱۷۶۸ء کو مدراس روانہ ہوئے۔ ان کی واپسی کے بعد امراء و زمینداروں کو اپنے اپنے مستقر پر رخصت کرکے خود بدولت بھی جانب حیدرآباد کوچ فرماکر ۶ ذیحجہ ۱۱۸۱ھ (م ۲۴ اپریل ۱۷۶۸ء) روز یکشنبہ کو تالاب میر جملہ کے دروازے سے بلدہ حیدرآباد میں داخل ہوئے۔



---

[1] یہ تفصیل ہم کو دفتر دیوانی و مال وغیرہ کی ایک فرد سے معلوم ہوی ہے جس سے استناد کی اجازت جناب ناظم صاحب دفاتر مذکور نے اپنی عنایت سے دی ہے اس فرد میں علاوہ گورنر کے ہر ایک ممبر کونسل کیلئے بھیجے ہوئے تحائف کی تفصیل بھی موجود ہے

راجۂ ناگپور پر مکرر حملہ

راجہ ناگپور پر مکرر حملہ اور اسکی وجہ

بندگانعالی کے بلدہ واپس ہونے کے بعد ان کو مادھوراؤ اور رگھناتھ راؤ کی مہم میں شریک ہونا پڑا۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ رگھناتھ راؤ شمال میں جاٹ کی مہم سے اور مادھوراؤ جنوب میں حیدر علیخاں کی مہم سے فراغت پاکر اپنے اپنے مستقر پر واپس ہوئے تو رگھناراؤ نے یہ ادعا کی کہ اس کو حکومت مہاراشٹر سے نصف پر حکمراں کیا جائے اور بقیہ نصف پر پیشوا مادھوراؤ قابض رہے جب مادھوراؤ نے اس سے انحراف کیا تو رگھناتھ راؤ نے اپنی فوج میں پندرہ ہزار آدمیوں کا اضافہ کیا اور داماجی گیکواڑ اور ہولکر کے دیوان گنگادھر ایشونت کے خدمات حاصل کئے اور جانوجی بھونسلہ نے بھی امداد کا وعدہ کیا لیکن اس کے صورت عمل میں آنے سے پہلے ہی مادھوراؤ نے بھاری فوج سے ۱۰ ارجون ۱۷۶۸ء (م ۲۴۔ محرم ۱۱۸۲ھ) کو دھوداپ کے میدان میں رگھناتھ راؤ پر ایک دم حملہ کردیا جس میں وہ (رگھناتھ راؤ) گرفتار ہوگیا۔ اس کو پونہ کے شنوار محل میں نظر بند کردیا گیا اس قید میں اس کو صرف اپنی بیوی اور متبنیٰ امرت راؤ سے ملنے کی اجازت تھی اور محل سے نکلنے اور دیگر ملاقاتیوں سے بلا اجازت ملنے کی ممانعت اور اس کی نگرانی نانا پھڑنویس کے تفویض کردی گئی اس طرح رگھناتھ راؤ پر قابو پا چکنے کے بعد جانوجی بھونسلہ کو بھی مطیع کرلینا مادھوراؤ کو لازم تھا

رگھناتھ راؤ کی گرفتاری کی اطلاع ملنے پر نظام علیخاں کی طرف سے رکن الدولہ ۹ ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ (م ۲۳ اگست ۱۷۶۸ء) کو مادھوراؤ کے پاس روانہ ہوئے حسب بیان شاہ تجلی اس وقت ان کے ہمراہ معقول فوج تھی[۱] اور انھوں نے جانوجی بھونسلہ کے مقابلہ میں مادھوراؤ کی رفاقت بھی کی چنانچہ کنکیڈ کے بیان کے موافق دونوں کی متفقہ فوجیں[۲] باسم اور کارنجہ کو جانے والی سڑک سے علاقہ برار میں داخل ہوئیں۔ جانوجی بھونسلہ اِدھر سے اودھر اور اودھر سے اِدھر ممالک محروسہ سرکار عالی میں اودھم مچاتا رہا کئی گاؤں جلا دئے۔

صلح نامہ کنکاپور کی تکمیل اور اسمیں ریاست آصفیہ کے مفاد سے قطع نظر

جب جانوجی بھونسلہ نے اس کثیر فوج کے باقاعدہ مقابلہ میں کامیابی کی توقع نہ پائی اور آوارہ گردی سے تھک گیا تو صلح کی خواہش کی جس پر ایک صلح نامہ ۲۳ مارچ ۱۷۶۹ء (م ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۸۲ھ) کو بمقام کنکاپور تکمیل پایا۔ جس میں حسب ذیل امور طے ہوئے۔

۱۔ جانوجی بھونسلہ اس تمام علاقہ سے دست بردار ہوجائے جو اس کو راکس بھون کی جنگ کی وجہ سے ہمدست ہوا تھا۔

۲۔ اس کی فوجی قوت سپاہیوں کی ایک خاص تعداد تک محدود رہے جس میں بلا اجازت پیشوا اس کو اضافہ کا اختیار نہ ہوگا۔

۳۔ وہ نہ نظام علیخاں سے کوئی مراسلت کرے اور نہ مغلیہ شہنشاہ سے اور نہ انگریزوں سے اور نہ نواب اودھ سے۔

---

[۱] توزک آصفیہ صفحہ ۱۸۸ و ۱۹۳۔

[۲] ہسٹری آف دی مرہٹا پیپل جلد دوم صفحہ ۹۴۔

۴۔ بطور رہرجانہ پانچ لاکھ روپیہ پیشوا کو پانچ قسطوں میں ادا کرے۔

اس صلح نامہ میں ایسے شرائط طے پائے جو صرف مادھوراؤ کے حق میں مفید تھے اس موقع پر رکن الدولہ گویا مادھوراؤ ہی کے نمائندہ تھے کہ انھوں نے اپنے مفید یا اپنی ریاست کے متعلق کوئی شرط نہ اس صلح کے وقت پیش کی اور نہ اس سے قبل تجدید اتحاد کے وقت مادھوراؤ سے کوئی معاہدہ کیا۔ اس صلح نامہ کی تکمیل کے وقت ان کو کم ازکم اپنی ریاست کی اس پالیسی کا خیال رکھنا چاہیئے تھا جو مرہٹوں کے معاملات میں ابتک تھی یعنی یہ وہ ہمیشہ ایک فریق کے مقابلہ میں دوسرے کی مدد کرنے میں اپنے فائدہ کو ملحوظ رکھتی تھی بہرحال رکن الدولہ کو نظام علیخاں اور ان کی ریاست سے جو کچھ دلچسپی اور ہمدردی تھی اس صلح نامہ اور اس کے شرائط سے بخوبی ظاہر ہے۔

رکن الدولہ جب مادھوراؤ کی طرف روانہ ہونے لگے تو راجہ رتن چند کالکا داس کو پیشکاری کی خدمت تفویض کرکے اپنا نائب بنایا۔ سپاہیوں کی ایک سال کی تنخواہ چڑھ گئی تھی اس لئے تمام سپاہی جلو خانہ خاص میں ہنگامہ آرا ہوئے اور جب راجہ رتن چند ان کی تشفی کی خاطر آنے لگے تو برسر بازار ان کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے اور چاہتے تھے کہ ان کو پالکی ہی میں ختم کردیں لیکن اعتقاد الدولہ نے ایسے موقع میں ان کی حمایت کی معاملہ رفع دفع ہوگیا اس واقعہ سے متاثر ہوکر راجہ رتن چند نے چند جمعداروں کو اپنے موافق کرکے حضور میں فرد مطالبہ تنخواہ کے ساتھ اپنا یہ معروضہ پیش کیا کہ۔

"[1] اگر رکن الدولہ کی علیحدگی اور ان کی جگہ خدمت دیوانی پر میرا تقرر منظور

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۹۳۔

فرمایا جائے تو میں سپاہیوں کی پوری تنخواہ ادا کر کے دس لاکھ روپے
بطور نذرانہ داخل خزانہ کرتا ہوں۔"

اس معروضہ پر بندگانعالی نے فرمایا کہ "اس کی تصدیق میں اُن اصحاب کی مہریں بھی اس پر ثبت ہوں جو اس امر میں تمہارے ساتھ متفق ہیں"، جس پر انھوں نے اپنے تمام متحد الخیال لوگوں کے دستخط و مہر لیکر فرد کو ملاحظہ میں پیش کی بندگانعالی نے ابھی کوئی احکام نہیں دئے تھے کہ رکن الدولہ کی واپسی کی اطلاع ملی۔ جس کے ساتھ ہی ۱۸ ربیع الاول ۱۱۸۳ھ (م ۲۲ جولائی ۱۷۶۹ء) کو فتح دروازے سے بیرون شہر تشریف لیجا کر خود بدولت نے ان کا استقبال کیا اور خواصی بٹھلا کر ان کو دولت خانہ خاص میں لے آئے اور رتن چند کے افراد مطالبات ان کو دئے اور فرمایا کہ "یہ تمہارے اعتمادی آدمی کا وثیقہ ہے" رتن چند اور اُن کے بیٹے کانچند کو قلعہ محمد نگر میں محبوس کر دیا۔ رکن الدولہ کے طرز عمل کے مقابلے میں نظام علیخاں کے اس حسن سلوک و حسن ظن سے یہ پایا جاتا ہے کہ انھوں (رکن الدولہ) نے اپنی لسانی حکمت عملی اور نمایش ظاہری سے بندگانعالی کو اپنی طرف سے بھلاوے میں ڈال دیا تھا۔ ورنہ وہ اعمال جو اب تک انھوں نے خود ریاست کے اور ریاست کے دُعاگویوں کے حق میں کئے اس قابل نہ تھے کہ فروگزاشت کر دئے جاتے۔

---

[1] صاحب توزک آصفیہ کا بیان ہے کہ جب رکن الدولہ مادھوراؤ کی طرف جانے لگے تو انھوں نے اکثر اُن آل تمغا و انعامی مواضعات کو جو عہد آصف جاہ اول بلکہ عالمگیر اور قطب شاہیہ سلاطین کے زمانے سے سادات و غربا و بیوگان پر بحال تھے منضبط کر کے جدید منصبداروں پر بحال کیا۔ جس سے عوام میں بے چینی پیدا ہوگئی لیکن مدار المہام کے خوف و اثر سے ان ستم رسیدگان کی کوئی داد و فریاد کسی نے نہ سُنی (توزک آصفیہ ۱۹۱)۔

اواخر جمادی الاول ۱۱۸۳ھ (م اواخر سپٹمبر ۱۷۶۹ء) میں بندگانعالی گرگنٹہ روانہ ہوئے کہ وہاں کا زمیندار سرکش ہوکر ادائے مال واجبی میں تھاون کرتا تھا۔ ضابط جنگ ابراہیم بیگ خاں دھونسہ نے بڑی خوبی سے صرف چندہی روز میں اس مہم کو سر کرلیا۔ اس سے فارغ ہوکر گلبرگہ روانہ ہوے اور روضۂ مبارک پر فاتحہ پڑھا اور سجّادے صاحب سے ملاقات کرکے کلیانی کی طرف روانہ ہوے۔ یہ چندرسین کے بیٹے راجہ رامچندر کے زیر تصرف تھا جو کئی سال قبل صلابت جنگ کے عہد کی اخیر جنگ میں (جو مرہٹوں کے ساتھ ہوی تھی) ان کے سب سے چھوٹے بھائی میر مغل علیخاں ناصر الملک کو درغلا کر پیشوا بالاجی راؤ کے پاس لیکر چلا گیا تھا۔ جس سے صلابت جنگ کا یا بہ الفاظ صحیح نظام علیخاں کا پلہ کمزور ہوگیا تھا۔ اگرچہ اس جنگ سے واپس ہوتے وقت نظام علیخاں نے اس کے علاقہ کے موضع پچھلہ پر حملہ کیا تھا لیکن اس کے لئے یہ کافی نہیں تھا اور اس کے بعد سے اب تک اس نے تلافی مافات کی کوشش بھی نہیں کی اور نہ وہ بندگانعالی سے معافی کا خواستگار ہوا۔ اعلٰحضرت کو گرگنٹہ سے واپسی کے وقت یہ موقع ملا کہ اس کو معقول سزا دیں۔ چنانچہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۸۳ھ (م ۱۵ مارچ ۱۷۷۰ء) کو اُسے گرفتار کرلیا گیا اور جب یہاں سے حیدرآباد واپس پہنچے تو اس کو قلعہ محمد نگر میں محبوس کردیا گیا اس کا توپخانہ اور ہاتھی اور دیگر اسباب وغیرہ ضبط کرلیا گیا۔ بیٹے کی گرفتاری کے بعد اُس کی ماں نے قلعہ کلیانی کے دروازے کو بند کرلیا اور چاہتی تھی کہ مقابلہ کرے قلعہ کا چند روز محاصرہ رہا آخر از ذی الحجہ ۱۱۸۳ھ (م اپریل ۱۷۷۰ء) کو رامچندر کی والدہ نے قلعہ اولیائے دولت کے سپرد کیا اور بندگانعالی نے از راہِ نوازش مواضع بھالکی اور بھاتمرہ اُس پر بحال کرکے قلعۂ کلیانی پر

رکن الدولہ کے بھائی ارسلان جنگ کو قلعدار بنا دیا اور ہمناباد اور پچپلہ جو رامچند کی جاگیر میں تھے ضبط کر لئے۔ خود بدولت اس انتظام سے فارغ ہو کر نرمل کی طرف متوجہ ہوئے کہ وہاں کے زمیندار گنگا راؤ کو تنبیہ کریں وہ قلعہ میں محفوظ ہو گیا دس بارہ روز جنگ رہی آخر بندگانعالی نے اس کو دوسرے علاقہ کی سرفرازی کی۔ جس پر اس نے قلعۂ نرمل کو خالی کر دیا۔ بندگانعالی نے ابراہیم بیگ ضابط جنگ کو ظفر الدولہ کے خطاب سے سرفراز کر کے قلعۂ مذکور مع قصبہ جات متعلقہ اُن کے سپرد کر دیا۔ جس کی مسرت میں ضابط جنگ نے بندگانعالی کی ضیافت کی اور ایک کشتی جواہر اور تین کشتی ملبوس خاص نذر کئے۔

بلدہ حیدرآباد کا پایۂ تخت قرار دیا جانا ۱۲ صفر ۱۱۸۴ھ م (۷ جون ۱۷۷۰ء) کو اعلیٰحضرت نرمل سے برخاست ہو کر ۷ ماہ مذکور کو حیدرآباد واپس تشریف لائے اور اس کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا۔ دولت خانہ میں مختلف عمارتیں جیسے خواص پورہ خس خانہ وغیرہ تعمیر کرائیں۔ امراء و اعزا نے بھی اپنے اپنے لئے بڑی بڑی حویلیاں اور عمدہ عمدہ باغ بنوائے صاحب تاریخ ظفرہ نے ان میں سے اکثر عمارتوں اور باغوں کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے خصوصاً ٹکسال کی آبادی کا ذکر اس نے کسی قدر تفصیل سے کیا ہے وہ کہتا ہے کہ چار کمان کا میدان سلاطین قطب شاہیہ کا جلو خانہ تھا تقریباً پچھتّر سال سے یہاں کوئی پادشاہ فروکش نہیں ہوا تھا۔ یہاں کی شاہی عمارتیں کچھ تو جل گئی تھیں اور کچھ منہدم ہو گئی تھیں اسی کس مپرسی میں ان منہدمہ مکانات میں غریب غربا اور کچھ اہل حرفہ رہتے بستے تھے ایک دفعہ رکن الدولہ اور بعض مشیروں نے چوک کی ترتیب و درستی کے ذکر پر حضور میں عرض کی کہ صرافہ (ٹکسال) ہمیشہ لشکر کے ہمراہ

شہر کے باہر اترا کرتا ہے اور ہر سال رہائش کے لئے چھپروں کے بنانے میں زیر بار ہوتا رہتا ہے اگر اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) وغیرہ شہروں کی طرح یہاں بھی صرافہ شہر ہی میں آباد ہو جائے تو مناسب ہوگا کہ شہر کی خوشنمائی کے علاوہ ساہوکاروں کی خسارت و ہرج کا دفعیہ بھی ہوگا۔ چنانچہ چارکمان کی درمیانی جائے اس غرض کے لئے تجویز ہوئی۔ اور ماہ شعبان ۱۱۸۴ھ (نومبر ۱۷۷۰ء) میں ساکنین صرافہ نے چارمحل اور دادمحل کے درمیانی وسیع میدان میں اقامت اختیار کی اور انندی رام و کومانجی نایک و ہرلعل کانجی وغیرہ ساہوکاروں نے اپنے اپنے مکانات کی بناڈالی۔ صاحب تاریخ ظفرہ نے اس صرافہ کی آبادی پر ایک قطعہ تاریخ لکھا ہے جس کا مادہ یہ ہے ع۔ مقام سیم و زر دریں مکاں شد۔[1]

نماز استسقاء اور شدت باراں سے طغیانی | ۱۱۸۵ھ کے موسم باراں میں بارش مطلق نہیں ہوئی بندگانعالی تمام بندگان خدا کی پریشانی پر نظر کرکے یکم جمادی الاول ۱۱۸۵ھ (۱۲ اگست ۱۷۷۱ء) کو فتح دروازے سے پا پیادہ ایک انبوہ عام کے ساتھ عیدگاہ جدید پہنچے اور نماز استسقاء مفتی عبدالقوی خاں کی امامت سے ادا کرکے باران رحمت کے لئے دعا فرمائی دوسرے روز بھی اسی طرح عیدگاہ میں نماز ادا کی لیکن اس روز امامت سید غلام سرور خطیب مکہ مسجد نے کی آخر سترھویں ماہ مذکور کو بڑی زور کی بارش ہوئی جس سے رود موسیٰ میں طغیانی ہوگئی جنوبی شہر پناہ کا ایک حصہ بیخ و بنیاد سے اکھڑ گیا اور پل (قدیم) کے بازو کی دیوار بھی بہ گئی صاحب تاریخ ظفرہ کا بیان ہے کہ بارش کی وجہ سے نرکھوڑہ اور پرگنہ حویلی محمد نگر کے پندرہ

---

[1] تاریخ ظفرہ صفحہ ۱۶۴۔

تالاب ایک ساتھ ٹوٹے اور پانی دریا میں بڑھ بڑھ کر شہر کے اندر داخل ہو گیا اور پل کے اندر کی آبادی اور محلہ جات چار محل، رکاب گنج، بادشاہی عاشورخانہ، چنپا دروازہ، دہلی دروازہ، مڑکی بازار، باغ شہسوار جنگ، بشیر پورہ، بہادر پورہ وغیرہ کو بہالیگئی۔ تقریباً بیس ہزار گھر اور دو ہزار آدمی نذر آب ہوے اور دریا کے کنارے جو دیہات آباد تھے ان کی تباہی علحدہ رہی

اس دریا کی ایسی ہی طغیانی ۱۳۲۶ھ (م ۱۹۰۸ء) میں ہمارے دیکھنے میں بھی آئی ہے جو ایک قیامت صغریٰ تھی۔ مسلسل آٹھ روز کی بارش کے بعد غرہ رمضان ۱۳۲۶ھ کی (م ۲۷ ڈسمبر ۱۹۰۸ء) آخر شب میں شہر پناہ پرانے پل کے پاس سے ٹوٹ گئی اور پانی اندرون شہر داخل ہو گیا جس سے اس دریا کے جنوبی کنارے کے اُن تمام محلوں کا ستھراؤ ہو گیا۔ جن کا ذکر صاحب ظفرہ نے کیا ہے اور ان کے علاوہ موسیٰ صاحب قادری کی درگاہ، کوکا کی ٹٹی، پٹیلہ برج، گلاب سنگھ کی باؤلی، گھانسی بازار، پتھر گٹی، دیوان کی ڈیوڑھی، چھتہ، سالار جنگ کی بارہ دری، دارالشفا، پھول باغ، چادر گھاٹ میں پانی کہیں قد آدم اور کہیں دو دو قد آدم سے بھی زیادہ تھا۔ پرانے پل، مسلم جنگ کے پل، افضل گنج کے پل اور چادر گھاٹ کے پل پر سے پانی بھالا بھالا گزر رہا تھا اور تقریباً سب پل بُری طرح شکستہ ہو گئے تھے۔ پُرانا پل البتہ زیادہ خراب نہیں ہوا تھا صرف اس کی بازو کی دیوار اور اس کے لداو پر کی مورم بہ گئی اور کمانیں رہ گئی تھیں۔ شمالی محلہ جات میں ان محلوں کے سوائے جو دریا کے بالکل کنارے واقع تھے۔ مسعد پورہ، کاغذی گوڑہ، دھول پیٹھ، چوڑی بازار، بیگم بازار، محبوب گنج، گولی گوڑہ، پتلیوں کی باؤلی تک پانی پہنچ گیا تھا۔ افضل گنج اور جان اللہ شاہ کا تکیہ، اکبر جاہ بازار تو برابر پانی میں تھے،

ہزاروں مرد، عورت، بچے ڈوب مرے اور ہزاروں ہی آدمی بہ گئے ہزار ہا مکان بہ گئے اور ہزار ہا گھر بیٹھ گئے۔ بہت سارے لوگ افضل گنج کی مسجد وکٹوریہ زنانہ ہاسپٹل اور مختلف درختوں پر پناہ لیکر بچ گئے یہ طغیانی بمشکل ایک روز رہی جب دوسرے روز پانی کم ہوا۔ جا بجا مکانوں کے ڈھیر نظر آتے تھے اکثر مکانوں کے ڈھیروں میں آدمی دب کر مر گئے تھے۔ ایک مکان کا اثاثہ بہ بہا کر دوسری جگہ پہنچ گیا تھا اس طرح سینکڑوں آدمی اپنے مال و دولت سے محروم ہوگئے اس طغیانی کے بعد ایک عرصہ تک لوگوں کے دلوں میں اس کی دہشت ایسی بیٹھی کہ ندی آئی ہی ہلکی سی ہنکار پر لوگ اُٹھ بھاگتے تھے۔ یہ غفراں مکان نواب میر محبوب علیخاں کے عہد کا واقعہ ہے اعلیٰحضرت مرحوم نے طغیانی زدہ اصحاب کے لئے فوری طور پر امداد کے انتظامات و احکام صادر فرمائے اور ایک کمیٹی فلڈ ریلیف کمیٹی کے نام سے قایم کی منجانب سرکار ایک عرصہ تک ان کے خورد و نوش کا انتظام مختلف مرکزی مقامات پر ہوتا رہا اُن مصیبت زدہ لوگوں کے لئے رقمیں عطا کی گئیں جن کے مکانات نذر طغیانی ہوئے تھے اور جو اتنے مالدار نہیں تھے کہ پھر ان کی تعمیر بذات خود کر سکتے۔ بہر حال اس فلڈ ریلیف کمیٹی نے بڑی مستعدی اور ہمدردی سے مصیبت زدوں کی امداد کی ان وقتیہ انتظامات کے بعد ہی ایک کمیٹی انسداد طغیانی کی غرض سے قایم ہوی۔ جس نے اسباب طغیانی پر غور کر کے رُود ہائے موسیٰ اور ساکل میں سے ہر ایک پر ایک بند تیار کر کے خزانہ آب تعمیر کرنے کی تجویز قرار دی۔ اس تجویز کو صورت عمل میں لاکر تکمیل کو پہنچانے کا سہرا ہمارے اعلیٰحضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ ملکہٗ و دولتہٗ کے فرق مبارک پر رہا۔ خود بدولت نے بعد تکمیل کا ران دونوں خزانہ ہائے

آپ میں سے ایک کو اپنے نام نامی پر "عثمان ساگر" اور دوسرے کو اپنے بڑے صاحبزادے ولیعہد والاشان اعظم جاہ نواب میر حمایت علیخاں بہادر طال اللہ عمرہٗ کے اسم گرامی پر "حمایت ساگر" سے موسوم کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشہ — اس زمانہ میں پرندوں اور چارپایہ جانوروں کو لڑانے کا دستور تھا نظام علیخاں کے بڑے بھائی ناصر جنگ شہید کو کھلگے لڑانے کا بہت شوق تھا وہ بڑے شوق سے ان کو پالتے تھے اسی بنا پر عظیم الجثہ آدمی کے لئے ناصر جنگ کا ہیلا، کا محاورہ زباں زد ہوا ہے اس میں شک نہیں کہ جانوروں کے لڑانے کے تماشے میں آدمی کے جذبات جنگ مشتعل ہوتے ہیں اور ایسا آدمی جو اس میں دلچسپی رکھتا ہے ہر وقت جنگ و جدل پر مستعد و آمادہ رہتا ہے لیکن بے زبان جانوروں کو آپس میں لڑاکر تماشہ دیکھنا بے رحمی ضرور ہے اسی بے رحمی پر نظر رکھ کر ہمارے اعلیٰحضرت قدر قدرت نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہٗ و دولتہٗ نے ذریعۂ فرمان مبارک اس کی ممانعت فرمائی ہے جس کے بعد سے اس کا رواج قطعاً موقوف ہوگیا۔ جانوروں کی لڑائیوں میں ہاتھیوں کی لڑائی بھی قابل دید ہوتی ہے اس تماشہ کو نظام علیخاں نے کئی بار ملاحظہ کیا ہے چنانچہ ایک دفعہ لشکر ہی میں دیکھا۔ دوسری دفعہ بنی باغ (واقع گوشہ محل) میں تیسری مرتبہ میر جملہ کے تالاب میں ۱۲۰۸ھ میں مکرر بنی باغ کے میدان میں ہاتھیوں کی جنگ قرار پائی گوشہ محل کے اطراف پہرہ چوکی بٹھا دی گئی۔ خود بدولت معہ محلات حیدر محل (جو گوشہ محل کے باغ میں واقع تھا) میں رونق افروز ہوئے صاحبزادہ عالیجاہ، رکن الدولہ، اور دیگر امراء بھی حاضر تھے اور اطراف دور دور تک تماشبین جمع تھے

ہاتھیوں کے لڑانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک میدان میں مٹی کی ایک دیوار بیس گز طویل اور دو گز بلند کھینچتے ہیں اور اس کے دونوں طرف سے دونوں لڑنے والے ہاتھیوں کو اس طرح ملا دیتے ہیں کہ دیوار حدِ فاصل رہے اس کے ساتھ ہی ہر ایک ہاتھی سُونڈ میں سُونڈ ملا کر زور کرنے لگتا ہے جب ایک کا زور غالب آجاتا ہے تو دوسرے کے پاؤں زمین سے اکھڑ جاتے ہیں اور جب اس پر مجبوری کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں تو چرخیوں اور نیزوں سے ان ہاتھیوں کو علیحدہ کر دیتے ہیں اس جنگ کے موقع پر بندگانعالی نے تین چار جوڑ ہاتھیوں کی لڑائی کا ملاحظہ فرمایا جن میں سرکاری ہاتھی بھی تھے اور رکن الدولہ اور محی الدین صاحب اور راجہ جگدیو کے بھی تھے۔ تماشہ ختم ہونے پر بندگانعالی ہاتھیوں کو لڑانے والے فیلبانوں کو انعام واکرام دیکر شام شام کو دولت خانہ واپس آئے۔

رکن الدولہ کی روانگی پونہ کو غرۂ ذیقعدہ ۱۱۸۵ھ (م ۵ر فبروری ۱۷۷۲ء) کو رکن الدولہ خفیہ طور پر بعض امور کے طے کرنے کے لئے جن کا اظہار نہ صاحب توزک آصفیہ نے کیا ہے اور نہ کسی اور مورخ نے[1] پونہ روانہ ہوئے۔ اس زمانہ میں پیشوا مادھوراؤ کے سخت علیل ہونے سے رگھناتھ راؤ کا جو اس زمانہ میں نظربند تھا قایم مقامی کا خیال ترقی کر گیا۔ اور اس نے حیدر علیخاں اور نظام علیخاں سے ریشہ دوانی شروع کر دی چونکہ یہ وہی زمانہ تھا جبکہ رکن الدولہ یہاں سے روانہ ہوئے تھے اس لئے یہ قیاس ہوتا ہے کہ اس وقت اُن کا جانا اسی مسئلہ میں حصہ لینے کی غرض سے تھا۔ بہرحال وہ دو مہینے انیس روز کے بعد واپس آئے۔

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس مصنفہ گرانٹ ڈف جلد دوم صفحہ اول۔

بندگا نعالی سے پرانے پل کے باہر تک جاکر ان کا استقبال کیا اور ان کو اپنی خواصی میں بٹھا کر لے آئے۔

ماد هوراؤ کے بعد نارائن راؤ کا پیشوا بننا اور رگھناتھ راؤ کی سازش سے مارا جانا

مادھوراؤ پیشوا نے اپنے مرض الموت میں اپنے بھائی نارائن راؤ کو اپنا قایم مقام کیا اور چونکہ وہ ابھی کم سن تھا اس لئے اپنے چچا رگھناتھ راؤ کو قید سے رہا کر کے اپنے بھائی کا ولی بنایا۔ نارائن راؤ نے پیشوا رگھناتھ راؤ کی ولایت تسلیم نہ کی اور اس کو قید کر دیا۔ جس سے وہ اس کا سخت مخالف ہو گیا۔ لیکن قید کی وجہ سے اس کا بس نہیں چلتا تھا یہاں تک کہ جانوجی بھونسلہ کے انتقال پر اس کا متبنیٰ رگھوجی بھونسلہ (جو جانوجی کے بھائی مدھوجی بھونسلہ کا صلبی فرزند تھا) قایم مقام ہوا اور اس کی نابالغی کی وجہ سے اس کی ولایت کے دعویدار جانوجی کے دونوں بھائی (ساباجی اور مدھوجی) ہوئے۔ نارائن راؤ پیشوا رگھوجی کی ولایت کے مسئلہ میں ساباجی کا طرفدار ہو گیا تو مدھوجی نے رگھناتھ راؤ کی تائید حاصل کرنے کی کوشش شروع کی اور اپنے وکلاء کو رگھناتھ راؤ کے پاس بھیجا۔ لیکن وہ قید میں تھا اس لئے ان وکلاء نے اس کی زوجہ انندی بائی سے اس کو قید سے نکالکر پیشوا بنانے کی لئے سازش کرلی۔ اور گارڈیوں کی فوج کے سرداروں (سومر سنگھ، کھڑک سنگھ اور محمد یوسف) کو فراہم کرلیا۔ کہا جاتا ہے کہ گارڈیوں کے سردار سومر سنگھ کو رگھناتھ راؤ نے ایک خط لکھا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ نارائن راؤ کو گرفتار کرلے تو رگھناتھ راؤ ان کی فوج میں نو لاکھ روپیے

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹا پیپل حصہ سوم صفحہ ۱۰۴۔

تقسیم کردیگا۔ اس خط[1] میں رگھناتھ راؤ کی بیوی نے موقع پاکر "گرفتار کرلے" کے عوض "مار ڈالے" بنادیا۔ جس پر گارڈیوں کا کمنداں اپنے دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ ۱۳ شعبان ۱۱۸۶ھ (م ۳۰۔ اکٹوبر ۱۷۷۳ء) کو شنوار محل پہنچا اور وہاں کی متعینہ فوج کے ساتھ متفق ہوکر محل کے اندر گھس گیا۔ جس کے ایک حصہ میں پیشوا رہتا تھا اور دوسرے میں رگھناتھ راؤ نظربند تھا۔ جب یہ فوج نارائن راؤ کے پاس پہنچی تو وہ بچ کر رگھناتھ راؤ کے پاس پہنچ گیا گارڈیوں نے اس کو وہاں بھی نہ چھوڑا رگھناتھ راؤ کے پاس سے کھینچ کر اس کو قتل کرڈالا اور رگھناتھ راؤ کو پیشوا بنادیا۔

رگھناتھ راؤ پیشوا کا ممالک محروسہ پر حملہ

نظام علیخاں چونکہ مادھوراو کے انتقال کے بعد نارائن راؤ پیشوا کے ساتھ متحد ہوگئے تھے اس لئے وہ بھونسلہ ریاست کے معاملہ میں اسی فریق کے طرفدار ہوگئے۔ جس کی نارائن راؤ جنبہ داری کر رہے تھے رگھناتھ راؤ مدھوجی کا طرفدار تھا اس لئے پیشوا ہوتے ہی وہ سب سے پہلے ساباجی اور نظام علیخاں سے مقابلہ کرنے کا تہیہ کرکے اواسط ماہ نومبر ۱۷۷۳ء (م رمضان ۱۱۸۶ھ) میں ممالک محروسہ میں داخل ہوگیا نارائن راؤ کے قتل کی اطلاع جب نظام علیخاں کو ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ تیار ہوکر حیدرآباد سے نکلے اور ۲۴۔ شعبان ۱۱۸۶ھ (م ۱۰۔ نومبر ۱۷۷۳ء) کو موکھیڑ[2] پہنچے۔ اوائل ماہ رمضان ۱۱۸۶ھ

---

[1] نارائن راؤ کے قتل سے رگھناتھ راؤ کو بری الذمہ کرنے کی نسبت جو توجیہ کہ خط میں جعل کرنے کی پیش کی گئی ہے وہ قابل تسلیم نہیں معلوم ہوتی اس واسطے کہ جب یہ مسلم ہے کہ وہ خط رگھناتھ راؤ ہی کا ہے تو اس کی یہ تحریک کہ نارائن راؤ کو گرفتار کرلیا جائے کب راستی پر مبنی ہے اور جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی کی زوجہ نے یہ جعل کیا ہے تو اس کا باقی مبانی رگھناتھ ہی کو قرار دینے میں تامل نہیں ہوسکتا۔

[2] صاحب مآثر آصفی نے اس موضع کا نام موکلہ لکھا ہے۔

میں رگھناتھ راؤ کی افواج سے مقابلے شروع ہوے صاحب مآثر آصفی نے صفوف جنگ کی جو ترتیب بتائی ہے نقشہ کے ملاحظہ سے واضح ہوگی

نقشہ صف ہائے جنگ بیدر ۱۱۷۶ھ   بحوالہ مآثر آصفی

ہراول

ثابت جنگ برادر ابراہیم بیگ خان دھونسہ

مابین میسرہ	التمش	مابین میمنہ
گوپال سنگھ قندھار والا	صمصام الملک	مہا راؤ

جرنغار	قول	برنغار
شرف الدولہ برادر رکن الدولہ	نظام علیخاں	رکن الدولہ
بالاجی کیشو		نرپت سنگھ

چنداول

حشمت جنگ برادر زادہ رکن الدولہ

اس نقشے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب میں بندگانعالی بذات خود موجود تھے لیکن صاحب توزک آصفیہ بیان کرتا ہے کہ صرف ایک روز اعلیحضرت حوضۂ آہنی میں سوار ہوکر شریک جنگ ہوے اور توپ خانہ اور بان اندازی پر ثابت جنگ (برادر ابراہیم بیگ دھونسہ) کی کمان تھی۔ جن کی کمک پر امیر بیگ خاں اور فستیح خاں مامور تھے۔ اور صاحب مآثر آصفی کے بیان کے موجب ثابت جنگ کی مدد پر جانب راست مہا راؤ اور اوڑنبھالنبالکر تھے اور جانب چپ گوپال سنگھ قندھار والا اور جب اس نے تفصیل سے جنگ کا نقشہ بتایا ہے تو ہم اس کے قول کی تردید کی کوئی وجہ نہیں پاتے یہ ممکن ہے کہ امیر بیگ خاں اور

فتح خاں راؤ رنبھا اور گوپال سنگھ کے ماتحتین سے ہوں جن کو صاحب توزک آصفیہ نے اپنی شناسائی کی بناء پر قابل ذکر تصوّر کیا۔

صاحب مآثر آصفی کہتا ہے کہ بندگانعالی اپنی فوج کے ساتھ ۳ رمضان ۱۱۸۷ھ (م ۱۸ نومبر ۱۷۷۳ء) کو سواد قلعہ بیدر میں قیام پذیر ہوئے اس وقت ان کی سوار و پیادہ فوج تخمیناً پچیس ہزار تھی اور پیشوا کی فوج دو چند سے بھی زیادہ۔ ۴ رمضان کو خفیف سا مقابلہ ہوا جس میں طرفین کے چند آدمی کام آئے۔

شاہ تجلی کا خواب اور اس کی تعبیر

اس جنگ کے دوران میں شاہ تجلی اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک فوج دیکھی جو دیکھتے کے دیکھتے ایک بڑے نقارخانے کے پاس پہنچ گئی اور اس کو منہدم کرکے زمین کے برابر کردیا۔ شاہ صاحب نے اس کے متعلق ایک شخص سے پوچھا کہ یہ فوج کس کی ہے اور یہ نقارخانہ کس کا؟ اُس نے کہا کہ یہ حضرت علیؑ ابن ابی طالب کی فوج ہے نظام علیخاں کی مدد کو آئی ہے اور یہ نقارخانہ راگھو (رگھناتھ راؤ) کا ہے اس خواب کی تعبیر یہ دی گئی کہ رگھناتھ راؤ پر اب فتح حاصل ہوجائیگی شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اس خواب کے دیکھنے کے بعد کچھ ہی عرصہ میں رگھناتھ راؤ نے ایسی ہزیمت پائی کہ اس کے پڑاؤ میں پھر کبھی نوبت نوازی نہ ہوی اور چار و ناچار ۲۲ رمضان ۱۱۸۷ھ (م ۷ دسمبر ۱۷۷۳ء) کو ڈھونڈو رام کی شرکت سے درخواست صلح و اطاعت پیش کرکے رکن الدولہ سے ملنے کی خواہش کی۔ ۲۳ رمضان کو بندگانعالی نے

لہ توزک آصفیہ صفحہ ۲۲۲۔

رکن الدولہ، وقارالدولہ، ڈھونڈو رام اور کشن راؤ کو اس کی ملاقات کے لئے روانہ فرمایا جن کا استقبال رگھناتھ راؤ کے متبنٰی (امرت راؤ) نے کیا اور سوال جواب کے بعد ایک زنجیر فیل اور دو راس گھوڑے اور سرپیچ مرصع اور دو کشتی ملبوسات رگھناتھ راؤ کو روانہ کئے اور دوسرے روز خود بدولت اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے رگھناتھ راؤ اور نظام علیخاں کی ملاقات دونوں لشکروں کے درمیاں ہوئی جہاں سے دونوں مل کر رگھناتھ راؤ کے ڈیرے میں گئے ضیافت کے بعد اس نے سرپیچ مرصع جیغہ کنٹھی مالا باسلک مروارید اعلیٰ اور تین کشتی ملبوسات نذر کئے اور ایک پہر کے بعد بندگانعالی وہاں سے واپس تشریف لائے ان واقعات کے خلاف کنکیڈ کہتا ہے کہ اس جنگ میں نظام علیخاں کو شکست ہوی اور وہ قلعہ بیدر میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور ہوئے جس کا محاصرہ کرلیا گیا اس کے بعد بندگانعالی نے صلح کی خواہش کی اور بیس لاکھ محاصل سالانہ کا علاقہ رگھناتھ راؤ کو پیش کیا جس نے اس کے لینے سے انکار کردیا یہی مورخ چینیس بکھر (اخبارات مرہٹہ) کے صفحہ (۸۰) کے حوالے سے لکھتا ہے کہ:۔

"نظام علیخاں نے مہلت جنگ لی اور ایک ایسا عمل اختیار کیا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے فریق مقابل کے خصائل کا کتنا صحیح مطالعہ کیا تھا۔ اپنے علاقہ کے دیگر عہدہ داروں کو مطلع کئے بغیر نظام علیخاں صرف دوسو سپاہیوں اور دیوان رکن الدولہ کے ساتھ

لہ ہسٹری آف دی مرہٹہ پیپل حصہ سوم صفحہ ۱۰۷۔

مرہٹہ پڑاؤ میں رگھناتھ راؤ کے ڈیرے تک پہنچ گئے جس نے بہت
اخلاق سے آگے بڑھ کر ان کو لیا اور اپنے ڈیرے میں لے گیا۔
وہاں نظام نے اپنے گلے کا زیور، تلوار اور سپر نکال کر رگھناتھ راؤ
کے پاؤں پر ڈال دیا اور اس سے درخواست یہ کی کہ اپنے مفوضات
میں سے جن کی اُس کو ضرورت ہو لے لے۔ رگھناتھ راؤ کے قوائے تمکنت
و فیاضی حرکت میں آئے اور بیوقوفی سے اُس نے نظام کو ان کے
زیور اور ہتھیار واپس دیدئے اور کسی معاوضہ صُلح کے لینے سے
انکار کر دیا اور مزید برآں اس نے نظام کو خلعتیں دیں اور کئی
ضیافتیں کیں اپنی کمزوری طبع سے رگھناتھ راؤ نے تحفے و انعامات
ہی نہیں دئے بلکہ اخراجات جنگ بھی چھوڑ دئے اور نظام کو
وداع کر کے آپ جنوب میں کرناٹک کو روانہ ہوا۔"

صاحب مآثر آصفی نے اس جنگ کا ذکر تفصیل سے کیا ہے مگر وہ اس کے متعلق صراحتاً
کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اس کی عبارت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ نتیجہ البتہ نکالا جا سکتا ہے کہ
نظام علیخاں کو اس جنگ میں شکست ہوی لیکن یہ ہرگز باور نہیں کیا جا سکتا کہ بندگانعالی نے
اس موقع پر رگھناتھ راؤ سے مل کر اپنے زیورات اور ہتھیار اس کے پاؤں پر ڈال دئے
اس مؤرخ نے صلح کی نسبت جو کچھ توجیہ منجانب رگھناتھ راؤ پیش کی ہے اس سے اس امر کی
تائید ہوتی ہے کہ نظام علیخاں نہ اس قلیل مدت میں جنگ و محاصرہ سے پُر دل ہو سکتے تھے

اور نہ صلح کرنے پر مجبور۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ساباجی بھونسلہ رگھناتھ راؤ کے علاقہ میں داخل ہو کر مواضع کو تباہ و برباد کرنے لگا اس وجہ سے رگھناتھ راؤ اپنے علاقہ میں جلد واپس ہونے کیلئے اپنے حرکات و سکنات سے نادم ہو کر بندگانعالی سے خواستگار معافی ہوا۔ اس مورخ نے اس صلح کی نسبت اور نظام علیخاں کے رگھناتھ راؤ کے پاس جانے اور ان کی ضیافت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے یہاں لفظ بلفظ نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے :۔

"چوں[1] ملک مقبوضہ غنیم از فوج ساباجی بھونسلہ رو بخرابی نہاد و بندوبست آں طرف بعود ناکامی بمنصۂ ظہور رسید از حرکات و سکنات باطلہ عرق خجالت بر روئے روزگار خود آوردہ دست معذرت بدامن آمرزش زد بندگانعالی را از آنجا کہ ہمت والا قدر بزیرد نظر بر رفاہ عالم است بہ پذیرائی عرض آں مخذول بست و سوم (ماہ رمضان) رکن الدولہ را بہ پیش او برائے تسکین شوریدہ خاطرش فرستادند و کاغذ ملک دوازدہ ملک روپیہ نوشتہ حوالہ کردند چوں عہود و مواثیق از طرفین استحکام گرفت و سعادت اندوزی او بیار ملازمت تصمیم یافت مدارالمہام را خلعت پنج پارچہ و یک راس اسپ و یک زنجیر فیل دادہ مرخص گردانیدہ۔ بست و چہارم (ماہ مذکور) خود بدولت و اقبال بکمال مراتب خرم و ہوشیاری بمکانے کہ

---

[1] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۷۷۔

مابین ہر دو لشکر مقرر شدہ تشریف بردہ بہ آب مراحم و عنایات بے پایاں غبار ندامت از چہرۂ حال او شستند و از آنجا بہ حسب استمالت او بفرودگاہش متصل خانہ پور ظل مکرمت و امتنان گستردہ تا یکپاس بشوکت و ابہت اجلاس فرمودند بعد از آں کہ طعام ضیافت او بہ تناول مبارک در آمد و او از خوان نوازش وارتھان فزلہ چلین شدہ پیشکش از دہ پارچہ و دو اسپ و دو فیل وغیرہ با کاغذ ملک دوازدہ لک روپیہ کہ مدارالمہام رسانیدہ بود واپس نذر والا گزرانید برخاست نمودہ بہ بارگاہ عالی مراجعت نمودند۔"

اس بیان کے بموجب نظام علیخاں نے رکن الدولہ کو بارہ لاکھ محاصل کے ملک کی گذاشت دیکر رگھناتھ راؤ کے پاس روانہ کیا اور اس کاغذ کی روانگی کے دوسرے روز خود بدولت نے رگھناتھ راو سے ملاقات کی جس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس صلح کو رگھنا راؤ نے اس امر پر معلق رکھا کہ وہ (نظام علیخاں) بذات خود آکر بالمشافہ اس سے صلح کی خواہش کریں اور جب بندگانعالی اس غرض کے لئے دوسرے روز اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے ان کی ضیافت کی اور واپسی کے وقت اس کاغذ گذاشت کو بھی واپس کر دیا جو ایک روز قبل نظام علیخاں نے اپنے دیوان کے ہاتھ روانہ کیا تھا اور اپنی طرف سے ملبوسات و تحائف بھی پیش کئے۔ شاہ تجلی کا بیان ہے کہ اس صلح کی حسن سعی کے سلسلے میں بندگانعالی نے رکن الدولہ کو ایک قیمتی سرپیچ مرصع اور دو لڑ مروارید مرحمت فرمائے۔

صلح کے دوسرے روز یعنی ۲۶ رمضان کو رگھناتھ راؤ نے میدان جنگ سے مراجعت کی اور ۲۷ رمضان کو خود بدولت جانب گلبرگہ روانہ ہوئے اور محلات مبارک کو حیدرآباد سے لانے کے لئے زبردست خان اور داور جنگ کو روانہ فرمایا۔ ہمناباد کی منزل میں ۱۵ شوال کو محلات مبارک نے شرف قدمبوسی حاصل کیا ۱۸ شوال کو گلبرگہ پہنچ کر زیارت درگاہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز اور سجادہ صاحب درگاہ سے ملاقات کی غرۂ ذیقعدہ کو قلعہ گلبرگہ کی سیر فرمائی اور ۷ ذیقعدہ کو وہاں سے اورنگ آباد روانہ ہوئے اس سفر میں موودھاجی بھونسلہ کے کارپرداز شنکراجی گھوڑپڑہ سے مقابلہ ہوگیا۔ جو اس غرض سے ایک مختصر سی فوج کے ساتھ نکلا تھا کہ اس مضافات میں تحصیل محاصل کرے مقابلہ میں اس کو شکست ہوگئی اور بہت کچھ مال و اسباب بندگانعالی کی افواج کے قبض و تصرف میں آیا

نارائن راؤ کے قتل کے انتقام میں نظام علیخاں کی شرکت

اس جنگ سے فارغ ہوکر جب بندگانعالی دریائے بھیما کے کنارے فروکش ہوئے تو امیرالامراء بسالت جنگ نے شرف ملازمت حاصل کی جن کی تشریف آوری کی تقریب میں کچھ دن جشن ہائے عیش و نشاط گرم رہے ان کو رخصت کرکے ۷ ذیحجہ کو اس مقام سے خود بدولت نے بھی کوچ فرمایا۔

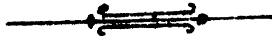
سابقہ جنگ میں چونکہ نظام علیخاں اور رگھناتھ راؤ کے مابین صلح ہوگئی تھی اس لئے سرداران مرہٹہ کو یہ فکر تھی کہ اس سے نارائن راؤ پیشوا کے قتل کا بدلہ لینا ناممکن ہوجائیگا اس لئے ساباجی بھونسلہ اور ترنبک ماما نے سابقہ طرفداری کے اعادہ کے لئے نظام علیخاں سے درخواست کی چنانچہ ان کی درخواست پذیرا ہوی لیکن یہ پذیرائی ابھی کوئی عملی صورت

میں نہیں آئی تھی کہ امیرالامراء بسالت جنگ کے فرزند ذوالفقار الدولہ مہابت جنگ کو رگھناتھ راؤ نے گرفتار کرلیا۔ جس پر بندگانعالی کو کھلم کھلا مقابلہ کے لئے موقع مل گیا چنانچہ خود بدولت نے ظفرالدولہ اور داور جنگ، بالاجی کیشو راجہ تربیت سنگھ و رستم راؤ پانڈھرہ کو اس غرض کے لئے مامور کرکے آپ اورنگ آباد روانہ ہوئے اور درگاہ قلیخاں سالار جنگ کے باغ (واقع اورنگ آباد) میں قیام فرمایا۔ چار روز بعد وہاں سے نکل کر ۲۳ صفر ۱۱۸۷ھ (م ۱۶ مئی ۱۷۷۳ء) کو برہان پور پہنچے۔ یہاں ساباجی بھونسلہ اور ہر یرام پھڑکیہ شرف اندوز ملازمت ہوئے اور رگھناتھ راؤ کے تعاقب کی نسبت قرارداد ہوی جس کے بعد نظام علیخاں نے عنان عزمیت اورنگ آباد کی طرف منعطف فرمائی۔

اس کے بعد قلیل ہی عرصہ میں یہ اطلاع ملی کہ رگھناتھ راؤ، ہلکر اور سندھیہ کے ساتھ متحد ہوکر ممالک محروسہ پر حملہ کی غرض سے صوبہ خاندیس میں اتر آیا ہے جس کے ساتھ ہی بندگانعالی (۱۵۔ رمضان ۱۱۸۸ھ م ۱۹ ستمبر ۱۷۷۴ء) اورنگ آباد سے نکلے اور بغیر کسی جنگ کے صوبہ خاندیس میں سے ہوتے ہوئے (۵۔ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ م ۷۔ جنوری ۱۷۷۵ء) برہان پور پہنچے اس زمانہ میں مودھاجی بھونسلہ اپنی ولایت کے لئے ساباجی بھونسلہ کے خلاف کوشش کر رہا تھا اور چونکہ نظام علیخاں خود ساباجی بھونسلہ کے طرفدار تھے اس لئے وہ ان کے خلاف بھی تھا اور جس کے مقابلہ کے لئے نظام علیخاں نے ظفرالدولہ ابراہیم بیگ خان دھونسہ کو مقرر کیا تھا۔

لہ یہ اپنے والد سے اجازت لیکر بندگانعالی کی قدمبوسی کے لئے مختصر سے جتھے کے ساتھ ادھونی سے نکلے تھے کہ رگھناتھ راؤ نے اپنی بھاری فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ جس پر یہ قریب کی ایک گڈھی میں متحصن ہوگئے لیکن وہ رگھناتھ راؤ کے توپخانہ کی گولہ باری کی تاب نہ لاسکے تھے آخر شکست ہوگئی اور مہابت جنگ رگھناتھ راؤ کے قابو میں آگئے۔ جو آخر ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۸۷ھ کو رگھناتھ راؤ کے پاس سے نکل کر حضور میں قدمبوس ہوئے۔

اور کچھ فاصلے پر خود آپ بھی ان کی مدد پر رہتے تھے اواخر ماہ صفر ۱۱۸۹ھ (م اواخر ماہ اپریل ۱۷۷۵ء) میں ظفرالدولہ اور مودھاجی کے مابین ایک شدید جنگ ہوی جسمیں اس کا ایک سردار ابشونت راؤ فرار ہوگیا اور ایک سردار گوبند راؤ زخمی ہوکر گرفتار ہوا اس کے بعد ظفرالدولہ نے قلعہ نبیر کا محاصرہ کیا جو مودھاجی کے تصرف میں چلا گیا تھا اور اس کی طرف سے مصری خاں اور حسینی بیگ اس کی حفاظت پر مامور تھے حاربین نے تاب مقابلہ نہ لاکر تین روز کی مہلت مانگی۔ جس کے بعد قلعہ اولیائے دولت کے سپرد کر دیا گیا۔



قتل دیوان رُکن الدّولہ

قلعہ نیرا پر قبضہ ہوگیا تو بندگان عالی معہ خدم وحشم یہاں تشریف لائے

اس منزل میں ابراہیم خاں جمعدار کے رسالۂ احشام کے ایک سپاہی موسوم بہ فیضو نے رکن الدولہ کو حضوری خیمہ میں قتل کر دیا۔ اس قتل کے کئی وجوہ بیان کئے جاتے ہیں جن میں تقریباً ہر ایک بندگانعالی یا اُن کے محلات سے وابستہ ہے جس سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ انہیں کے ایماء سے اس کا وقوع ہوا۔ لیکن پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا نظام علیخاں اور رکن الدولہ کے مابین کوئی سوءظنی بھی ہوئی تھی یا نہیں اگر ہوئی تھی تو اس کے کیا وجوہ تھے اور تدریجی طور پر اس کا کیا اثر ہوتا رہا۔ اس ضمن میں ہم کو سب سے پہلے نظام علیخاں کے صاحبزادے فریدوں جاہ کے ذریعہ ایک واقعہ کا علم ہوتا ہے جس سے اس کی ابتدا ہوتی ہے وہ[1] یہ کہ ایک دفعہ

---

[1] یہ واقعہ فریدوں جاہ نے اپنی تصنیفات فیوضات سبحانی میں بیان کیا ہے جس کی اصل عبارت یہ ہے:۔

"حضرت قدسیہ عمدہ بیگم صاحبہ قریب گولکنڈہ خالیز خربزہ تیار کنانیدہ حضرت غفراں مآب را سوار شدہ ہمراہ بردہ خیاہا استادند و دیگر محلات ہم رفت حضرت بدیوانخانہ فرود آمدہ بمجلس رونق افزا شدند غلام نبی خاں شہسوار جنگ مرد سنی المذہب و شقوی خوال بود و میر موسیٰ خاں رکن الدولہ و محمد غوث خاں سیف الدولہ کہ بخلاف آباو اجداد خود در صحبت شیعیاں تشیع شدہ بودند از عمر مذہب بہ شہسوار جنگ خصومتے بدل می داشتند بہ دیوانخانہ باہم از کار مذہب بر آوردند شہسوار جنگ دست بقبضہ شد مفصل خبر بحضور رسید عتابانہ برکن الدولہ و سیف الدولہ حکم شد کہ من سنت جماعتم از آباواجداد خویش کہ ہمہ خلق می دانند پس اگر مرضی از نوکری ایں خاندان نداشتہ باشید مختارید ہر جا کہ بخواہید بروید واز دیوانخانہ من بدر آئید و بہ شہسوار جنگ بملامت حکم شد کہ اگر شما را چنیں گفتگو منظور است بجائے سر بروید یا بخانۂ خود۔ ایں دیوانخانۂ رئیس است نہ جائے قیل وقال"۔

نظام علیخاں کی والدہ کے حکم پر قلعۂ گولکنڈہ کے قریب ندی میں خربزہ کی کاشت کی گئی تھی جس کے تیار ہونے کے بعد والدہ کی فرمایش پر بندگانعالی معہ خدم وحشم وہاں نہضت فرما ہوے حضور ہمرکاب امراء کو باہر چھوڑکر محلات میں رونق افروز ہوے دیوانخانہ میں غلام نبی خاں شہسوار جنگ (سنی المذہب مثنوی خوان) تھے اور میر موسیٰ خان رکن الدولہ، اور محمد غوث خاں سیف الدولہ جو اپنے آبا واجداد کے برخلاف صحبت اہل تشیع میں شیعہ ہو گئے تھے ان دونوں نے شہسوار جنگ سے مذہبی مباحثہ شروع کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ شہسوار جنگ دست بقبضہ ہو گئے اس کی اطلاع نظام علیخاں کو ہوئی تو وہ باہر آئے اور رکن الدولہ و سیف الدولہ سے بطور عتاب فرمایا کہ:۔

"تمام خلق آگاہ ہے کہ میں اپنے آبا واجداد سے سنت جماعت ہوں پس اگر اس خاندان کی نوکری پر راضی نہ ہو تو میرے دیوانخانہ سے نکل جاؤ اور جہاں چاہو چلے جاؤ"۔

اور شہسوار جنگ کو حکم ہوا کہ:۔

"اگر ایسے مباحثے کرنا ہو تو مدرسہ جاؤ یا اپنے گھر۔ یہ دیوانخانہ رئیس ہے نہ جائے قیل وقال"۔

اس واقعہ سے قطع نظر کرکے اگر رکن الدولہ کے طرز عمل پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بہ حیثیت مدار المہامی انھوں نے عہدہ داران سرکار عالی کا ایک بڑا جتھا اپنے موافق کرلیا تھا اور فوج کے بڑے بڑے عہدے اپنے ہی اقربا، اور ہوا خواہوں کو دے رکھے تھے

اور یہی عہدہ دار ہر مہم میں سربراہ کار ہوتے تھے باوجود اس کے مرہٹوں کے مقابلہ میں تقریباً ہر وقت نظام علیخاں کی ناکامی سے یہ امر مستنبط ہوتا ہے کہ وہ حکمت عملی سے خود بدولت کی طاقت واثر کو متاثر کر رہے تھے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس طرز عمل سے اپنی کامیابی کو وہ محسوس کر رہے تھے چنانچہ صاحب گلزار آصفیہ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہے جو ان کے قتل کے آٹھ ہی روز پیشتر سوقوع میں آیا وہ یہ کہ ایک دفعہ رکن الدولہ وقارالدولہ وغیرہ کے ہمراہ اپنے ڈیرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بہادر دل خاں شجاع الدولہ (صوبہ دار حیدرآباد) کے پوتے سید نجابت خاں ڈیرے کے دروازے پر آئے اور چاہتے تھے کہ حسب معمول اندر جائیں۔ پہرہ والے نے ان کو روکا لیکن انہوں نے اس کی پروانہ کی اور آگے بڑھنے لگے آخر پہرہ والوں کی مزاحمت میں کشمکش کی نوبت پہنچی اور سید صاحب مذکور کا گریبان پھٹ گیا اس واقعہ کو رکن الدولہ اور وقارالدولہ دور ہی سے دیکھتے اور ہنستے رہے لیکن پہرہ والوں کو کسی طرح اس فعل سے منع نہیں کیا جو بدار موقع پر پہنچے اور پہرہ والوں کو زجرو توبیخ کی اور سید صاحب مذکور سے معذرت مانگی جب سید صاحب پہرہ والوں سے چھوٹ کر اندر داخل ہوئے تو رکن الدولہ نے ہنستے ہوئے کہا " خان صاحب آئیے آئیے" سید نجابت خاں صاحب مذکور نے نزدیک بڑھکر فرمایا :-

"من برائے ایں نیامدہ ام کہ بخدمت شریف حاضر باشم بلکہ برائے ایں آمدہ ام کہ حق سبحانہ تعالیٰ عاصی را دیگر نزد شما نیارد۔"

اور اپنے مقام پر لوٹ گئے۔ صاحب گلزار آصفیہ کہتا ہے کہ اعتصام الملک قسیمہ کہتے تھے کہ

"میں اس مجلس میں رکن الدولہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس سرگزشت کو بچشم خود میں نے دیکھا آل رسولؐ کی اہانت کے بعد زمانہ پھر رکن الد کے موافق نہ رہا اور اسی ہفتہ میں قتل ہوئے"۔

اس واقعہ سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ شاہی امرا اور ان کے متعلقین کی اتنی وقعت بھی ان کے پاس نہیں رہی تھی جتنی کہ خود نظام علیخاں کو تھی۔ واقعہ قتل سے قریب زمانہ میں اس واقعہ متعلقہ کے وقوع اور اس کے بعد خود سید نجابت خان کے اس کہنے سے کہ "حق سبحانہٗ تعالیٰ عاصی را دیگر نزد شما نیارد" اس قیاس کی گنجایش نکلتی ہے کہ سید صاحب مذکور نے اپنے اُس جوشِ انتقام کو جو انھیں اس ناشدنی واقعہ سے پیدا ہوا تھا دبا کر صرف انہیں الفاظ پر اکتفا کیا اور یہی جوشِ آخر کسی اور ذریعہ سے ہفتہ عشرہ ہی میں وقوع پذیر ہوا لیکن صاحب گلزار آصفیہ اس کو صَرفِ نظر کر کے محلات بندگانعالی کی مخالفت کو ان کے قتل کی وجہ قرار دیتا ہے اور اپنی اس توجیہ کی تائید میں اس نے دو واقعے بیان کئے ہیں جنمیں سے پہلا یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک مغل تاجر مچھلی بندر کی چھینٹ بغرض فروخت لایا محلات کے ملبُوسات میں اسی کا سنجاف لگایا جاتا تھا اس لئے اس کی خریداری سرکار میں ہوی اور اس کی قیمت میں سات سو روپیہ کی چٹھی دیوان وقت اور حضور کے دستخط خاص سے اس کو دیدی گئی چھ مہینے گزر گئے پھر بھی اس کی ادائی نہیں ہوی اور رکن الدولہ مغل تاجر کو امروز فردا پر ٹالتے رہے آخر وہ لاچار ہو کر حضور کی سواری کے وقت برسرِ راہ شور و فریاد کر کے کہنے لگا کہ "یا تو قیمتِ مال عنایت فرمائی جائے یا مال واپس کیا جائے کہ تاخیر کی وجہ سے غلام کی بڑی خرابی ہو رہی ہے" اگرچہ اس وقت بندگانعالی کی خواصی میں رکن الدولہ بیٹھے ہوئے تھے تاہم ان کو انھوں نے کچھ بھی

نہ کہا اور عماری سے اتر کر محل میں تشریف لے گئے اور چھینٹ کے چند تھان سالم اور باقی کے کاٹے ہوئے سنجاف اور تین سو روپے مغل کو منگوا کر دیدئے اور فرمایا کہ "یہ تمہارا مال ہے اور یہ رقم ہرجانہ لیجاؤ اور جہاں چاہو فروخت کرلو"۔ یہ واقعہ وجہ قتل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ البتہ ممکن ہے کہ فضائے محلات اس واقعہ کی وجہ سے ان کے موافق نہ رہی ہو اور نفس واقعہ سے یہ پتہ ضرور چلتا ہے کہ خود بندگانعالی کے دستخط کا پاس و لحاظ تک ان کو نہ رہا تھا اور یہ خیال تک انہوں نے نہ کیا کہ مال لینے اور ادائی قیمت کی دستاویز کے بعد بھی ایک تاجر کو رقم ادا نہ کرنے سے رئیس وقت کو کتنی سبکی ہوسکتی ہے۔ اگرچہ صاحب گلزار آصفیہ نے رقم کو ادا نکرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اُن دنوں سفر پیاپے اور متواتر جنگ وجدال کے باعث ضروریات لازمہ سلطنت کی پابجائی و اسباب جنگ کی فراہمی اور ادائی تنخواہ فوج کے باعث خزانہ میں اتنی گنجایش نہ تھی کہ تاجر کو قیمت ادا کیجا سکتی۔ تاہم یہ قابل تسلیم نہیں ہوسکتا کہ صرف سات سو کی ادائی کی گنجایش بھی نہ تھی اگر فی الواقع ایسا تھا تو جس وقت ادائی کی چٹھی پر حضور کے دستخط لئے گئے تھے اس وقت اس کا اظہار ضروری تھا۔

بہرحال اس واقعہ سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رکن الدولہ نے نظام علیخاں کو اس قدر مجبور کر رکھا تھا کہ ان کی ذاتی ضرورت پر سات سو کی ادائی پر ان کو اختیار نہیں تھا اور وہ خود اس قابل نہیں رہے تھے کہ اپنی جیب خاص سے اس کی پابجائی کر دیتے اور دیوان کا اتنا اثر اُن پر مستولی ہوگیا تھا کہ باوجود اس ناخوشی کے وہ ایک لفظ بھی رکن الدولہ سے ان کے خلاف نہ کہہ سکے۔ دوسرا واقعہ جو گلزار آصفیہ نے قتل کی وجہ سے متعلق لکھا ہے یہ ہے کہ

اسی سفر میں بندگانعالی کی ہمشیرہ کالی بیگم بھی ہمراہ تھیں جن کی رتھ کے بیل لاغر و ناکارہ ہونے کی وجہ سے دوسری سواریوں کے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے تھے اس لئے انھوں نے اپنے پوربیہ جوان کے ذریعہ رکن الدولہ سے تیز گام بیلوں کی فرمائش کی جس کو وہ امروز فردا پر ٹالتے رہے بیگم صاحبہ کی طرف سے جوان روز یا دو ہی کے لئے جاتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز اس جوان نے بدتمیزی سے رکن الدولہ پر تقاضا کیا جس پر انھوں نے اس کے جواب میں تند کلامی کی جس کے بعد جوان نے بیگم صاحبہ سے عرض کر دیا کہ

"کسی دوسرے کو اس غرض کے لئے مامور فرمایا جائے غلام رکن الدولہ کے پاس ہرگز نہ جائیگا۔"

آخر بہزار استفسار اُس نے وجہ بیان کی جس پر کالی بیگم صاحبہ نے اپنے بھائی (نظام علیخاں) سے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ

"بھائی۔ آصف جاہ کی اولاد میں تم بھی اگر لڑکی ہوتے تو اچھا تھا کہ تمھاری ریاست کے زمانے میں ہماری حالت ایسی ہے کہ پوربیہ کی غیرت تک اُس کو پسند نہیں کرتی تو پھر دوسروں کا کیا پوچھنا۔"

اس پر نظام علیخاں نے فرمایا کہ:۔

"آپ مجھ کو بھائی نہیں بلکہ خاندان آصفیہ کی لڑکی ہی تصور فرمائیں کہ مرہٹوں کے ساتھ جنگ وجدل اور اختلال سلطنت کے باعث

میں سخت مجبور ہو گیا ہوں"

جس کے جواب میں بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ :-

"جب آپ ایسے مجبور و بے اختیار ہو گئے ہیں تو ہم کو اجازت دیدیں
کہ جو کچھ ہم سے ہو سکے کریں"

اس پر نظام علیخاں نے جواب دیا کہ :-

"کس نے آپ کو روکا ہے آپ جو چاہیں کریں"

اس کے ساتھ ہی بیگم صاحبہ نے زنانی ڈیوڑھی کے پہرہ کے ایک گارڈی جوان کو طلب کر کے اس کو ہمت دلائی اور رکن الدولہ کو قتل کرنے کا حکم دیا اس نے اس کی تعمیل کو بندگانعالی کے ارشاد پر محول کیا جس پر بیگم صاحبہ نے کہا کہ :-

"وہ خود تو نہیں فرمائیں گے شام میں تجھ کو طلب کر کے جس وقت
میں یہ حکم تجھ کو دوں اس وقت بندگانعالی میرے نزدیک بیٹھے
رہیں گے تو پردے میں سے ان کی شبیہ دیکھ لینا اگر وہ اس کو
سنکر خاموش رہیں تو سمجھ لینا کہ اس قتل سے اختلاف نہیں ہے
اور تعمیل کرنا"

اس نے قبول کر لیا حسبہ شام میں اس کو احکام سنا دئے گئے اور اس نے تعمیل کا اقرار کیا۔

صاحب گلزار آصفیہ کو وجہ قتل کے دریافت کرنے میں کامیابی نہیں ہوی اس لئے

اس نے اجمالی طور پر یہ دونوں واقعات بیان کردئے ہیں جو ہماری دانست میں وجہ قتل قرار دئے جانے کی صلاحیت نہیں رکھتے برخلاف اس کے لچھمی نارائن شفیق نے جو وجہ اجمالی طور پر بیان کی ہے رکن الدولہ کے اُس زمانے کی طرز عمل کو مدنظر رکھ کر دیکھا جائے تو بالکل قابل تسلیم ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ انہوں نے اہل پُونہ سے کوئی مخفی عہد و پیماں کرلیا تھا اور مودھاجی کی مہم سے فراغت پانے کے بعد اپنے بھائی بندا ور ہواخواہوں کی حمایت سے اپنے آقا کے ساتھ کوئی فاسد ارادہ رکھتے تھے جس سے مطلع ہوکر بخشی بیگم نے فیضو گارڈی کے ذریعہ ان کے قتل کی تجویز کی جو صورتِ عمل میں آئی۔ رکن الدولہ کے قتل کے متعلق اب تک وہی روایات مشہور ہیں جو صاحب گلزار آصفیہ نے غیر تحقیقی طور پر نقل کردئے۔ اب چونکہ ہم مآثر آصفی کے اس بیان کو پہلے پہل قارئین کے ملاحظہ میں پیش کررہے ہیں جس سے اب تک بہت کم کان آشنا ہوئے ہیں اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مورخ مذکور کی اصل عبارت یہاں نقل کردیجائے وہو ہذا۔

"می گویند رکن الدولہ با اہل پونہ عہد و پیمانے مخفی درست کردہ باعتضاد ضابطہ جنگ کہ جمعیت شایستہ داشتہ میر برن لشکر بود و شرف الدولہ با دہ ہزار سوار جرار و داور جنگ پسرش با سہ ہزار سوار و چہار ہزار بار و حشمت جنگ با سہ ہزار سوار و چہار ہزار بار و دیگر جاعداران کہ خاک برداشتہ او بودند بعد دلجمعی از مودھاجی ارادہ فاسد جانب آقا داشت بنا برآں بخشی بیگم صاحبہ محل خاص بندگانعالی ازیں ماجرا مطلع گشتہ

لہ مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۹۵۔

ایں تدبیر نمود۔"

اس عبارت میں "ارادۂ فاسد جانب آقا داشت" کے معنی دو صورتوں سے خالی نہیں یا تو یہ کہ رکن الدولہ نظام علیخاں کا خاتمہ کر دینا چاہتے تھے یا اپنے بھائیوں اور بھتیجے اور ضابط جنگ کی حمایت سے نظام علیخاں کے مقابل ہو کر ان کو سلطنت سے علحدہ کر دینا چاہتے تھے اور یہی انتہا ہے رکن الدولہ کی بلند پروازیوں کی۔ انھوں نے اپنے ہواخواہوں کا ایک جال بچھا رکھا تھا اور غیر ممکن تھا کہ نظام علیخاں کو اس کی خبر بھی ہوتی۔ بہرام جنگ اور فتحمند خاں کے خاندان کو خدا اچھا رکھے کہ انھوں نے حق نمک بجالایا اور وقتاً فوقتاً اس منصوبہ کے متعلق جو جو کچھ علم ہوتا گیا اس کی اطلاع بندگانعالی کو پہنچاتے رہے چنانچہ اسی واقعہ کو مورخ مذکور نے حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے :۔

"ارکان دولت ہمہ از آن رکن الدولہ بودند مگر فتحمند خاں عرض بیگی و بہرام جنگ داروغہ ہرکارہ حقوق نمک خوارگی ملحوظ داشتہ وقتی بعضے آثار رکن الدولہ جا بجا معروض حضور کردہ بودند چنانچہ ہردو در جلدوئے ایں امر اولیں یعنے فتحمند خاں تعلقداری گولکنڈہ کہ خزانہ گاہ و محل تفویض اعتمادیان ست و دومیں کہ بہرام جنگ باشد بہ صوبہ داری ایلچپور سرفراز شدند۔"[1]

رکن الدولہ کے اس سازش کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ نظام علیخاں (اگر ان کے قتل کی تجویز میں انھوں نے بذات خود بھی کوئی حصہ لیا ہو تو) بدرجہ اولی بجانب حق ہیں رکن الدولہ کے

---

[1] تاریخ آصفی حصہ دوم ورق ۹۵۔

ارادۂ فاسد والے منصوبے سے واقفیت کے بعد لازم تھا کہ سربراہ کاران دولت ایسی تجاویز
پر غور کرتے جن سے رکن الدولہ کا منصوبہ کالعدم ہو جاتا انہی تجاویز کے دوران میں ان بدخواہان
خواہان دولت کی ناراضی کی عام طور پر شہرت ہوگئی اور خاص خاص لوگوں میں ان کے
قتل کی تجویز کی خبر گشت لگانے لگی جس کی اطلاع شدہ شدہ خود اُن تک بھی پہنچی چنانچہ
اسی سلسلہ میں صاحب گلزار آصفیہ دو واقعات تحریر کرتا ہے ایک تو یہ کہ ایک شب صمصام الدولہ
نے ایک رقعہ رکن الدولہ کو لکھ بھیجا جس کو پڑھ کر انھوں نے نہایت لاپروائی سے شمع پر جلا دیا
اور قاصد کو کہہ دیا "اچھا معلوم ہوا" دوسرا واقعہ مورخ مذکور نے یہ بیان کیا کہ شرف الدولہ
نے ایک شب اپنے بھائی (رکن الدولہ) کے متعلق کوئی وحشت اثر خبر سنی اور ان کے خیمہ میں گئے
ان کو بیدار کیا اور رُو رُو کر کہنے لگے کہ آپ کی نسبت ایسا ایسا سُنا جا رہا ہے مناسب یہ ہوگا
کہ آپ چند روز بہ احتیاط دربار کریں۔ جس پر رکن الدولہ نے کہا کہ "بھائی روتے کیوں ہو
اپنی جگہ پر جاؤ آرام کرو۔ میں بکری کا بچہ نہیں ہوں کہ کوئی ذبح کر لیگا۔" ان واقعات سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ رکن الدولہ کے قتل کی نسبت کوئی منصوبہ کیا جا رہا تھا لیکن چونکہ
ریاست میں ان کے اثرات اچھی طرح سے مرتسم ہو گئے تھے اس لئے اس امر کا امکان تھا
کہ واقعہ قتل کے وقوع کے ساتھ ہی ان کے غاشیہ بردار و ہوا خواہ ایک دم نظام علیخاں پر
ٹوٹ پڑیں گے اسی کو مد نظر رکھ کر ایک مناسب موقع کا انتظار کیا جاتا رہا جو منزل بیڑ میں
حاصل ہوا اس وقت رکن الدولہ کے ہوا خواہوں میں سے ظفر الدولہ ضابط جنگ اپنی فوج
کے ساتھ مودھاجی کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اور اسمٰعیل خاں ایلچپور میں مامور تھے

اور شرف الدولہ ایک حصہ فوج کے ہمراہ سامان رسد کی فراہمی میں مشغول تھے واقعہ قتل کے روز اُن میں سے کوئی ان کے قریب نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ اس سے بہتر موقع اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے نہیں مل سکتا تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ جب بندگانعالی منزل بنیرا پر نہضت فرما ہوئے تو حضور کے ساتھ رکن الدولہ بھی سواری سے اُترے اور عرض کی کہ کسی خاص معاملہ میں کچھ عرض کرنا ہے" جس پر بندگانعالی نے فرمایا کہ "ایک عرصہ سے تم میری خواصی میں چپ چاپ بیٹھے رہے اس وقت کیوں نہ کہا۔ اب کسی اور وقت پر رکھو" اس کے بعد بندگانعالی نے سب کو رخصت کیا اور ان کو بھی رخصت کیا چاہتے تھے جس پر انھوں نے مکرر سہ کرر عرض کیا کہ "غلام کو کچھ عرض کرنا ہے" بندگانعالی ڈیرے تک آگئے تھے آخر وہیں ڈیرے میں ان کو بیٹھنے کے لئے فرمایا اور آپ سراپردے میں داخل ہوئے۔ ابھی رکن الدولہ بیٹھے ہی تھے کہ فیضو نامی گارڈی جوان (جو پہرہ پر تھا) اپنی کٹار لیکر پیچھے سے آیا اور یہ کہتے ہوئے کہ "نواب صاحب ٹڈا ہے ٹڈا ہے" ان کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر شانے میں کٹار بھونکی اور گردن تک اُتار دی معاً وہ گرے اور یہ بھاگا۔ دُور جانے نہ پایا تھا کہ بہرام جنگ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ حضور معاً باہر آئے اور رکن الدولہ کو اس حال میں دیکھ کر فرمایا کہ "ہم نے نہ کہا تھا کہ اپنی قیام گاہ پر جائیں۔ آخر تمہارا یہ حال ہوا۔ جس پر رکن الدولہ نے عرض کیا کہ معراج نوکری جاں نثاری میں ہے لیکن اگر مناسب موقع پر ہوتی تو زیادہ اچھا ہوتا۔ البتہ مبارز الملک (ضابطہ جنگ) اور اسمٰعیل خاں اس واقعہ سے متشوش ہوں گے اس لئے

غلام ان کی تسلّی کردیتا ہے یہ کہکر اپنے منشی کو بلوایا اور اس مضمون کے خطوط کہ یہ واقعہ حضور کے بلا علم و اطلاع ہوا ہے اس میں حضور کا کوئی دخل نہیں ہے ہرگز ہرگز کوئی اور خیال نکرنا اگرچہ میں ابھی زندہ ہوں لیکن ہر امر میں فرمان برادری و نمک حلالی و جاں نثاری سرکار کیجائے لکھوا کر اپنے ہاتھ سے ان پر مہریں لگوائیں اور اُن دونوں کے پاس روانہ کردئے اس کے بعد حضور کے حکم پر چابک دست جرّاح حاضر ہوئے اور رکن الدولہ کو پالکی میں بٹھا کر ان کے خیمہ کو لیگئے اور ٹانکے لگانے میں مشغول ہوئے کہا جاتا ہے کہ قریب صبح جاں بحق تسلیم کی لیکن صاحب مآثر آصفی کے بیان کے مطابق موقع واردات پر ہی رکن الدولہ کی رُوح پرواز کر گئی چنانچہ وہ کہتا ہے کہ رکن الدولہ کی نعش کو یہ ظاہر کرکے کہ غشی ہے اور زخم کاری نہیں ہے پالکی میں ڈالکر ان کے ڈیرے کو پہنچا دیا گیا۔ ان کے رفقاء و ہمراہی جو اس واقعہ کی وجہ سے حضوری ڈیرے کے پاس ہجوم کر آئے تھے اس خیال سے کہ "ہمارا آقا ابھی بقید حیات ہے اس کے حکم کے بغیر کوئی جرأت نہیں کرنی چاہیئے" حضوری ڈیرے سے واپس چلے گئے جس کے ساتھ ہی خیر خواہان دولت مثلاً راؤ رنبھا وغیرہ نے حضور میں پہنچکر بندوبست معقول کیا اگر صاحب مآثر آصفی کا اعتبار کیا جائے تو رکن الدولہ کو اتنی مہلت ملنی یا ان کا اس قدر ہوش و حواس میں رہنا کہ وہ اپنے متعلقین و خیر خواہوں کے نام خطوط لکھائیں قابل تسلیم نہیں اس واسطے کہ زخم کی حیثیت جو بیان کی گئی ہے وہ اس قابل نہیں پائی جاتی کہ واقعہ کے بعد دس پانچ منٹ بھی بقید ہوش و حواس زندہ رہے ہوں کیوں کہ وہی مورخ جس نے رکن الدولہ کے خطوط لکھانے کا ذکر کیا ہے کہتا ہے کہ جمدھر[1] ان کے دونوں گردوں سے

[1] گلزار آصفیہ کی عبارت حسب ذیل ہے "..... جمدھر اجل حوالہ اش شد کہ از ہر دو کلیہ او گزشتہ بیرون طرف پہلوئے دیگر بر آمد"

گزر کر ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف نکل آیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گردوں کے ساتھ ساتھ صلب بھی کٹ گیا جس کے بعد آدمی کا پانچ دس منٹ بھی بقید حواس زندہ رہنا متیقن نہیں۔ بہرحال باقاعدہ طور پر رکن الدولہ کی وفات کا اعلان واقعہ کے بعد کی صبح میں ہوا اور اس عرصہ میں شرف الدولہ جو اس مقام سے کچھ فاصلے پر تھے آگئے تھے اطلاع وفات کے بعد بندگانعالی بطور تعزیت شرف الدولہ کی قیام پر تشریف لے گئے اور تسلی و دلاسا دیکر انہیں شرف الملک کے خطاب سے ممتاز فرمایا اور خدمت مدارالمہامی کے لئے ان کو نامزد کیا لیکن انھوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ نظام علیخاں کے اس حسن سلوک کو بھی ابن شفیق، صاحب مآثر آصفی کچھ اور خیال کرتا ہے اور بندگانعالی کے خصائل پر روشنی ڈالتے ہوے بڑی بے باکی اور دریدہ دہنی سے کام لیتا ہے جس کو ہم اسی کے الفاظ میں ظاہر کرنا زیادہ مناسب تصور کرتے ہیں:۔

"... بندگانعالی چیزے بجز تالیف و انکار از قتل او کہ خداداند بچہ طور صورت پذیر شدہ و آں جوان بار برا از چہ عداوت با بیند مرحوم بود مناسب وقت ندیدند و ازآنجا کہ در تدویر و دلاسا و تالیف ید طولی دارند بخیمۂ شرف الدولہ تشریف بردہ و کلمات تسلی و نوازش بسیار فرمودہ و بخطاب شرف الملک نواختہ تالیف ازحد کردند و برائے مدارالمہامی مکرر فرمودند کہ حق تست اما او قبول نکرد۔" [1]

[1] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۹۰۔

تمت

نظام علی خان

حصہ دوم

دورِ دوم

قیام مقامی رکن الدولہ

افواج پائیگاہ کی ابتداء

رکن الدولہ کے قتل کے بعد ایک عرصہ تک مدارالمہامی معرض تقرر میں رہی اس خدمت کے فرائض کا اجرا عارضی طور پر مبارزالملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ کے وکیل وقار الدولہ نصیب یار خاں کی صوابدید پر رکھا گیا۔ لیکن چونکہ یہ اور ان کے موکل بھی رکن الدولہ ہی کے ساختہ پرداختہ اور انھیں کے ہوا خواہوں سے تھے اس لئے نظام علیخاں کو ان سے خطرہ تھا اور اس تصور کے تحت کہ مدارالمہام وقت کا اثر ریاست میں زیادہ ہوتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ہر ایک مدارالمہام اور اس کے ماتحت عہدہ دار ہمیشہ ہوا خواہ دولت رہیں نظام علیخاں نے یہ تصفیہ کیا کہ ایک ایسی فوج خود آپ اپنی ذات پر مہیا کر رکھیں جس سے ایسے اہم اوقات میں اپنی ذاتی حفاظت و مدافعت میں کام لے سکیں لیکن رئیس وقت کے لئے اپنی ذات پر فوج رکھکر اس کی نگرانی و ادائی تنخواہ وغیرہ کا انتظام کرنا غیر ممکن تھا اس لئے انھوں نے اپنی طرف سے اپنے ایک معتمد و معتبر امیر (تیغ جنگ) کو اس کام پر مامور کیا اور اس کا تعلق بلا توسط مدارالمہام اپنی ذات سے رکھا (یہی فوج پائیگاہ خاص کے نام سے موسوم ہوئی) اور اپنی ذاتی حفاظت ہی کے لئے امیر پائیگاہ کی نشست اور اس کا پہرہ اپنے ساتھ اور اپنی ڈیوڑھی پر متعین کیا کہ وقت ضرورت اس کے اشارہ پر پوری پائیگاہ اپنی جان فدا کرنے پر حاضر آجائے اس حکمت عملی سے ایک تو نظام علیخاں نے اپنی باڈی گارڈ اور اپنے اشارہ پر کام کرنے والی ایک

معقول فوج تیار کرلی اور دوسری طرف مدار المہام کے زور کو کم کردیا۔

تیغ جنگ کو بتاریخ ۱۹ شعبان ۳۵ جلوس شاہ عالم (م ۱۱۹۱ھ) خطاب شمس الدولہ سے معہ خدمت پائیگاہ سرفراز فرمایا گیا تو وقار الدولہ کے اُن منصوبوں پر پانی پھر گیا جس کو وہ ایک عرصہ سے تیار کر رہے تھے اور جب انھوں نے ریاست کا رنگ بدلتا پایا اور اپنی خیر نظر نہ آئی تو ۹ شوال ۱۱۹۳ھ (م ۲۱ اکتوبر ۱۷۷۹ء) کو چھری مار کر خودکشی کرلی۔

مدار المہامی کے فرائض کا اجرا وقار الدولہ کی خودکشی سے معرض التوا میں تو نہیں پڑ سکتا تھا اس لئے نظام علیخاں نے بذات خود اس میں دلچسپی لینی شروع کردی اور وقت ضرورت تیغ جنگ سے مدد لینے لگے لیکن چونکہ تیغ جنگ کے اصل فرائض بمقابلہ دیوانی یا مدار المہامی زیادہ اہم اور ذات بندگانعالی سے وابستہ تھے اس لئے وہ اس میں کم دلچسپی لیتے تھے اُن کو غالباً یہ خیال تھا کہ پائیگاہ خاص کا قیام علی الرغم مدار المہامی ہے اگر اس خدمت کی ذمہ داری اُن پر پڑ جائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خوش گوار فریضہ جو پائیگاہ خاص کی صورت میں اُن کے سپرد ہوا ہے اُن سے منتزع ہو جا

غلام سید خاں ارسطو جاہ کی اوسے حضور میں باریابی اور خدمت دیوانی سے ان کا تعلق

غلام سید خاں سہراب جنگ (ارسطو جاہ) کی طرف سے رکن الدولہ وغیرہ نے نظام علیخاں کو بدظن کرادیا تھا جسکی وجہ سے وہ اوسہ ہی میں رہنے پر مجبور کئے گئے تھے جب وقار الدولہ نے خودکشی کرلی تو غلام سید خاں کو مناسب معلوم ہوا کہ خود ان کی خدمت کے لئے کوشش کریں لیکن رکن الدولہ کی طرح مبارز الملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) کے خیالات بھی ان کی نسبت ٹھیک نہیں تھے اور وقار الدولہ

کی قایم مقامی پر غلام سید خاں خود مُبارزالملک کی تحریک و درخواست پر مامور ہو سکتے تھے اس غرض کے لئے انھوں نے مبارزالملک کے خانگی متصدی دولت رام کو معقول لالچ دیکر فراہم کیا جس نے منجانب مبارزالملک غلام سید خاں کو وکیل مقرر کرنے کے لئے عرضداشت لکھدی۔ نظام علیخاں نے تیغ جنگ سے مشورہ کیا انہوں نے غلام سید خان کے تقرر سے نارضامندی ظاہر نہ کی حالانکہ رائے رایاں اُن سے فرمایش کرتے رہے کہ غلام سید خاں جیسے آدمی کا باریاب رہنا ٹھیک نہ ہوگا معلوم یہ ہوتا ہے کہ تیغ جنگ نے غلام سید خاں کے تقرر کو اس وجہ سے مناسب تصور کیا کہ اس وقت تک رکن الدولہ کی طرفدار جماعت کا زور تھا۔ اس جماعت میں مُبارزالملک بھی تھے اگر کوئی ایسا شخص جو اسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو مبارزالملک کی وکالت پر آتا تو ممکن تھا کہ پھر اس کی ترقی ہو جاتی اور اس کے اس منصب سے بیش رفعت ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا جس کو رکن الدولہ نے قایم کیا تھا اب جبکہ ایک ایسے شخص کی تحریک خود مبارزالملک نے کی جو اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کا سخت مخالف ہے تو اس کے اس جگہ پر مامور کئے جانے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اصُول سیاست کے تحت یہی بہت صحیح امر ہے کہ اُس عہدہ دار کے بعد جس نے ایک اہم ترین زمانے میں اپنے منصب مقام کے فرائض انجام دئیے ہوں ایسا عہدہ دار آئے جو اُس کے مقاصد کے خلاف خیالات رکھتا ہو تاکہ خفیہ اور علانیہ وہ کمزوریاں جو اس کی حکومت میں پیدا ہوگئی تھیں ظاہر ہو جائیں اور اُن کا معقول علاج ہو جائے۔ بہرحال وقارالدولہ کی خودکشی کے دس ماہ بعد (۸ شعبان ۱۱۹۴ھ) غلام سید خاں سہراب جنگ بہ حیثیت وکیل مبارزالملک مامُور و باریاب حضور ہوئے مُعاملات

ملکی و مال میں نظام علیخاں بذات خود حصہ لیتے اور مشورہ میں تیغ جنگ کو بھی شریک کرلیا کرتے تھے جب سہراب جنگ آگئے تو ان کو بھی شریک مصلحت کرنے لگے اور اسی طرح تقریباً دو ڈھائی سال تک کام کرنے کے بعد بندگانعالی نے ملاحظہ فرمایا کہ تیغ جنگ کو معاملات دیوانی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور غلام سید خاں سہراب جنگ اُن سے کافی دلچسپی رکھتے ہیں اور اس عرصہ میں انھوں نے معقول طور پر واقفیت بھی پیدا کرلی ہے تو جنگ نرمل سے واپسی کے بعد (جس کا تفصیلی ذکر اوراق مابعد میں آئیگا) ان کو بالاستقلال ۱۱۹۷ھ م ۱۷۸۳ء میں خدمت مدار المہامی پر سرفراز فرمایا۔

سکہ قلب کی ترویج اور اس کے انسدادی احکام

اور آخر سال ۱۱۹۲ھ م ۱۷۷۸ء میں بعض مقامات میں سکۂ قلب بن کر رائج ہوگیا جو روپیہ بازار میں آتا صراف اس پر چار آنے بٹہ لیتے تھے اس وجہ سے عوام میں ایک شورش ہوگئی۔ بندگانعالی نے حکم دیا کہ خزانہ عامرہ کا تمام ایسا روپیہ بلدہ کے ساہوکاروں کو دیکر تاکید کی جائے کہ ایک مہینے میں ان کا کھیٹ اور جوڑ نکالکر سکۂ فرخندہ بنیاد صحیح عیار و وزن کا تیار کرکے داخل خزانہ کریں اور یہی تیار کردہ روپیہ رائج کردیں اور اس کے ساتھ اعتقاد الدولہ کو حکم ہوا کہ شہر میں منادی کردی جائے کہ پھر اس کے بعد صرافوں میں سے کوئی بٹہ نہ لے اگر لیگا تو مناسب سزا دیجائے گی۔

یہاں طریقۂ ٹیکیک پر روشنی ڈالنا ضروری ہے تاکہ نظام علیخاں کے اس حکم کی توضیح و تعریف ہوسکے۔ پہلے ٹیکیک بھی مثل اصُول مالگزاری دو طرح پر ہوتی تھی ایک تو امانی میں دوسرے تعہد یا امانی میں تو منجانب سرکار کسی عہدہ دار کو اس غرض کے لئے مامور کردیا جاتا تھا یہ طریقہ بہت کم رائج تھا۔ دَور نظام علیخاں میں ٹیکیک کے چند مرکز قرار دئے گئے تھے ان مرکزوں میں

سے ہر ایک کا تعہد علیحدہ علیحدہ دیا جاتا تھا۔ تعہد دار سکیک سے قبولیت لی جاتی تھی کہ ایک مقرر کردہ عیار اور وزن کے رُوپے اور پیسے مسکوک کرے۔ تعہد دار بعض اوقات زیادہ منفعت کی خاطر روپے میں زیادہ کھیٹ شامل کر دیتے تھے عیار سے گھٹ جانے کی وجہ سے صراف لوگ جو اس کو لیتے دیتے تھے اس پر کم قیمت لگاتے تھے جس سے عوام کو نقصان ہوتا تھا اُسکو رفع کرنے کا بہتر طریقہ یہی ہو سکتا تھا کہ اس تعہد دار کا ایسا مسکوک کیا ہوا تمام سکہ اس کے سپرد کر کے پورے عیار کے نئے سکے بنانے کے لئے اس کو مجبور کیا جائے یہی نظام علیخاں نے کیا اس موقع پر خود بدولت نے جو صرافوں کے خلاف حکم دیا وہ اس لئے بجا تھا کہ اکثر صراف دیدہ و دانستہ پورے عیار کے روپیہ پر بھی بٹہ لیتے تھے صاحب توزک آصفیہ نے اس منادی کے موقع پر صرافان ہنود کی قید لگا دی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "اس کے بعد صرافان ہنود کی قوم سے کوئی روپیئے پر بٹہ نہ لے اور اگر لیگا تو اس کو ذلیل ترین سزا دیجائیگی" قوم کی اس تخصیص کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ روپیہ سے روپیہ اور پیسے سے پیسہ کمانے کے مسئلہ میں علماء اسلام نے سُود ہی کے فتاوے صادر کئے ہیں اور عرف عام میں سُود کھانا اتنا بدترین گناہ سمجھا جاتا ہے کہ خود سُود کا ادا کرنا اتنا برا نہیں حالانکہ دونوں نتیجتہً اور حکماً ایک ہی ہیں اسی بنا پر صرافی کا معاملہ اہل اسلام کے پیشوں میں سے نہیں رہا۔ حیدرآباد میں اس عہد میں سوائے ہنود کے اور کوئی اس پیشے کو اختیار نہیں کرتے تھے اس لئے صاحب توزک آصفیہ نے "صرافان ہنود" میں عموم و خصوص کی نسبت قایم کی ہے۔

مدراس گورنمنٹ کے سفیر مسٹر ہالنڈ کا ورود حیدرآباد میں اور تصفیہ طلب مسائل پر گفت و شنید

۱۱۹۳ھ (م ۱۷۷۹ء) میں مدراس گورنمنٹ نے مسٹر ہالینڈ کو

ٹ اپنے سفیر کی حیثیت سے حیدرآباد روانہ کیا جس نے ۲۰ ربیع الثانی سنہ مذکور (م ۔ مئی) کو بندگانعالی کی خدمت میں باریابی حاصل کی، اس سفارت کی وجہ یہ تھی کہ

فرانسیسی فوج مامور تھی اور اس فوج کے لئے آلات حرب و ضرب بندرگاہ موٹاپلی سے درآمد ہوتے تھے۔ فرانسیسیوں کے ایک دیسی رئیس کے ساتھ تعلق رکھنے کو انگریز اپنے مفاد کے خلاف تصور کرتے تھے۔ اس لئے وہ بسالت جنگ سے مصالحت کے لئے سلسلہ جنباں ہوے اُسی زمانے میں ان کو حیدرعلیخاں کی طرف سے اندیشہ تھا کہ ان کے علاقہ (ادھونی، گنٹور وغیرہ) پر حملہ کریں گے اس خطرے میں بسالت جنگ نے ۱۱۹۳ھ م ۱۷۷۹ء میں انگریزوں سے ایک معاہدہ کرلیا جس کی رو سے انھوں نے اپنی فرانسیسی فوج برطرف کرکے اس کے عوض انگریزی فوج کو مامور کرلیا اور گنٹور کا ضلع انگریزوں کو اجارہ پر دیدیا۔ بلا ترک توسط راست بسالت جنگ سے معاہدہ کرنے کی اطلاع پر نظام علیخاں انگریزوں سے ناراض ہوگئے اس کے علاوہ ان کی ناراضی کی ایک وجہ اور بھی ہوی وہ یہ کہ انگریزوں نے ناگپور کے (بھونسلہ) راجہ سے (جو نظام علیخاں کے اکثر علاقہ پر متصرف ہونا چاہتا تھا) مصالحت کرلی چنانچہ گورنر جنرل نے مسٹر ایلیٹ سفیر ناگپور کو ایک خط لکھا[1] جسمیں اس کو ہدایت دیگئی تھی کہ ممالک محروسہ سرکار عالی سے بعض علاقہ حاصل کرنے میں ناگپور کے راجہ سے کوئی سمجھوتہ کرکے اس کو مدد دے۔ نظام علیخاں نے انگریزی کمپنی سے ناراض ہوکر اُس فرانسیسی فوج کو اپنے پاس مامور کرلیا جو انگریزوں کی وجہ سے بسالت جنگ کی ملازمت سے علحدہ ہوی تھی۔ اس اطلاع پر مدراس گورنمنٹ نے مسٹر ہالینڈ کو سفیر بناکر بھیجا تاکہ وہ نظام علیخاں کی اس غلط فہمی کو رفع کریں جو ان کو انگریزوں کی نسبت پیدا ہوگئی تھی اور سرکاران شمالی کے پیشکش کے

---

[1] مارشمن ہسٹری آف انڈیا حصہ اول ضمیمہ صفحہ ۵۴۳

بقایا کی نسبت (جو تقریباً دو ڈھائی سال سے ادا نہیں ہوا تھا) اپنے سفیر کو تاکید کی کہ کمپنی کی تنگی مشکلات کا عذر پیش کر کے بقایا میں کچھ کمی کرائیں اور اگر نظام مہربان نظر آئیں تو چند ایسے شرائط کے تحت جو معافی بقایا کا جواب ہوسکیں کل بقایا کو معاف کرالیں اگر اس سے انکار کیا جائے تو اُن (ہالنڈ) کو ہدایت کی گئی تھی کہ بقایا، اور جاریہ پیشکش کی ادائی کی نسبت یہ اطمینان دلائیں کہ رقم جمع ہوتے ہی ادا کر دی جائیگی۔ انگریز یہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی فرانسیسی فوج کسی دیسی رئیس کی ملازمت میں رہے اس لئے اس موقع پر انھوں نے فی الآخر مسٹر ہالنڈ کے ذریعے یہ شرط پیش کی کہ اگر فرانسیسی فوج کو جو آپ کی ملازمت میں ہے علٰحدہ کر دیا جائے تو ادائے بقایائے پیشکش اور حسب تہ نامۂ سابقہ دیگر امور کے عمل میں لانے میں کوئی امر مانع نہیں رہیگا۔ اسی گفت و شنید میں نوبیتیر ان نامی فرانسیسی فوج کا سربراہ کار جو منجانب موسیٰ لالی مامور اور نظام علیخاں کے پاس متعین تھا بلا علم و اطلاع حیدرآباد سے نکل گیا اُس کے بھاگ نکلنے کو صاحب توزک آصفیہ حیدر علیخاں والی میسور کے اغواء و فریب پر محول کرتا ہے جو دور از قیاس معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ اس فوج کے ساتھ ان کو کوئی تعلق نہیں تھا۔ اسی کی فرانسیسی فوج کی علٰحدگی کے لئے جو کچھ کوشش انگریزوں نے بسالت جنگ کے پاس کی تھی وہ کامیاب ہو چکی تھی جس پر وہ وہاں سے نکل کر نظام علیخاں کے دائرۂ ملازمت میں داخل ہوئی۔ اب یہاں سے انگریزوں نے اس کے نکالنے کی کوشش شروع کی تو قیاس یہ ہوتا ہے کہ اس کا ردعمل یا وہاں سے علٰحدہ کئے جانے کے بعد اپنی کوئی اور سبیل کرنا اس فوج کے سربراہ کاروں پر لازم تھا اسی غرض کے تحت اس فرانسیسی سردار کا بے حکم یا بلا علم و اطلاع نکل جانا زیادہ صحیح ہوسکتا ہے بہرحال اس کو گرفتار کر کے قلعہ محمد نگر میں محبوس کر دیا گیا۔

[illegible]

مسٹر ہالینڈ کی سفارت کے دوران میں مدراس گورنمنٹ اور کلکتہ کونسل میں باہمی اختلاف پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے مسٹر ہالینڈ کے ذریعے کسی امر کا طے پانا مشکل تھا اس لئے باہمی مباحثوں میں مسٹر ہالینڈ بے نیل مرام ۲۵ رجب ۱۱۹۶ھ (م ۷ر جولائی ۱۷۸۲ء) کو مدراس گورنمنٹ سے علیحدہ ہوکر کلکتہ روانہ ہوئے۔

۱۱۹۵ھ (م ۱۷۸۱ء) میں مبارز الملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) مرض سرطان میں مبتلا ہوئے اس کی اطلاع نظام علیخاں کو اس موقع پر ملی جب کہ وہ حیدرآباد کے شمال مشرقی سمت میں تالاب سنگراج کی شکارگاہ میں مصروف سیر و شکار تھے یہ شکارگاہ تیغ جنگ (شمس الدولہ شمس الملک) کے اہتمام سے تیار ہوئی تھی اور اس موقع پر شکار کا سارا انتظام و اہتمام بھی انہیں کی صوابدید پر منحصر تھا مبارز الملک کی علالت کی اطلاع پر اعلیحضرت نے حکیم محمد باقر خاں[1] مسیح الدولہ اور جراح[2] پلنا پسر گورونا کو ان کے علاج کے لئے روانہ فرمایا۔ اطباء بھی اپنے سفر کے تین ہی منزل طے کرنے پائے تھے کہ مبارز الملک کا انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند فرخ میرزا خاں احتشام جنگ پر ان کی قائم مقامی منظور ہوئی۔ اور خود بدولت سفر کولاس کی غرض سے ۲۱ محرم ۱۱۹۶ھ (م ۶ جنوری ۱۷۸۲ء) کو بلدہ حیدرآباد سے نکلکر گوڑ دھنداس میں قیام گزین ہوئے جہاں سے ۴ ربیع الاول ۱۱۹۶ھ (م ۱۷ فروری ۱۷۸۲ء) کو نکل کر قلعہ محمد نگر کے پاس ساحل دریائے موسیٰ پر مقام فرمایا۔ یہاں ایک عرصہ تک قیام فرما کر موضع پنجلکال پہنچے یہیں جشنِ نوروز منایا گیا جس سے فراغت پانے کے بعد دریائے مانجرا کے کنارے نہضت فرما ہوئے اور چند روز بعد قلعہ کولاس کے گھاٹ (دریائے مذکور) کو عبور کرکے اس کے

---

[1] جیمس مل ہسٹری آف انڈیا جلد چہارم صفحہ ۱۰۰۔ [2] صاحب گلزار آصفیہ نے جراح کا نام ماونتا پدر گورونا لکھا ہے لیکن صاحب تزک آصفیہ کا بیان صحیح ہو سکتا ہے کہ واقعہ سے قریب تر زمانہ کا مصنف ہے اور اپنی تاریخ کا ماخذ اصل کاغذات دفتری پر رکھا ہے اور اسکے بیان کی تائید حدیقۃ العالم سے بھی ہوتی ہے۔



نذر ارسطو جاه به نظام علی خان

دوسرے کنارے پر جا ٹھیرے۔ یہاں افواج کا جائزہ و ملاحظہ ہوا فوج پائیگاہ نے اپنے کرتب دکھائے آخر ۲ جمادی الاول ۱۱۹۶ھ کو قلعہ کولاس سے نکل کر حیدرآباد کی طرف لوٹے ۲۶ جمادی الاول کو قصبہ اندول میں قیام ہوا اور حویلی وینکٹ کیشو (عامل اندول) میں تشریف لیجاکر رونق بخشی۔ وہاں سے نکل کر ۲۸ جمادی الاول کو تالاب حسین ساگر پر نزول اجلال ہوا اور پانچ روز تک یہاں قیام رہا کہ ان ایام کو منجموں نے بلدہ حیدرآباد میں داخل ہونے کے لئے منحوس خیال کیا تھا۔ ان ایام میں ہر شب روشنی و آتشبازی کے نظارے ہوتے رہے۔ اسی منزل میں ۲ جمادی الثانی ۱۱۹۶ھ کو قریب مغرب اس زور و شور کا طوفان ابر و باراں آیا کہ تمام ڈیرے اکھڑ گئے محلات وغیرہ (جو ہمیشہ اور ہر سفر میں ہمراہ رکاب ہوتی تھیں) رتھوں اور بہلیوں میں پناہ گزیں ہوئیں۔ ۴ جمادی الثانی ۱۱۹۶ھ کو سواری مبارک داخل بلدہ حیدرآباد ہوئی۔

جنگِ نرمل

جنگِ نرمل اور اس کے اسباب | اعتشام جنگ نے جب اپنے باپ کی جگہ قایم مقام ہو کر علاقۂ نرمل پر عمل دخل حاصل کیا تو اس کی نذریں ان کے تحت کے ملازمین نے پیش کیں۔ جب پر ان کے پھُپھیرے بھائی فرید مرزا اور مغل مرزا اور پھُپھیرے بھنوئی رحیم قلی بیگ (جو ابراہیم بیگ خاں دھونسہ ہی کے زیر پرورش و تربیت یافتہ تھے) نے ان کا استہزا کیا اور پھبتیاں اڑائیں۔ جس سے اعتشام جنگ کے دل میں برائی آئی۔ آخر ملک و مال میں اپنا حصہ طلب کرنے کی بنا پر اعتشام جنگ نے اپنے بخشی سید ولی محمدؐ اور دیگر حبشی غلاموں کو حکم دیا کہ ان تینوں کو قید کر کے خفیہ طور پر پھانسی دیدی جائے۔ چنانچہ مبارز الملک ابراہیم بیگ خاں دھونسہ کے انتقال کے ساتویں ہی روز اس بخشی نے آئینہ محل میں ان کو گرفتار کر کے گلزار محل کے تہ خانہ میں مقید کر دیا اور اسی شب آدھی رات کو ہر ایک کو پھانسی دیکر ہلاک کر ڈالا۔ ان کے بعد ہی ان کے صلاح کار اور رفقاء میں سے چالیس اشخاص کو موت کے گھاٹ اُتارا۔ فرید مرزا و مغل مرزا اور رحیم قلی بیگ کے تحت پانچ چھ پلٹن بار اور تین ہزار پیادہ فوج احشام مامور تھی اعتشام جنگ نے سید ولی محمد بخشی کی اس کارگزاری کے صلے میں ان کے دونوں بھانجوں (سید مرتضیٰ و سید میاں) کو اس جمعیت کی سرداری پر سرفرازی بخشی۔ اور بقیہ کارخانجات پر اپنے معتمد کارپردازوں کو مامور کر دیا۔ اس انتظام کے بعد اعتشام جنگ نے لچھمی پنڈت وکیل اور میر جلال الدین حسین خاں

خالصہ ان کے استصواب سے سات لاکھ روپے نذرانہ استدعائے خلعت تعزیت اور سند بحالی کے ساتھ حضور میں روانہ کیا۔ جس پر دربار بندگان عالی سے منصب پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار و خطاب احتشام جنگ و خلعت تعزیت سرفراز ہوا اور اسناد بحالی بھی عنایت ہوئے

احتشام جنگ کے مسلط ہونے کے بعد سید ولی محمد بخشی کا اعتبار ان کے پاس بہت زیادہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ بخشی مذکور کی اطلاع کے بغیر ممکن نہیں تھا کہ احتشام جنگ کوئی تنکا بھی ادھر کا ادھر کردیں۔ وہ جوش شباب میں راگ و رنگ میں لگے رہے اور بخشی انتظام ملک میں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بخشی کی خود غرضیوں سے خیر خواہوں کی وہ جماعت جس کو مبارز الملک دھونسہ نے بڑی تالیف قلوب اور صرف زر کثیر سے فراہم کیا تھا درہم برہم ہوگئی۔ جب بخشی نے یہ محسوس کرلیا کہ ملک و محلات کا انتظام و اہتمام اپنے ہی ید قدرت میں ہے تو اس نے خفیہ طور پر نظام علیخاں کی خدمت میں اس مضمون کا ایک معروضہ لکھا کہ احتشام جنگ ایک ناتجربہ کار لڑکا ہے ملک کا انتظام اس سے نہیں ہوسکتا ہے اس تمام مال و دولت و خزانہ و جواہر و فوج و احشام و کارخانہ جات (جو برمحل میں موجود ہے) کی سند سرفرازی میرے نام عنایت ہو تو اس لڑکے کو مقید کرکے حضور کی خدمت میں روانہ کردیتا ہوں اور پھر یہاں کا معقول انتظام کرتا ہوں۔ اگرچہ یہاں کی سوء انتظامی اور احتشام جنگ کی بے پروائی کی اطلاعیں حضور میں پہنچ چکی تھیں تاہم خود بدولت نے اس معروضہ پر کچھ اثر نہ لیا اور سید ولی محمد کی نمک حرامی پر محمول کرکے اس معروضہ کو بجنسہ براہ راست احتشام جنگ کے پاس بھیج کر لکھا کہ ہم نے تمہارے باپ کے پاس عقیدت سے تم کو ان کی جگہ مامور کیا ہے تقیض بھی احتیاط اداء فرائض لازم ہے تم کو چاہئے کہ نوکر کو اپنی حد سے گزرنے نہ دیں اور انتظام ملک

ا۔ تذکرہ برمحل صفحہ ۸۰

اپنے ہاتھ میں رکھیں اور اس نمک حرام کو جس نے یہ عرضی لکھ بھیجی ہے معقول سزا دیں کہ دوسروں کو عبرت ہو حضور کا عنایت نامہ پہنچنے پر انھوں نے بخشی کو اور اس کے ہوا خواہوں میں سے ہر ایک کو قتل کروا دیا۔ نرمل میں یہ کشت و خون تین دن تک جاری رہی اور تقریباً تین سو آدمی بخشی کے مارے گئے اس واقعہ کے بعد احتشام جنگ بذات خود معاملات و انتظام ملک میں حصہ لینے لگ گئے اس کے بعد اپنے حصہ ملک کے حدود کو وسعت دینے کا خبط انہیں پیدا ہو گیا اور اپنی طاقت و فوج پر غرہ یہاں تک کہ ۱۱۹۶ف (م ۱۷۸۶ء) میں جب بندگانعالی نے کولاس میں ان کو طلب کیا تو انھوں نے اپنی حاضری سے عذرات لاطائل کے تحت معذرت چاہی اور کولاس سے واپسی کے بعد حسب قاعدۂ مستمرہ مثل اور جاگیرداروں و منصبداروں کے ان پر بھی رقم نذرانہ قایم کر کے ان کے مقبوضہ علاقہ کے محاصل کی مناسبت سے نو لاکھ روپئے نذرانہ کا مطالبہ کیا گیا تو اس کے جواب میں انھوں نے نہایت گستاخی سے تھوڑی سی بارود اور گولیاں روانہ کر کے لکھا کہ مبلغ مذکور کے عوض میرے پاس یہ جنس حاضر ہے۔ اس خیرہ سری کی فوج کشی ہی کے ذریعے سرکوبی ہو سکتی تھی چنانچہ ۱۱۹۷ف (م ۱۷۸۶ء) میں ابوالفتح خاں تیغ جنگ کے ہمزلف حسام الدین خاں گھانسی میاں سردار جنگ کو دو ہزار سوار تین ہزار بار رسالہ نادر جنگ فرانسیسی کے ساتھ ان کے طرف روانہ فرمایا انھوں نے کونگیر پہنچکر وہاں سے سر سواری قلعۂ بودھن پر قبضہ کر لیا۔ احتشام جنگ کی طرف سے اس قلعہ پر رستم خاں جمعدار مامور تھے وہ قلعہ کا قبضہ چھوڑ نرمل چلے گئے۔ احتشام جنگ کو قلعہ بودھن کے ہاتھ سے نکل جانے کی اطلاع ملی تو انھوں نے اپنی طرف سے دلاور جنگ والو میاں مہدوی اور اماں اللہ خاں وغیرہم کے تحت بارہ ہزار کی جمعیت بار اور بیس توپیں گھانسی میاں کے

مقابلے پر روانہ کیں۔ جو کشٹاپور کے گھاٹ سے دریائے گوداوری کو عبور کرکے قلیل عرصہ میں
بودھن کے قریب پہنچ گئی۔ اور طرفین سے مقابلہ شروع ہوا۔ سرکاری فوج حصار کے باہر صف آرا
ہوئی دلاور جنگ نے اپنی توپوں سے آتشباری شروع کردی جس سے سرکاری فوج دبتی چلی
اس نوبت پر احتشام جنگ کی فوج نے یہ محسوس کرکے کہ فتح اپنی ہے بوقت واحد اپنی جگہ سے بڑھکر
سرکاری فوج پر حملہ کردیا۔ گھانسی میاں اپنے ساتھ صرف دوسو آنہوہ کار سواروں کو لیکر علیحدہ قابو جو
تھے جب انھوں نے دیکھا کہ احتشام جنگ کی فوج حملہ کی خاطر بے ترتیبی سے آگے بڑھ گئی ہے
تو وہ اپنے انہیں معدودے چند سواروں کو لیکر اپنی کمین گاہ سے نکلے اور فوج مخالف پر ٹوٹ پڑے
اور وہ جوہر مردانگی دکھلائے کہ احتشام جنگ کی فوج کو ہزیمت ہوگئی۔ ابومیاں مہدوی اور امان اللہ خاں
اور دیگر سردار جنگ میں کام آگئے دو زنجیر ہاتھی جس میں سے ایک معہ نشان ونقارہ تھا اور دو مہر
حامل خزانہ غنیمت میں آئے اپنی شکست کو دیکھ کر فرنگی سردار دلاور جنگ باقاعدہ طور پر اپنے ہی
مورچہ میں قایم رہ کر سارا دن توپ اندازی کرتا رہا۔ آخر رات میں وہاں سے کوچ کرکے کشٹاپور
چلا گیا۔ جہاں وہ شکست یافتہ فوج کو جمع کرکے پھر آمادۂ جنگ ہوگیا۔

نظام علیخاں کو جب باجمعیت قلیل گھانسی میاں کے فتح پانے کی اطلاع ملی تو حضور نے
تعریف وتحسین کرکے ان کو حسام الدین خاں سردار جنگ کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور ان کی
کمک کے لئے شرف الدولہ، زور آور جنگ، حشمت جنگ، سیف جنگ اور امجد الدولہ کو چالیس ہزار
سوار و پیادہ فوج کے ساتھ روانہ فرمایا اور اس کے ساتھ ہی خود بدولت بھی وہاں پہنچنے کے لئے
۲۱ ذیقعدہ ۱۱۹۶؁ھ (م ۲۸ اکٹوبر ۱۷۸۲؁ء) کو بلدہ سے نکل کر فتح میدان میں قیام گزیں ہوئے۔

صاحب توزک آصفیہ کا بیان ہے کہ اس منزل[1] پر سے بندگان عالی نے نجم الدولہ میر بخشی اور سید عمر خاں کو حسام الدین خاں گھانسی میاں کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔

گھانسی میاں بودھن سے بالکنڈہ پہنچ کر شاہ مدھن صاحبؒ کے تالاب کے پاس جا اُترے یہیں بندگانعالی کی مرسلہ افواج کمک اُن سے آملیں اس مقام سے کشٹاپور (جہاں احتشام جنگ کا فرانسیسی فوج کا سردار دلاور جنگ قایم تھا) تین کوس پر تھا۔ یہ فرانسیسی سردار اس دوران میں سرکاری افواج پر چھاپے مارتا رہا آخر تمام افواج جمع ہونے پر گھانسی میاں اس کے مقابلہ پر نکلے صبح سے شام تک معرکہ توپ و تفنگ جاری رہا۔ اس موقع پر احتشام جنگ بھی نرمل سے نکل کر کشٹاپور میں اپنی فوج سے آملے تھے فرانسیسی فوج کا سردار سرشام دریائے گوداوری عبور کر کے موضع کانڈلے میں (جو نرمل سے پانچ کوس واقع ہے) جا ٹھہرا۔ اور فوج سرکاری بالکنڈہ واپس آئی اور عشرۂ شریف محرم ۱۱۹۸ھ (م اواخر ۱۷۸۳ء) یہیں گزارا۔ نظام علیخاں ۶ ذیحجہ ۱۱۹۶ھ م ۱۲ نومبر ۱۷۸۲ء کو فتح میدان سے نکل کر قلعہ ایلگندل روانہ ہوے۔ ۸ ذیحجہ کو وہاں پہنچے دوسرے روز قلعہ کی سیر کی اور ۲۸ ذیحجہ کو وہاں سے نکل کر ۲۹ ماہ مذکور کو ایلواڑہ پہنچے اور راجہ باگسوار کے چلہ کے پاس قیام فرمایا ۲ محرم ۱۱۹۷ھ (م ۹ دسمبر ۱۷۸۲ء) کو دولت رانسے قلعہ جگتیال[2] کے محاصرہ پر مامور ہوئے اور کریم داد خان اور نومسلم فرنگی اور رسالہ یکہ تاز جنگ اور رسالہ شجاعت جنگ و نوشیروان و غلام علی وغیرہ رائے مذکور کے ساتھ متعین کئے گئے۔ بعد عشرہ محرم جناب بندگانعالی منزل ایلواڑہ سے

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۳۰۵

[2] اس قلعہ کی تعمیر ۱۱۸۷ھ (م ۱۷۷۳ء) میں ابراہیم بیگ خان دھونسہ نے کی تھی اور احتشام جنگ کی طرف سے یہاں کی قلعداری پر سردار ظفر ... متعین تھا۔

کوچ فرمانے لگے تو راجہ پدم سنگھ و کنور جودہ سنگھ کو بھی جگتیال ہی کے محاصرہ میں شریک رہنے کا حکم دیا۔ آخر محاصرہ سے عاجز آکر قلعہ مذکور کا قلعہ دار سدی ظفر الماس ۲۰ محرم ۱۱۹۷؁ھ (م ۱۲ جنوری ۱۷۸۳؁ء) کو قلعہ سرداران سرکاری کے سپرد کر کے خود آپ دولت رائے کے توسط سے بندگانعالی کی خدمت میں حاضر ہوا حضور سے اُس کو منصب پانصدی اور خطاب خانی پر سرفرازی ہوی اور خود بدولت غرۂ صفر ۱۱۹۷؁ھ (م ۶ جنوری ۱۷۸۳؁ء) کو کورٹلہ سے نکل کر جگتیال رونق افروز ہوے قلعہ کو ملاحظہ فرما کر بالکنڈہ کی طرف کوچ فرمایا اور موضع کرطیمال، کورٹلہ، مٹ پلی سے ہوتے ہوے موضع پالم پر نہضت افروز ہوے۔ جب سواری مبارک بالکنڈہ کے قریب پہنچی تو گھانسی میاں اور دوسرے امرا اپنی اپنی فوج کے ساتھ استقبال کر کے قدمبوس ہوے اس کے دوسرے رُوز یہاں سے ساری مجتمعہ فوج آگے روانہ ہوی اور ۱۴ صفر ۱۱۹۷؁ھ (م ۲۹ جنوری ۱۷۸۳؁ء) کو رفعت الدولہ، سربلند جنگ، حسام الدین خاں گھانسی میاں، یکہ تاز جنگ، محمد بہلول خاں، سدی عبداللہ خاں، سید عمر خاں محمد سلیماں، مصطفیٰ بیگ و شجاعت جنگ، محمد حسین خاں و غلام رسُول خاں وغیرہ سردار اپنی اپنی افواج کے ساتھ دریائے گوداوری کے پار ہوے۔ احتشام جنگ اس عبُور کے موقع پر بے پروائی کے ساتھ مصروف سیر و شکار تھے ورنہ دَوران عبُور میں جنگ کا معقول امکان تھا سرکاری فوج کی طلایہ داری پر رفعت الدولہ، راجہ جھندر، راجہ پدم سنگھ، کنور جودہ سنگھ مامور ہوے عبور کی اطلاع کے بعد احتشام جنگ کی فوج مقابل ہوی۔ لیکن توپوں کی زد سے بہت جلد پسپا ہو کر قلعہ چٹیال میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئی۔ ۱۵ صفر کو خود بدولت نے بھی دریائے مذکور کو عبور فرمایا۔

اس کے بعد غرۂ ربیع الاول ۱۱۹۷؁ھ (م ۴ فبروری ۱۷۸۳؁ء) کو احتشام جنگ نے ملازمت حضور

وعفو جرایم کی نسبت بعض شرائط کے ساتھ ایک معروضہ روانہ کیا۔ جن میں سے بعض کو منظور فرماکر خود بدولت نے ان کو حاضری کا حکم دیا لیکن اس کو احتشام جنگ نے تسلیم نہ کیا اور سوال وجواب میں معذرت ومعافی ملتوی رہی یہاں تک کہ ۶ ربیع الاول کو حیدری سرداروں میں سے بعض نے اپنی قیام گاہ اور قلعہ کے درمیان جو پشتہ کوہ واقع تھا اُس پر اس خیال سے قبضہ کرلیا کہ کہیں فریق مخالف اُس پر توپیں نہ چڑھادے اس کے قبضہ میں مختصر سا مقابلہ ہوا جس میں احتشام جنگ کے سپاہی پسپا ہوے اور قلعۂ چٹیال میں داخل ہو گئے۔ اس پشتہ کوہ پر قبضہ پانے کے بعد دوسرے ہی روز بندگانعالی دریائے گوداوری کے کنارے سے اُٹھ کر اپنی فوج سے آملحق ہوے۔ اس کے دوسرے دن خود بدولت ہودج میں سوار ہو کر نکلے۔ خواصی میں تیغ جنگ شمس الملک تھے حسب الحکم ہر طرف حملہ شروع ہوا۔ اثناء جنگ میں سید عمر خاں نے حاضر ہو کر حضور عرض کی کہ سدی یاقوت ودلاور جنگ فرنگی اپنے اپنے گروہ کے ساتھ میری افواج سے مقابل ہوگئے ہیں جمیعت غلام قلیل ہے اس لئے کمک کا امیدوار ہے معاً شمس الملک نے حضور کے حکم پر مکارم خاں کو اس کے ساتھ کردیا اور محمد عظیم خاں اور پرورش علیخاں کو جلد کمک پہنچانے کے لئے حکم دیا اسی دوران میں شاہ میرزا پسر ثابت جنگ سواران پائیگاہ وجوق حبوش و رویلہ کے ساتھ حملہ میں شریک ہو گئے اور ادھر عظیم خاں جوانان پائیگاہ اور اپنے رسالہ کے ساتھ حریف کے قلب پر حملہ آور ہوے۔ اس جنگ میں نظام علیخاں کی فوجی ترتیب نقشہ سے ظاہر ہوگی

نقشہ صفوف جنگ سنہ ۱۱۹۷ھ

بمقابلہ احتشام جنگ بمقابلہ چٹپال من مضافات ارل

التمش

سید عمر خان و شاہ مرزا پسر ثابت جنگ و محمد عظیم خان

میمنہ

نجم الدولہ امجد خان و غلام امام خان (صولت جنگ پسر شرف الدولہ)

قلب

نظام علی خان

میسرہ

گھانسی میاں و علی محمد خان پسر مجاہد جنگ

طرح میمنہ

پرورش علیخاں

طرح میسرہ

رفعت الدولہ

یہی معرکہ فیصلہ کن ثابت ہوا اس کے متعلق صاحب تذکرۂ نرمل نے تفصیل یہ لکھا ہے کہ جس وقت
احتشام جنگ کو سدی ظفر الماس کے مطیع ہونے اور قلعہ جگتیال کے ہاتھ سے نکل جانے کی
اطلاع ملی تو انہوں نے بسر جلسۂ عام تمام گروہ غلامان وحبشیوں پر سخت اظہار رنج وغضب کر کے
بے وفائی کا دھبہ ان پر لگایا تھا اس محفل میں سدی یاقوت بھی موجود تھا (اس حبشی غلام کے زیر اثر
رسالہ عروب وحبش و روہیلہ وگیر کارخانہ جات بھی تھے) اس کو یہ ناگوار گزرا اور اس کے بعد سے
اس نے عزم بالجزم کر لیا کہ کسی موقع پر اپنی بہادری اور وفاداری کا ثبوت دے یہاں تک کہ
ایک روز جب کہ سرکاری فوج میدان میں نمودار ہوئی تو وہ اپنی عرب و روہیلہ اور حبشیوں کی جملہ
ایک ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مذکور سے نکل کر حملہ آور ہو گیا اس کے ساتھ ہی فرانسیسی فوج کا سردار
ولاور جنگ بھی اپنی فوج کو لیکر نکل آیا اور قلعہ کی توپوں سے گولے اگ برسنے لگے۔ ادھر سے حضوری
افواج بھی آگے بڑھیں مقابلہ دست بدست ہو گیا احتشام جنگ کی ٹرہ کرآئی ہوئی تقریباً ساری
فوج کٹ گئی عہدہ داروں میں سے س.ی یاقوت تو زخموں میں چور ہو کر میدان ہی میں گرفتار ہو گیا۔
ولاور جنگ البتہ زخمی ہو کر واپس ہو گیا احتشام جنگ کے گارڈیوں کی فوج کے بارہ نشان
بندگانعالی کی فوج کے ہاتھ آئے۔ اس شکست سے احتشام جنگ کا دل شکستہ ہو گیا اور جنگ
سے نادم ہو کر عفو تقصیرات کے لئے اپنی والدہ کو خدمت بندگانعالی میں روانہ کیا اس سیّدہ
بیوہ کی عرض پر احتشام[1] جنگ کو دربار میں حاضر کرنے کے لئے مشیر الملک (غلام سیّد خان
سہراب جنگ) کو روانہ کیا گیا ۱۴ ربیع الاول ۱۱۹۷ھ ہجری (م ۱۷ فروری ۱۷۸۳ء) کو

---

[1] نوزک آصفیہ صفحہ (۳۱۷)

وہ حاضر دربار ہوئے ان کی تقصیرات کو معاف کر کے بندگانعالی نے اپنے ہاتھ سے ان کو سرپیچ مرصع باندھا اور خلعت عفو سے سرفرازی بخشی طلب معافی کے واقعہ کی نسبت صاحب تذکرۂ نرمل کا بیان یہ ہے کہ پہلے احتشام جنگ نے اپنی والدہ کی طرف سے عریضہ لکھا جس میں اُن کی ناتجربہ کاری اور سخن نشنوی کا اظہار کر کے عفو تقصیرات کی درخواست کی گئی تھی ۔ اس کو ملاحظہ فرما کر بندگانعالی نے ماما بڑن کو پھولوں کا گہنا دیکر احتشام جنگ کے پاس روانہ فرمایا وہ اُن کے پاس جاکر بڑی مدارات سے پیش آئی پھولوں کے ہار ان کو پہنائے اور فہمائش کر کے احتشام جنگ کو گھوڑے پر سوار کرا کے اپنے ہمراہ حضور میں لے آئی قدمبوسی کے بعد بندگانعالی نے ان کے تقصیرات کو معاف فرمایا اور احتشام جنگ نے ابراہیم باغ (جس کو ان کے والد ابراہیم بیگ خان دھونسہ نے بڑے اعلیٰ پیمانہ پر تیار کیا تھا اور اسی میں ان کے محلات وغیرہ رہتے تھے) خالی کر کے خود آپ عیدگاہ کے متصل میدان میں ڈیروں میں جا ٹھیرے جس کے بعد خود بدولت نے غلام سیدخان سہراب جنگ (معین الدولہ مشیر الملک ارسطوجاہ اعظم الامرا) کو حکم دیا کہ علاقہ نرمل کا جمع خرچ وخزاین نقد وجواہر وغیرہ کا متصدیوں سے جایزہ لیں اور ملاحظہ میں پیش کریں چنانچہ نقد یک کرور روپیہ کے علاوہ از قسم زر وزیور وجواہر وجنس کارخانہ جات قیمتی ایک کڑور روپیے برآمد ہوئے کارخانہ جنسی کے کارپردازوں کو حکم ہوا کہ ہڈدہات وپہرس وغیرہ کی عمدہ عمدہ توپیں قلعہ گولکنڈہ روانہ کردیں اور باقی دوسری توپیں نرمل کے قلعہ اور شہر پناہ اور برجوں پر رکھدیں اس کے بعد نرمل کی عملداری اور قلعہ نرمل کی قلعداری پر امام علی خان برہان الدولہ کو

---

۵۷ تذکرۂ نرمل صفحہ (۹۲)

نامزد فرمایا۔ اور احتشام جنگ کو صوبہ داری ایلچپور اور خطاب ظفر الدولہ سے سرفراز کیا۔ اس انتظام واہتمام کے بعد سیر و تماشائے محلات و باغ وغیرہ میں ایک عرصہ گزار کر ۲۶؍ جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ (م ۲۹؍ مئی ۱۷۸۳ء) کو وہاں سے نکلکر بروز جمعہ ۴؍ رجب ۱۱۹۷ھ (م ۵؍ جون ۱۷۸۳ء) کو داخل بلدہ حیدرآباد ہوئے۔

۱۱۹۶ھ میں پیشوا کے ساتھ ایک معاہدہ کے طے کرنے کے سلسلے میں بندگانعالی اودگیر تشریف لے گئے۔ اس معاہدہ کی تفصیل اور اسباب اوراق مابعد میں بیان ہوگی۔

اتحادِ پیشوا و نظام علیخاں

ٹیپو سلطان کے مقابلہ کے لئے مرہٹوں کا نظام علی خان کو اپنے ساتھ متفق کرنا اور اسی غرض کے تحت صلح نامہ بہ رعایت گجرا طے پانا

۴ ر جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ (م ۱۷ ر مارچ ۱۷۸۳ء) کو انگریزی کمپنی اور پیشوا کے مابین ایک صلح نامہ (بنام صلح نامہ سال بائی) طے پایا جس کا فقرہ نہم ریاست خداداد میسور سے متعلق اس مضمون پر مشتمل تھا کہ حیدر علی خان نے پیشوا سے گو مصالحت کرلی تھی لیکن وہ پھر فساد برپا کر کے انگریزی کمپنی اور اس کے حلیف محمد علی خان والی کرناٹک کے بعض علاقہ جات پر قابض و متصرف ہو گئے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ ان مقبوضات کو واپس اور گرفتاران جنگ کو رہا کردیں جو حالیہ جنگ میں انہوں نے حاصل و گرفتار کئے تھے اور ۹ ر رمضان ۱۱۸۱ھ (م ۲۹ ر جنوری ۱۷۶۸ء) کے عہد نامہ کی رو سے (جو حیدر علی خان اور پیشوا کے مابین ہوا تھا) محمد علی خان اور انگریزوں کے جس حصہ ملک پر وہ قابض ہو گئے تھے چھ مہینے میں واپس کردیں۔ اس کے مقابل انگریزوں نے یہ اقرار کیا کہ وہ حیدر علی خان کے ساتھ کوئی مخالفت اس وقت تک نہ کریں گے جب تک کہ وہ انگریزوں یا ان کے حلیف کے ساتھ کوئی مخالفانہ طرز عمل اختیار نہ کریں۔

اس شرط صلح سے ظاہر ہے کہ انگریزی کمپنی پیشوا کے ذریعہ حیدر علی خان سے اپنے منتزعہ مقبوضات کو حاصل کرلینا چاہتی تھی۔ لیکن اس صلح نامہ کے پانچ ماہ قبل ہی یکم محرم ۱۱۹۷ھ (م ۷ ر دسمبر ۱۷۸۲ء) کو مرض سرطان سے حیدر علی خان کا انتقال ہو گیا تھا۔

جن کے بعد ان کے فرزند ٹیپو سلطان ان کے قایم مقام ہوئے تھے اُن پر لازم نہ تھا کہ وہ اس باہمی مصالحت کو قایم رکھتے جو ان کے والد اور پیشوا کے مابین تھی۔ اور نہ اُن پر اس شرط منبۂ صلح نامہ سال بائی کی تعمیل کی ذمہ داری قانوناً عاید ہو سکتی تھی۔ او ممکن ہے کہ انگریز کمپنی نے سابقہ تہہ نامہ کی تجدید اور ٹیپو سلطان سے اس کی توثیق کرانے کے لئے پیشوا کو مجبور یا آمادہ کرانا نامناسب تصور کیا ہو۔ اس لئے انہوں نے راست ٹیپو سلطان سے ایک جدید صلح نامہ کی تکمیل کا تصفیہ کر لیا لیکن وہ اپنے والد کے انتقال کے قبل ہی سے انگریزی کمپنی اور اس کے جنوبی ہند کے زمیندار حلیفوں کے ساتھ برسرپیکار تھے جس کا سلسلہ سال مابعد تک چلتا رہا۔ آخر جب انگلستان کی حکومت نے اپنے فرانسیسی حریفوں سے[1] صلح کر لی تو اس کی شرایط کے تحت فرانسیسیوں کو ٹیپو سلطان کے پاس کے متعینہ فرانسیسی عہدہ داروں کو واپس طلب کر لینا پڑا۔ اس طرح ٹیپو سلطان کے پاس سے جب ایک شایستہ اور معقول فرانسیسی فوج نکل گئی تو پیش پا افتادہ مہم میں وہ اس قابل نہیں رہے کہ خود تنہا انگریزی فوج سے مقابلہ کرتے اس زمانے میں وہ قلعہ منگلور کے محاصرہ پر تھے ناچار انہوں نے مصالحت کو مناسب تصور کیا اور ۱۱ ماہ مارچ ۱۷۸۴ء (م ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ) کو ایک صلح نامہ (بنام صلح نامہ منگلور) طے پایا جس کی رو سے فریقین نے اپنے اپنے سابقہ مقبوضات پر قابض اور حالیہ مقبوضات کو چھوڑنے کا اقرار کر لیا۔ جس طرح انگریزوں کو ریاست میسور کا کھٹکا لگا ہوا تھا اسی طرح مرہٹہ سرداروں کو بھی اس کی طرف سے خطرہ تھا۔ جب پیشوا کو یہ علم ہوا کہ

---

[1] یہ صلح ۱۷۸۳ء (م ۱۱۹۸ھ) میں بمقام وارسیلز (فرانس) ہوئی۔

انگریز اور ٹیپو سلطان کے مابین صلح ہو رہی ہے تو انہوں نے خیال کیا کہ انگریزی کمپنی معاہدہ سال بائی کو فسخ کرنے پر آمادہ ہو گئی ہے۔ جس پر انہوں نے ٹیپو سلطان کے پاس بغرض مصالحت وصول چوتھ اپنے ایلچی روانہ کئے جس کے جواب میں ٹیپو سلطان نے کہلا بھیجا کہ ان کے والد نے چند ضرب توپ اور بندوقوں کے سوائے کوئی اور چیز متروکہ میں نہیں چھوڑی ہے جس کے ساتھ میں حاضر ہوں اس جواب سے مرہٹوں نے خایف و پُر دل ہو کر یہ تجویز کی کہ نظام علی خان کے ساتھ اتحاد قایم کر کے ٹیپو سلطان سے ان علاقوں کو حاصل کریں جن پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا اور ان حملوں کا جوان ہر دو کے مقبوضات پر ہو رہے تھے یا آئندہ جن کے لئے تیاریاں جاری تھیں مقابلہ اور سدباب کریں انہوں نے نظام علی خان کو یہ سمجھایا کہ جس طرح پیشوا کے اکثر علاقہ پر ٹیپو سلطان نے قبضہ کر لیا ہے اسی طرح خود نظام علیخان کے علاقے بھی ان کے حملات و تصرف سے محفوظ نہیں رہے اور یہ تحریک کی کہ ہر دو قوتیں کسی باہمی مصالحت کے ساتھ ٹیپو سلطان کا مقابلہ کریں اور اپنے اپنے مقبوضات ان سے حاصل کر لیں اور اس کے بعد بھی وہ صلح نہ کر لیں تو ان کے علاقے میں در آئیں لیکن ہر دو رؤسا کا اپنے اپنے مستقر حکومت پر رہکر ایسے معاہدہ کا جلد اور حسب مراد طے پانا غیر ممکن تھا اس لئے دونوں فریقوں نے یادگیر کے قریب دریائے بھیرا کے کنارے اس کی تکمیل کی قرارداد کی چنانچہ نظام علی خان ۱۴ ربیع الاول ۱۱۹۸ھ (م ۲ فروری ۱۷۸۴ء) کو حیدر آباد سے نکل کر یادگیر روانہ ہوئے اس موقع پر ٹیپو سلطان کے خلاف عمل جارحانہ اختیار کرنے میں نظام علیخان کو بجانب حق قرار دینے کے لئے صاحب توزک آصفیہ پہلے ٹیپو سلطان کی زیادتیوں کو

بیان کرتا ہے اور اس کے بعد نظام علی خان کی خواہش چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ۱۱۹۹ھ کے اوایل میں ٹیپو سلطان نے اپنا روپیہ (جو وزن میں دو تولے اور جس میں ان کے نام کے ساتھ سلطان کا لفظ شامل تھا) مسکوک کر کے میسور کے علاقہ میں جاری کرنے کے علاوہ ممالک محروسہ بندگانعالی میں بھی جاری کرا دیا چنانچہ ایسا بہت سا روپیہ حیدرآباد میں بھی پہنچکر کوچہ بکوچہ رائج ہو گیا اور یہ خبر عام طور پر مشہور ہو گئی کہ وہ بندگانعالی کے مقابلہ میں خروج کر رہے ہیں ان کے مراسلات جو اسی زمانے میں بندگانعالی کی خدمت میں وصول ہوے اس کی تائید کرتے تھے کہ خلاف رسم قدیم اور اپنے باپ کے طرز عمل کے خلاف انہوں نے مراسلات میں عرضی کی مد نکالکر مساویانہ طریقہ پر خطوط لکھ بھیجے اور ان قلعہ جات و پرگنوں کو جنہیں ان کے باپ حیدر علی خان کھو بیٹھے تھے۔ لوٹ لاٹ کر ویران کر دیا۔ دریائے شور کے زمینداران و رعایا کو معمولی حرکات و جرایم کے بہتان کے ساتھ ان کے ورثہ سے محروم کر کے علم ظلم بلند کر رکھا تھا اس پر بھی قانع نہ رہ کر غنیم (انگریزی کمپنی) کے مقبوضات پر طرح طرح کے خارج از تقریر و تحریر مظالم برپا کر کے اکثر قلعے بجبر حاصل کر لئے اور ہر طرف اپنی سلطانی کا شہرہ اور طنطنہ قایم کر دیا تھا اور برہمنان پونہ وغیرہ کو جس جگہ پاتے دستگیر کر کے مختون کر دیتے اور انگریزوں کو بندرگاہوں اور ان کے قلعوں میں سے قید و گرفتار کر کے آتش غضب میں جلاڈالتے تھے ان مظالم کی اطلاع جب بندگانعالی کو دیگئی تو انہوں نے یہ نصیحت نامہ لکھا کہ "مابدولت اب تک تمہاری بے اعتدالی و شوخی سے چشم پوشی کرتے رہے

لہ توزک آصفیہ صفحہ (۳۳۰)

اور چونکہ تمہاری ہمت بلندان عیسائیوں کے دفع کرنے اور غاصبوں کے خلاف کوشش میں
مصروف رہی ہے ہم نے تمہاری مدد اور رعایت کو مقدم جانا اب بھی کچھ نہیں گیا ہے
مناسب یہ ہے کہ اپنے حرکات سے باز آکر راہ راست اختیار کرو ہم کو اُس عہد وپیمان
کا پاس ہے جو ہمارے اور تمہارے والد کے مابین ہوا تھا انہوں نے تم کو ہماری
حفظ وامانت میں سپرد کیا تھا اور ہم نے اپنی شمشیر خاص تمہیں مرحمت کی تھی اب بھی اگر اپنے
حدود سے متجاوز نہ ہو تو حسب حال تمہاری رعایت کیجائیگی والا آنچہ خواستِ ایزدی است
بظہور می رسد۔[1] اس نصیحت نامہ کے بعد چندے انہوں نے ملک ومال سے دست
تعدی کھینچ لیا لیکن پھر حسب سابق زیادتیاں شروع کیں مگر پنڈت پردھان کے سردار
کے عرائض پر ٹیپو سلطان کے خلاف مرہٹوں سے اتحاد قایم کرنے کے لئے بندگانعالی
ایت گیر (یادگیر) روانہ ہوئے۔

۲۵ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ (م ۱۸ مارچ ۱۷۸۴ء) کو بالاجی پنڈت عرف نانا پھڑنویس
نے باریاب ہوکر اپنا عندیہ بیان کیا گفت وشنید کے بعد بوقت رخصت بندگانعالی نے اپنے
دست مبارک سے شمشیر باقبضۂ مرصع وعلی بند اور خنجر مرصع باعلاقہ مکلل ان کی کمر میں لگایا جس پر
پنڈت مذکور نے سروقد کھڑے ہوکر تسلیمات بجالائی۔ اور ایک اشرفی نذر گزرانی دوسرے روز
پنڈت مذکور سوال جواب صلح نامہ کے تحت پھر حاضر دربار ہوئے۔ ۲ر جمادی الاول ۱۱۹۸ھ
(م ۲۹ مارچ ۱۷۸۴ء) کو خود بدولت ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے پنڈت مذکور نے

۱؎ تزک آصفیہ صفحہ (۳۳۲)

ایک کوس آگے آکر حضور کا استقبال کیا اور ان ڈیروں میں جو حضور ہی کے لئے نصب کئے گئے تھے ان کو لیجا کر بٹھایا اور بہت سارے جواہر گراں بہا اور اقمشہ اعلیٰ نذر کئے۔ یہیں تکاجی ہولکر نے بھی بندگانعالی سے ملاقات کی دفعات عہد نامہ کے طے ہونے کے بعد مرہٹہ سرداروں کی طرف سے بندگانعالی کو پرتکلف دعوت دیگئی جس میں ۱۳ رجمادی الاول ۱۱۹۸ھ (م ۴ر اپریل ۱۷۸۴ء) کو اعلیحضرت معہ صاحبزادگان و امرا رونق افروز بزم ہوئے اور ۲۲ رجمادی الاول کو دریائے بھیما کے کنارے سے نکل کر قلعہ ایت گیر کی سیر کی اور وہیں عسکر جنگ قلعدار کی نذر قبول فرمائی اور ان کو جواہر سے سرفراز بھی فرمایا۔ اس کے بعد تکاجی ہولکر نے بندگانعالی کی ایک ضیافت علیحدہ کی۔ اس میں جن مرہٹہ سرداروں پر بندگانعالی کی جانب سے سرفرازیاں ہوئی ہیں ان کی تفصیل شاہ تجلی نے[1] بتائی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسب ذیل آٹھ نامور مرہٹہ سردار اس موقع پر موجود تھے تکاجی ہولکر[1]۔ نانا پھڑنویس[2] ۔ ہری رام پھڑکیہ[3]۔ کشن راؤ بلال[4]۔ اپا بلونت راؤ[5]۔ گوبند کشن پسر کشن راؤ[6]۔ گوبندراؤ بھگونت[7]۔ بلونت راؤ[8] نایب مودھاجی بھونسلہ بندگانعالی یہاں سے ۵ر رجب ۱۱۹۸ھ (م ۲۶ر مئی ۱۷۸۴ء) کو حیدرآباد واپس ہوئے۔ منازل واپسی میں بمقام دھنواڑہ حضور کے ملاحظہ میں عہدنامۂ ایت گیر پیش ہوا جس پر ۶ر شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۵ر جون ۱۷۸۴ء) کو خود بدولت نے دستخط کر کے تکمیل کر دی۔ یہ عہدنامہ عہدنامہ ایت گیر کے نام سے موسوم ہے اس کی نقل ضمیمہ (ب) میں قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش کی جائیگی۔

اسی سفر میں ایک مقام پر کسی آوارہ گرد درویش نے مہدوی قوم پر بدشت کلامی کی

---

[1] تو زک آصفیہ صفحہ (۳۳۲)

فوج ہمرکاب ہیں بعض اس قوم کے افراد بھی تھے جن کو اس کی تلخ کلامی ناگوار گذری جس پر سپاہیوں میں خون ریزی ہوگئی اس واقعہ کی تفصیل ہم نے اپنی تصنیف سوانح تیغ جنگ میں بتلائی ہے آخر تیغ جنگ (شمس الملک امیر اول پائیگاہ خاص) کی فہمائش پر جھگڑا چکا اس واقعہ کے دوسرے روز سواری مبارک پالمور (معروف بہ محبوب نگر) پہنچی جہاں سے بمنازل طولانی طے مسافت کرکے ۱۲ر شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۱۱ر جون ۱۷۸۴ء) کو بنگاہ [illegible] اہل حیدرآباد پہنچے

انگریزی کمپنی کو جب یہ علم ہوا کہ مرہٹوں اور نظام علی خان کے مابین کوئی باہمی سمجھوتہ ہو رہا ہے تو اس اتحاد کو اپنے اغراض کے خلاف تصور کیا اور مسٹر جانسن کو بہ حیثیت سفیر حیدرآباد روانہ کیا تاکہ اس باہمی اتحاد میں اگر کوئی امر انگریزی کمپنی کے مقاصد کے خلاف طے ہوا ہو تو اس کا دفع دخل ہو جائے اور یہ بھی ان کے شریک مصلحت ہو جائیں اس موقع پر انگریزی کمپنی کو نظام علی خان سے جنگ برپا کرنے کے لئے ایک حیلہ موجود تھا کہ بسالت جنگ کا انتقال ہو کر ایک عرصہ ہو گیا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے گنٹور کو بموجب معاہدہ ۱۱۸۱ھ انگریزی کمپنی کے سپرد نہیں کیا تھا اس لئے اس موقع پر اپنے سفیر کو بھیجنے میں مصلحت تھی کہ ان کو اپنے خلاف ہونے نہ دیں چنانچہ مسٹر جانسن حیدرآباد پہنچکر یکم شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۲۱ر مئی ۱۷۸۴ء) کو حضور میں باریاب ہوئے اور منجانب شاہ انگلستان تحفے تحایف پیش کئے۔ وہ تقریباً دس مہینے حیدرآباد میں رہکر ۲ر جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ (م ۱۲ر اپریل ۱۷۸۵ء) کو واپس ہوئے۔

قلعہ بادامی کا محاصرہ | ایٹ گیر کے صلح نامہ کے بعد پیشوا نے اُدھر اپنے سرداروں کے نام فراہمی فوج کے احکام دئیے اور اِدھر نظام علی خان نے اس کے بعد اپنی فوج کے ساتھ پونہ سے

پیشوا ٹیپو سلطان کی حدود کی طرف بڑھے اور نظام علی خان بھی ۲۳ محرم سنہ ۱۲۰۰ھ (م ۲۶ نومبر ۱۷۸۵ء) آگو
جنگ میں ان کے ساتھ شریک ہونے کی غرض سے حیدرآباد سے نکل کر عیدگاہ جدید کے
پاس خیمہ زن ہوئے۔ ان ایام میں تیغ جنگ کے فرزند کی تسمیہ خوانی ہو رہی تھی جس کی تکمیل
یہیں کر کے ۸ صفر م ۱۱ دسمبر کو آگے بڑھے اور منزل بمنزل اودگیر سے ہوتے ہوئے ۱۳
جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۰ھ (م ۱۳ اپریل ۱۷۸۶ء) کو قلعہ بادامی کے محاصرے میں مرہٹہ سواروں
کے شریک ہو گئے۔ محاصرہ کا دوران بڑھنے لگا تو نظام علی خان اپنی طرف سے شرف الملک
رفعت الملک، حشمت جنگ، راجہ تیج سنگھ، کنور جودھ سنگھ، کنور بیجے سنگھ، کنور نرندر سنگھ، رستم راؤ
باندھرہ، محمد لودھی خان، سوائی خان، داؤد خان وغیرہ کو تیس ہزار سوار جرار کے ساتھ محاصرہ
پر چھوڑ کر خود آپ بلدہ حیدرآباد واپس ہوئے جہاں ۱۹ رجب سنہ ۱۲۰۰ھ (م ۱۸ مئی ۱۷۸۶ء) کو پہنچے

قلعہ ادھونی کا محاصرہ

قلعہ بادامی کا محاصرہ حسب بیان نشان حیدری[۵۱] تو مہینے رہا آخر برضامندی
قلعہ دار اس پر قبضہ ہوا جس کے بعد متحدین کے سرداروں نے قلعہ دھارواڑ، جالی ہلی، گجندر گڑھ
نول کنڈہ، نرگوندہ وغیرہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا جب ٹیپو سلطان کو اس کی اطلاع ملی اور ان کو یہ
معلوم ہوا کہ اس نواح کے زمیندار اور پالیگار متحدین سے متفق ہو گئے ہیں تو اس سمت
پیش قدمی کرنے سے باز رہکر انہوں نے اپنی فوج جرار کے ساتھ قلعہ ادھونی کا رخ اختیار کیا
یہ قلعہ بسالت جنگ کے فرزند مہابت جنگ کے زیر تصرف تھا جو نظام علی خان کے
بھتیجے (فرزند بسالت جنگ) بھی تھے اور داماد بھی۔ انہوں نے ٹیپو سلطان کے پاس اپنے

---

۵۱ نشان حیدری صفحہ ۳۰۰

دیوان اسد علی خان کو روانہ کیا تاکہ ان کا عندیہ معلوم کرے اور اگر ممکن ہو تو مناسب شرائط کے ساتھ ان سے مصالحت کی بنا قایم کرے لیکن ٹیپو سلطان نے کسی شرط صلح پر رضامندی کے اظہار کے عوض ان سے کہا کہ نظام علی خان کی مخالفت کی وجہ سے وہ اس قلعہ (ادھونی) پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ اگر مہابت جنگ خود ٹیپو سلطان کے ساتھ متفق ہو کر باہمی صلح کرلیں تو پھر ان کو ان سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔ لیکن مہابت جنگ نے اس کو تسلیم نہ کیا اور متحصن ہو گئے ٹیپو سلطان نے قلعہ ادھونی کا محاصرہ کرلیا اس کی اطلاع نظام علی خان کو ملتے ہی انہوں نے تیغ جنگ اور ارسطو جاہ کو اپنے بھائی ہمایوں جاہ (میر مغل علی خان) کی رکاب میں ٹیپو سلطان کے مقابلے کے لئے ادھونی روانہ کیا۔ ہر دو امیر ہمایوں جاہ کی رکاب میں غرۂ شعبان سنہ ۱۲۰۰ھ (م ۲۰ رمئی ۱۷۸۶ء) کو حیدر آباد سے نکل کر کوچ ہائے طولانی مضافات ادھونی میں پہنچے اس خبر کے سنتے ہی ٹیپو سلطان محاصرہ چھوڑ کر شاہ ڈونگر کی پہاڑی پر جا ٹھیرے اور اس تازہ دم سرکار عالی کی فوج پر چھاپے مارنے لگے۔ دو ایک خفیف مقابلے بھی ہوئے جس میں سے ایک میں نظام علی خان کی افواج کو کامیابی ہوئی آخر ارسطو جاہ و تیغ جنگ نے مہابت جنگ کو ان کے زنانے اور خاص خاص متعلقین کے ساتھ قلعہ ادھونی سے نکالکر معقول بدرقہ اور فوج کے ہمراہ رائچور روانہ کر دیا۔ قلعہ مذکور کو خالی پاکر ٹیپو سلطان کی افواج نے اس پر قبضہ کرلیا۔

اس اثناء میں بعض بداندیشوں نے یہ افواہ اڑائی کہ مہابت جنگ کے دریائے کرشنا پار ہوتے وقت ٹیپو سلطان نے اپنی بے شمار فوج کے ساتھ حملہ کر دیا جس سے

پریشان ہوکر تیغ جنگ و ارسطوجاہ میدان جنگ سے سراسیمہ نکل گئے۔ حالانکہ یہ دونوں
امراء مہابت جنگ کو دریا پار کرکے آپ ہری رام پھڑکیہ کے ساتھ کپل بہادر بنڈہ
روانہ ہوئے تھے نظام علی خان نے اس خبر سے پریشان ہوکر ان ہر دو امراء کو لکھا کہ اپنے
چند سرداروں کو مرہٹہ فوج کی کمک کے لئے چھوڑ کر جلد تر حاضر خدمت ہو جائیں جس پر
انہوں نے شرف الملک، اعتقادالدولہ، رفعت الملک، سردارالدولہ، رائے بہار امل،
جمنا راجہ وغیرہ کو تیس ہزار سوار جرار کے ساتھ وہیں چھوڑ دیا اور آپ خود واپس ہوکر ۲۲ ذیقعدہ
۱۲۰۰ھ (م ۲۸ اگسٹ ۱۷۸۶ء) کو حاضر حضور ہوئے۔

قلعہ شاہ نور پر متحدین کا حملہ

ہری رام پھڑکیہ اور افواج سرکار عالی نے بہادر بنڈہ پہنچ کر اس کا محاصرہ
کرلیا اور تین چار ہی دن میں اس پر قبضہ کرلیا اس کے بعد وہ چاہتے تھے کہ کپل کے قلعہ
کو بھی فتح کرلیں لیکن ٹیپو سلطان نے ادھونی سے سیدھا اسی طرف کا رخ اختیار کیا اور قریب
پہنچ کر متحدہ افواج پر شبخون مارا چونکہ اطراف پہاڑیاں تھیں اس لئے افواج سرکار عالی اور
مرہٹہ کو نقصان پہنچا۔ جہاں سے متحدہ فوجیں آگے بڑھ گئیں اور قلعہ شاہ نور پر حملے کا ارادہ
کیا اس نوبت پر راجہ ہولکر بھی تیس ہزار سوار کے ساتھ متحدین سے آملے تھے یہاں کا
قلعدار حلیم خان (ٹیپو سلطان کا بہنوی) افواج متحدہ سے مل گیا تھا لیکن ٹیپو سلطان نے
سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور ایک دم تاخت کرکے چوبیس گھنٹے ہی میں اس قلعہ پر قبضہ کرلیا
اب ہری رام پھڑکیہ نے سرینگ پٹن پر حملے کا ارادہ کیا ٹیپو سلطان بھی ان افواج متحدہ کے
پیچھے پیچھے دو تین کوس فاصلے پر ساتھ رہے اور موقع بموقع حملے کرتے رہے پیچھے سے

آگے نکل کر غنیم کو روکنے کے لئے کوئی مناسب راستہ یا موقع ٹیپو سلطان کو نہ ملا یہاں تک کہ
ایک پہاڑیوں سے گھرے ہوئے تنگ مقام میں متحدین کی افواج پہنچیں یہاں جاسوسوں
نے خبر پہنچائی کہ اس مقام پر ٹیپو سلطان نے افواج متحدہ پر شبخون مارنے کی تیاری کر لی ہے
اس اطلاع پر یہاں سے جلد تر نکل جانے کی تجویز ہوئی لیکن آگے بڑھتے بڑھتے رات ہو گئی
آخر ٹیپو سلطان نے حملہ کر دیا۔ بہزار خرابی افواج متحدہ اس تنگ و تاریک مقام سے نکلیں
بہت سارا مال و متاع ٹیپو سلطان کو غنیمت میں ملا جب یہاں سے نکل کر متحدہ فوجیں بہادر بنڈہ
کے قریب پہنچیں تو ٹیپو سلطان نے نہایت تیزی سے اس قلعہ پر قبضہ کر کے گولہ باری شروع
کر دی۔ اس کے بعد جب ٹیپو سلطان کو ہری رام پھڑکیہ کے عزم مصمم کی خبر ملی کہ وہ سرینگا پٹن
پر حملہ کرنے کو بڑھ رہا ہے تو انہوں نے صلح کی سلسلہ جنبانی کی آخر ہر سال پینسٹھ لاکھ روپے
بطریق چوتھ ادا کرنے پر صلح ہوئی جس کے بعد تمام فوجیں اپنے اپنے مقام و مرکز کو واپس ہوئیں

تنخواہ جاگیر کے نسبت احکام

جس عہد کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں اس میں تنخواہ جاگیر سے جو لوگ
سرفراز ہوتے تھے ان کا فریضہ تھا کہ جتنے جوانان و سوار کی عہدہ داری کے عوض ان کو
تنخواہ جاگیر ملی ہو اتنے جوانوں اور سواروں کا ہمیشہ ملازم رکھنا اور ان کی تنخواہ اس جاگیر سے
ادا کرنا ان پر لازم تھا لیکن اکثر عہدہ داروں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا کہ وقت ضرورت
مقررہ سوار و جوانوں کو مامور کر لیتے اور بعد رفع ضرورت ان کو برطرف کر دیتے تھے اس طرح
اپنی جاگیر سے ایک معتدبہ حصہ محاصل بچا لیتے تھے۔ ارسطو جاہ جب دیوان ہوئے تو انہوں
نے اس کی ممانعت میں تاکیدی احکام جاری کئے آخر جنگ مذکور سے فراغت پانے کے بعد

انہوں نے ایسے عہدہ داروں اور جاگیرداروں کو حکم دیا کہ اب تک جو کچھ بچت اس طرح
کر لی گئی ہے اس سے درگزر کیجاتی ہے سال رواں کی بابت جو کچھ بچت ہوی ہو داخل
سرکار کر دیجائے اور آیندہ مقررہ تعداد ملازمین کی مامور رکھی جائے اس حکم سے موہن راؤ
نیگلیہ (جاگیردار رودرور) نے انحراف کیا تو ۱۲۰۲ھ میں اس کی جاگیر پر ضبطی کے احکام جاری
کئے گئے جس پر وہ اپنے علاقہ میں فوج کثیر فراہم کر کے آمادہ پیکار ہو گیا اور اطراف کے علاقۂ
سرکاری پر دست بُرد شروع کر دی نظام علی خان نے اس کی تادیب و سرکوبی کے لئے
قلعدار اودگیر سزاوار الدولہ اور راجہ بہارامل کو مامور کیا۔ موہن راؤ نیگلیہ نے تاب مقاومت
نہ لاکر راہ فرار اختیار کی اور قلعہ رودرور پر سرکار عالی کا قبضہ ہو گیا۔

۱۲۰۲ھ ہی میں سرکار ایلگندل، وورنگل و میدک وغیرہ بعنوان تعہد راجہ دیسکھ
کے سپرد کئے گئے تھے زمیندار جنور (جو قوم بلیہ سے تھا) ایلگندل کے تحت تھا اس نے راجہ
دیسکھ کے احکام کی نہ صرف خلاف ورزی کی بلکہ اس کے ساتھ بداخلاقی سے بھی پیش آیا جس
پر دیسکھ نے بندگانعالی سے اس کی تنبیہ کے لئے اجازت اور مدد چاہی خود بدولت نے
راجہ بہارامل تیجونت بہادر کو اُن کی کمک پر نامزد کیا دیسکھ مذکور اور راجہ بہارامل نے
متفقاً اس پر حملہ کر کے اس کے قلعہ کی بیرونی فصیل پر قبضہ کر لیا جس کے پاس ہی آب
نوشید فی کے چشمے تھے ان چشموں کے قبضہ سے نکل جانے کی وجہ سے راجہ جنور اور تمام
قلعہ والے پریشان ہو کر صلح پر آمادہ ہو گئے۔ راجہ بہارامل اور راجہ دیسکھ نے قلعہ پر قبضہ کر کے شرائط
پیش کردہ کو منظوری کی خاطر بندگانعالی کے ملاحظہ میں روانہ فرمایا۔ اسطرح جاہ کی تحریک پر اعلیحضرت نے یہ حکم دیا
کہ راجہ جنور کو طلب کر کے قلعہ محمد نگر میں قید کر دیا جائے۔

سفارت جان کناوے

کمپنی نے اپنی طرف سے کپتان جان کناوے کو سفیر بنا کر حیدر آباد روانہ کیا وہ یہاں پہنچ کر ۲۹ شعبان ۱۲۰۲ھ (م ۲ اگست ۱۷۸۸ء) کو حاضر دربار ہوئے اور کمپنی کی طرف سے تحایف نذر گزرانے اس سفارت کی غرض یہ تھی کہ انگریزی کمپنی کی پیشکش کے بقایا کا تصفیہ کیا جائے اور سرکار گنٹور کو حسب معاہدہ سابقہ کمپنی کے قبضہ میں دیدیا جائے! اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۱۹۳ھ (م ۱۷۷۹ء) میں انگریزی کمپنی نے جو معاہدہ بسالت جنگ سے کیا تھا وہ نظام علی خان کی بغیر اطلاع ہوا تھا اسی وجہ سے انہوں نے خیال کیا کہ ۱۱۸۱ھ (م ۱۷۶۷ء) کا عہدنامہ فسخ و منسوخ ہوگیا جب ۱۱۹۶ھ (م ۱۷۸۱ء) میں بسالت جنگ نے وفات پائی اور انگریزوں نے بروئے عہدنامہ ۱۱۸۱ھ سرکار گنٹور پر قبضہ کرنا چاہا تو عہدہ داران نظام نے ۱۷۶۷ء کے عہدنامہ کے انفساخ کے تصور پر ان کی مزاحمت کی جس کے رفع کرنے اور اُس پیشکش کے بقایا کی نسبت جو کمپنی پر واجب الادا تھی کوئی سمجھوتہ کرنے کی غرض سے جان کناوے مامور ہوئے تھے۔ ان کے حاضر دربار ہونے کے بعد نظام علی خان نے گنٹور پر قبضہ دیدینے کا حکم دیدیا لیکن بقایا پیشکش کے تصفیہ کا انحصار گورنر جنرل کی رائے پر منحصر رکھا گیا جس کے لئے ریاست حیدر آباد سے میر ابو القاسم (میر عالم) کو بہ حیثیت سفیر چند امراء اور منصبداروں کے ساتھ کلکتہ روانہ کیا گیا۔ ان کی جو کچھ آؤ بھگت وہاں ہوئی

اس کا تفصیلی ذکر ہم نے اپنی تصنیف "میر عالم" میں کیا ہے صاحب توزک آصفیہ کا بیان ہے
کہ جس زمانہ میں میر عالم کو سفارت کلکتہ پر روانہ کیا گیا اسی زمانہ میں حافظ فریدالدین خان کو
ٹیپو سلطان کے پاس روانہ کیا گیا۔ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جان کناوے کی سفارت
پر یہ لازم تصور کیا گیا کہ ٹیپو سلطان سے کوئی مفاہمت ہو جائے کہ پیش پا افتادہ معاملات
میں اگر کمپنی کے ساتھ کوئی سوء فہمی پیدا ہو جائے تو اس کے مقابلہ میں ان سے کمک حاصل ہو سکے

میر عالم کی سفارت میں جو مسایل طے ہوئے اس کا اظہار ارل کورنوالس نے
اپنے ایک خط مورخہ ۷ جولائی ۱۷۸۹ء موسومہ نظام علی خان میں کیا ہے جو عہد نامہ کی حیثیت
سے سی یو ایچی سن نے اپنے مجموعہ عہد نامہ جات میں شایع کیا ہے اس کا ترجمہ بطور خلاصہ
یہاں لکھنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

"۱۷۶۸ء (م ۱۱۸۱ھ) کے عہد نامہ کے مطابق نہ نظام نے سرکار گنٹور کو کمپنی کے
تفویض کیا اور نہ کمپنی نے ان کو پیشکش، نظام چونکہ ان دنوں اہم امور میں مصروف تھے
اس لئے کمپنی نے اس معاملہ میں نہ کوئی تحریک کی اور نہ کوئی پیروی جب وہ ان امور سے
فارغ ہو چکے تو رزیڈنٹ (جان کناوے) کو بھیجا گیا کہ سرکار گنٹور کی تفویض کے متعلق وہ
نظام سے عرض کریں اور سرکاران شمالی کی پیشکش کی بابت نظام کو اطمینان اور یقین دلائیں
کہ کمپنی نظام کو پیشکش کا واجبی بقایا ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور آیندہ بھی بروقت ادا
کرتی رہیگی جب نظام نے سپردگی گنٹور کا حکم جاری فرما کر دوستی و خیر اندیشی کا ثبوت دیا ہے
تو کمپنی بھی ان سے مراسم مرعی رکھے گی۔

"ہم نے ان مضامین عہدنامہ پر جن کے معانی مبہم اور مطالب صاف نہ تھے میرابوالقاسم (میرعالم) سے گفتگو کی (پیشکش کی) ادائی بقایا کی ضمانت و اخل کرنے اور سرکاران شمالی کے ایک حصہ کو مکفول کرنے سے میرا انکار اس لئے واجبی تھا کہ انگریزوں کی راستبازی اور قول وقرار کی پابندی ہی خود اس کی ضامن ہے۔"

نظام علی خان نے تجدید عہدنامہ کی خواہش کی تھی اس کے متعلق ارل کورنوالس نے اسی خط میں یہ لکھا کہ میں نے اکثر موقع پر کپتان کناوے کی معرفت اور میرابوالقاسم کی زبانی بھی کہلا بھیجا ہے اور آغاز تحریر میں بھی یہی درج کیا ہے کہ عہدنامہ ۱۷۶۸ء (م ۱۱۸۱ھ) کی تعمیل ہو اور ہمیشہ آپ سے دوستی و اتحاد قایم رہے اور آپ کو بھی میرے بیان سے اور پیچیدہ شرایط معاہدہ کی صراحت سے یہ یقین ہوا ہوگا کہ میں صدق وصفا کی بنیاد پر ہر ایک امر کا تصفیہ کرتا ہوں مگر یہاں مجھ کو بہ اعتبار مباحثہ میرابوالقاسم یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب تک کوئی معقول وجہ عہدنامہ کی تجدید کی نہ ہو اس وقت تک ہمارے ملک کے آئین اور انگلستان کے بادشاہ اور کمپنی کے احکام اور نیز قوم انگریزی کی ایمان و حرمت مانع تجدید عہدنامہ ہیں اس لئے تبدیل یا تجدید عہدنامہ مذکور کو میں نے قبول نہیں کیا اگرچہ عہدنامہ کی تجدید کو منظور نہیں کیا گیا تاہم آپ میرے اس اقتدار کے لحاظ سے جو شاہ انگلستان اور انگریزی پارلیمنٹ نے مجھ کو عنایت کیا ہے میری اسی تحریر کو مثل عہدنامہ تصور فرمائیں کیونکہ یہ خط منظورۂ کونسل ہے اور اس سے زیادہ تصریح کے لئے آپ میرابوالقاسم سے دریافت کریں جن کو میں نے اس تمام گفت و شنید میں آپ کا وفادار صادق اور باخبر و

خیرخواہ ملازم معتبر و معتمد تصور کیا ہے......"

میر عالم کلکتہ سے یہ خط اور بقایاء پیشکش کے منجملہ نو لاکھ سولہ ہزار چھ سو پینسٹھ روپے گیارہ آنے کی تین ہنڈویاں اور قیمتی جواہر و تحایف کے ساتھ ۲۶ ہ جمادی الاول سنہ ۱۲۰۳ ہجری (۲۲ ہ فبروری ۱۷۸۹ء) کو حیدرآباد داخل ہوئے اور بار یاب حضور ہو کر نذر پیش کی او تحفے گزرانے

سنہ ۱۲۰۳ ہجری کا جشن سالگرہ

نظام علی خان نے قلعہ گولکنڈہ میں ایک نیا مکان[1] تعمیر کرایا تھا اس زمانے میں اسی میں فروکش تھے چنانچہ میر عالم کی نذر بندگانعالی نے اسی مکان میں لی۔ نئے مکان کی گھر بھرانی کی تقریب میں یہاں ایک مینا بازار قایم کیا گیا جس میں اقسام کے نفایس و جواہر، ہاتھی گھوڑے بغرض خرید و فروخت مہیا کئے گئے تھے چھوٹے بڑے امیر امرا، اور خود بدولت اس میں حصہ لیتے رہے انہیں دنوں میں ایک پالتو بندر بندگانعالی کا ہاتھ کاٹ لیا۔ یہ زخم ایک مہینہ تک رستا رہا اس کے اندمال کے بعد غسل صحت و سالگرہ کے جشن کی تیاری شروع ہوی جس کا تمام اہتمام ارسطوجاہ کے تفویض کیا گیا تھا ابھی جشن شروع ہونے نہ پایا تھا کہ سر دربار ایک ناگوار واقعہ پیش آگیا وہ یہ کہ ارسطوجاہ ہی کے علاقہ کے ایک جمعدار مسمی حیدر علی بیگ کی جاگیر عرصہ سے ضبط تھی قرض بڑھ گیا تھا وہ قرضخواہوں کے تقاضہ سے تنگ آرہا تھا اور سپاہی اپنی اپنی تنخواہوں کے وصول پانے کے لئے علیحدہ دق کر رہے تھے آخر عید الفطر کی نذر پیش کرنے کے حیلے اپنے ہمراہیوں کو لیکر حاضر دربار ہوا اور بندگانعالی کے آگے بڑھ کر ہمراہیوں کو نذر کے لئے پیش کرتے کرتے

---

[1] یہ مکان قلعہ گولکنڈہ کا مشہور موتی محل ہے جو اب تک علی حالہ قایم ہے۔

اپنی کٹار نکال لی اور ہاتھ آگے بڑھا کر کہنے لگا کہ "حضور یا تو مجھے اس کٹار سے ذبح کر دیں یا مقدمۂ جاگیر و تنخواہ سپاہ کا فیصلہ فرمائیں" ارسطوجاہ درمیان آ کر کٹار چھیننے لگے اس کشمکش میں اُن کا ہاتھ زخمی ہو گیا خون بہتا دیکھ کر اُن کے ہواخواہ جمعدار اور اس کے ہمراہیوں پر ٹوٹ پڑے ہنگامہ میں جمعدار مع چند ہمراہیوں کے قتل ہو گیا اور بعض جوان زخمی ہو گئے ارسطو جاہ کا زخم مندمل ہونے تک جشن سالگرہ ملتوی ہو گیا آخر اوایل ماہ ذیقعدہ میں بڑی دھوم سے جشن منایا گیا اس تقریب کے لئے پانچ لاکھ روپے کی منظوری ہوئی تھی۔ ارسطوجاہ نے ایک لاکھ کئی ہزار سانچے موتیوں سے تیار کیا ہوا ملبوس خاص بندگانعالی کی نذر کیا اسی جشن میں صاحب توزک آصفیہ نے ایک اردو قصیدہ پیش کیا جس کا ہر ایک مصرع مادۂ تاریخ تھا افسوس ہے کہ یہ کہیں سے دستیاب نہ ہو سکا۔

سفارت منجانب ٹیپو سلطان

قبل ازین ریاست حیدر آباد سے حافظ فرید الدین خان بہ حیثیت سفیر ٹیپو سلطان کے پاس قیام اتحاد کی غرض سے روانہ کئے گئے تھے وہ ۱۲۰۴ھ میں سرینگا پٹن سے واپس آئے۔ ان کے ہمراہ ٹیپو سلطان کے ایلچی محمد غیاث و قطب الدین خان و علی رضا خان ٹیپو سلطان کے خط اور تحایف لیکر آئے اور باریاب حضور ہوئے نظام علی خان چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے بھی اتحاد قایم کرلیں اور ٹیپو سلطان بھی اس تخیل سے متفق تھے لیکن اس خیال سے کہ باہمی تعلقات میں مزید استحکام ہو انہوں نے نظام علی خان کے ساتھ سمدھاوے کے رشتہ اتحاد کے قیام کی تحریک کی معلوم یہ ہوتا ہے کہ جس وقت برسر دربار سفیروں نے اس مسئلہ کو پیش کیا تو نظام علی خان کے چہرے سے رضامندی کے آثار پیدا ہو رہے تھے جن کو ٹیپو سلطان کے اُن مخالفین نے جو حاضر دربار تھے محسوس کر کے محل میں اس کی اطلاع کرادی اور ٹیپو سلطان کی غیر واقعی برائیوں کو بھی گوش گزار کرادیا جس پر محل میں ایک بے چینی پیدا ہو گئی اور قبل اس کے کہ سفراء ٹیپو سلطان کو کوئی تشفی بخش جواب دیتے نظام علی خان کو محل میں جانا پڑا۔ جہاں محلات نے ٹیپو سلطان کی سنی سنائی برائیوں کو دھرا کر اس رشتہ سے ناراضی ظاہر کردی جس سے بندگانعالی سخت متاثر ہو گئے اور باہر آکر اس پیغام کو اس امر کے اظہار کے ساتھ کہ وہ ایک

ادنیٰ نایک بچے کے ساتھ قرابت قایم نہیں کر سکتے مسترد کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی نظام علی خان نے اپنے ان ممالک کے قبض و تصرف کا سوال پیش کر دیا جن پر ٹیپو سلطان متصرف تھے۔ اس انکار سے انگریزی کمپنی کا بڑا فایدہ ہوا۔ اس واسطے کہ وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ دکن ہی نہیں بلکہ ہندوستان کا کوئی رئیس اپنے نواحی رئیس سے متحد رہے تاکہ ہر دو کی باہمی مخالفت سے فریق ثالث (انگریزی کمپنی) کو اس کا فایدہ حاصل ہو۔

اس سفارت کے جواب میں ارل کورنوالس کے ایک خط موسومہ میر عالم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپو سلطان کے ایلچیوں کے ذریعے کسی اقرار نامہ کی تجدید کا مسئلہ بندگانعالی کے حضور میں پیش ہوا مگر ان سفیروں کے کلام کے شاق گزرنے سے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی جب ٹیپو سلطان کے سفیروں کو یہ معلوم ہوا کہ بندگانعالی بہ نفس نفیس ٹیپو سلطان سے جنگ اور اپنے مقبوضات کو حاصل کرنے کے ارادے سے نکل رہے ہیں تو انہوں نے موید جنگ کے ذریعے اس امر کا اقرار کیا کہ قلعہ گتی سے سرحد قلعہ سرا تک وہ تمام سرکار اور پرگنے جو تنخواہ وسپاہ کے عوض میں ٹیپو سلطان کے زمانہ سے پیشتر سے ان کے تصرف میں تھے حضور بندگانعالی کو تفویض کر دیں گے۔ اور اس غرض کے لئے جلد تر اپنے ملک کی طرف واپس جانے کی اجازت مانگی جس پر ان سفیروں کو جاگیر و منصب کی توقع دلائی گئی اور اجازت واپسی دیدی گئی وہ موید جنگ کے ہمراہ واپس روانہ ہوئے تاکہ ٹیپو سلطان سے حکم حاصل کر کے اس علاقہ کا قبضہ ان کو دلا دیں۔

علاقہ میسور کی طرف پیش قدمی کرنے کی غرض سے نظام علی خان معہ فوج و خدم و حشم حیدرآباد سے غرۂ رجب ۱۲۰۴ھ (۱۷ مارچ ۱۷۹۰ء) کو نکلے اور گوڑ دھنداس کے باغ میں قیام فرمایا۔ سفرائے ٹیپو سلطان کے جانے کے بعد ان کے قول و قرار کے نتیجہ سے آگاہی پانے تک بندگانعالی کو یہیں ٹھیرنا پڑا۔ دوران قیام میں ہر روز پائیگاہ کی گارڈیوں کی فوج کا تماشا ملاحظہ فرماتے رہے آخر ایک مہینہ کے بعد جب یہ اطلاع ملی کہ ٹیپو سلطان کا سفیر قطب الدین خان گتی پہنچ کر اپنے وعدے سے منحرف ہو گیا تو بندگانعالی گوڑ دھنداس کے باغ سے نکل کر دریائے کرشنا کی سمت راہی ہوئے۔

معاہدۂ نظام علی خان و کمپنی انگریزی

جس زمانے میں ٹیپو سلطان کے سفیر حیدرآباد آئے انگریزی کمپنی کے وکیل جان کناوی بھی یہاں تھے اور چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان کے خلاف نظام علی خان کے ساتھ کوئی معاہدہ تکمیل پائے۔ ٹیپو سلطان سے انگریزوں کی مخالفت کے جملہ وجوہ میں ایک وجہ یہ تھی کہ وہ انگریزوں کی مخالف قوم فرانسیسیوں کے ساتھ متفق تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے اثر و قوت کے تحت اطراف کے راجاؤں اور زمینداروں پر حکمران بنکر اپنے دایرہ حکومت کو وسیع کر رہے تھے جس سے انگریزی کمپنی کے مقاصد متاثر ہو رہے تھے تیسری وجہ جو ان دونوں سے پیدا ہوی اور سب سے زیادہ اہم اور منفعت بخش یہ تھی کہ ۱۱۹۶ھ (م ۱۷۸۲ء) میں انگریزوں نے میسور کے معزول راجہ کی بیوی کے نام سے ترمل راؤ[1] کے ساتھ ایک معاہدہ[2] کیا تھا جس کی رو سے یہ قرار پایا تھا کہ انگریزی کمپنی ٹیپو سلطان سے ملک حاصل کرکے رانی یا اس کے متبنی کو گدی نشین کردے۔ اس مقابلہ میں جب انگریزی فوج ٹیپو سلطان کو میسور اور اس کے مضافات سے نکال دیگی تو رانی کی طرف سے تین لاکھ پگوڈا کمپنی کو

---

[1] یہ ایک برہمن اور میسور کی رانی کا وکیل تھا رانی میسور میں ٹیپو سلطان کے زیر نگرانی تھی اور اس کا وکیل ترمل راؤ تنجاور کے راجہ کے پاس رہتا تھا مدون مجموعہ عہد ناجات مسٹر ایچی سن کو اس امر کا اقرار ہے کہ اس عہدنامہ کی تکمیل کی کوئی اطلاع رانی صاحبہ میسور کو نہیں تھی۔

[2] ٹریٹیز جلد (۹) طبع ۱۹۲۹ء صفحہ (۲۲۴)۔

دئے جائیں گے اور جب انگریزی فوج بالاگھاٹ پر چڑھائی کر کے بورم پر قابض ہوجائیگی تو مزید ایک لاکھ پگوڈا دئے جائیں گے۔ اور جب میسور فتح ہوکر رانی یا اس کے متبنیٰ کو دیدیا جائے گا تو اور ایک لاکھ پگوڈا کمپنی کو دئے جائیں گے۔ اور جب سرینگ پٹن فتح ہوجائیگا تو اور پانچ لاکھ پگوڈا دیئے جائیں گے اس کے بعد جس روز رانی یا اس کا متبنیٰ سرینگ پٹن میں گدّی نشین ہوگا اسی دن پانچ لاکھ پگوڈا اور کمپنی کو دیئے جائیں گے۔ اور اس کے بعد سے ہر سال پانچ لاکھ پگوڈا کمپنی کو دیا جایا کرے گا جس کے عوض کمپنی نے حفاظت میسور اور فوج کے قیام کی ذمہ داری اپنے پر لے لی۔ اس معاہدہ کے تحت جو مفاد انگریزی کمپنی کو حاصل ہوسکتے تھے ان کے حصول کی بہت جلدی تھی انہوں نے دوسرے رؤساء کو بھی ٹیپو سلطان کی شکست و بربادی میں اپنا شریک بنانے کے لئے ہر ممکنہ کوشش کو کام میں لایا۔

ٹیپو سلطان کے سفیروں کے حیدرآباد آنے کے بعد غالباً انگریزی کمپنی کے ہوا خواہوں کی سرگرمیاں بڑھ گئیں جن کی تائید سے انگریزی کمپنی کو کامیابی ہوگئی۔ چنانچہ ایک معاہدہ نظام علی خان، پیشوا اور انگریزی کمپنی کے مابین طے ہوا۔ جس کے دفعات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ محض ٹیپو سلطان کے خلاف جنگ کرنے اور ان کے مقبوضات کے تقسیم کر لینے کی نسبت طے پایا ہے۔ یہ ہی یوا یچی سن کے مجموعۂ عہدنامہ جات میں موجود نہیں ہے لیکن اس کا ایک اصل مخلوطہ اور ایک مسودہ ہمارے دیکھنے میں آیا ہے جس کو نقل کرنا یہاں بے محل نہ ہوگا۔

”قول و قرار دوستی اتحاد برائے دفع دشمن یعنے ٹیپو سلطان فیمابین سرکار کمپنی انگریز

سرکار نواب مستطاب معلی القاب نواب آصفجاه بہادر صوبہ دار ملک دکن و سرکار پیشوائی سوائی مادھور اؤ نرائین پنڈت پردھان بہادر معرفت احترام الدولہ کپتان جان کنوی بہادر دلاور جنگ بموجب اختیار و اقتدار کہ از طرف گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر کہ برائے انصرام و انتظام جمیع امور در تمام بنادر ہندوستان متعلقہ کمپنی انگریز بہادر از جانب بادشاہ جم جاہ و پارلمنٹ گریٹ برٹن مامور اند بہ بہادر موصوف مفوض گشتہ بموجب دفعات ذیل بعمل آمدہ بر سہ سرکار بر آن ثابت و مستقل خواہند بود و شرایط مندرجۂ آن بلا تفاوت از ہر سہ سرکار بعمل خواہد آمد۔

دفعہ اول ۔ ہر سہ عہد نامہ ہائے سابق کہ از صلابت جنگ مرحوم معرفت کرنل فورڈ در ۱۷۵۹ء و از نواب معلی القاب نواب آصفجاہ بہادر معرفت جنرل کلیو در ۱۷۶۶ء و معرفت کارپردازان چینا پٹن در ۱۷۶۸ء تحریر یافتہ و مکاتیبہ گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر مرقومہ ہفتم ماہ جولائی ۱۷۸۹ء کہ بجائے عہد نامہ چہارم است بحال و برقرار مگر آن دفعات کہ از روئے عہد نامۂ حال بوجہ دیگر انتظام یافتہ باشد دوستی دایمی نسلاً بعد نسلٍ فیما بین ہر یک از طرفین و قایم مقام طرفین بموجب عہد نامہ ہائے سابق بحال و برقرار ۔

دفعہ دویم ٹیپو با ہر سہ سرکار با وجودیکہ عہد داشت نقض عہد با ہر سہ سرکار نمود ازین سبب این ہر سہ سرداران متفق شدہ عزم نمودہ حتی المقدور تنبیہ او بعمل آرند کہ آیندہ برائے بدعہدی کردن در طاقت نتوانند ماند و چون ہر سہ سرکار در این مہم شریک اند ملکے کہ ازین مہم بتصرف در آید مع آمدنی آن از وقت تصرف با خزاین و دفاین معتدبہ میان کمپنی

و نواب معلی القاب و راؤ پنڈت پردھان کہ پنڈت معزبرائے شرکت درین مہم و مامور کردن فوجے معقول اقرار نمودہ اند سہ حصۂ مساوی مناسب سرحد ملک ہر یک تقسیم خواہد یافت مگر تعلقات پالیگران مرقومہ دفعہ دہم از عہد نامہ فیما بین کمپنی و راؤ پنڈت پردھان کہ معرفت مسٹر مالٹ قرار یافتہ و بحضور معلی القاب فرستادہ شدہ و باز از ین جاری رفتہ اگر مصلحت شرکا داخل تقسیم نباشند مستثنیٰ از ملک متصرفہ مذکورہ است افواج نواب معلی القاب و راؤ پنڈت پردھان در ملک ٹیپو داخل شدہ شروع بجنگ و تسخیر خواہند کرد و اگر پیش از آن انگریز ملک از ٹیپو خلاص کنانند در آں حصۂ ہر دو سردار نیست ۔

دفعہ سیوم ۔ بوکلاء ہر سہ شرکاء برائے حاضر بودن پیش افواج ہر سہ کہ بر سر این مہم باشند پروانگی شود و نظر برآین کہ شرکاء را موافقت و اتحاد دلی ہمدیگر ہمیشہ بحال و برقرار ماند قرار یافتہ کہ در صورتے کہ فیما بین دو شریک تکرارے بمیان آید شریک سیوم کفیل باشد کہ فیما بین ہر دو شریک واسطہ شدہ حتی المقدور سعی و کوشش نماید کہ تکرار مذکور از روئے واجبی بر سبیل درستی رفع سازد ۔

دفعہ چہارم ۔ ہیچ کس از شرکاء ہیچ سوال و جواب علیحدہ با ٹیپو نماید بلکہ ہر چہ پیغامے از طرف ٹیپو پیش کسے بیاید آں کس اطلاع بدیگران بدہد و مصالحہ با ٹیپو بے استرضائے ہر سہ شرکاء بعمل نیاید ۔

دفعہ پنجم اگر ٹیپو بعد مصالحہ بملک قدیم یا جدید از سرکار کمپنی یا سرکار نواب معلی القاب یا سرکار راؤ پنڈت پردھان مصدر خلل و فساد گرود یعنے ہر گاہ ابتدائے خلل و فساد از طرف

ٹیپو باشد ہر یک از سرکار حفاظت و حراست ملک ہمدیگر از اذیت و بدعت او کفیل خواہد بود در خواست اخراجات حفاظت از ہمدیگر نخواہند نمود۔

دفعہ ششم۔ تعلقات مقبوضہ و متصرفہ ہر سہ سرکار و مقبوضہ و متصرفہ رفقاء و متوسلان ہر سہ سرکار کہ ہر یک از سرکار بموجب دفعہ صدر کفیل حفاظت تعلقات مذکورہ خواہند بود اسامی آن تعلقات بعد انجام مہم مفصل نوشتہ شود۔

دفعہ ہفتم۔ این عہدنامہ کہ مشتمل بر ہفت دفعات است نواب معلی القاب نزد راؤ پنڈت پردھان و دلاور جنگ نزد مسٹر مالٹ برائے اطلاع ہر دو معز خواہند فرستاد بعد از آن دو قطعہ مزین بمہر و دستخط نواب معلی القاب پیش گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر فرستادہ شود گورنر جنرل موصوف در عرصہ چہل و پنج روز یک قطعہ با مہر و دستخط خود کردہ پیش دلاور جنگ بہادر واپس خواہند فرستاد کہ بہادر موصوف تفویض نواب آصفجاہ خواہند نمود و قطعہ دوم را در دفتر کمپنی داخل خواہند کرد و تا رسیدن قطعہ مہری و دستخطی گورنر جنرل موصوف دلاور جنگ بہادر قطعہ مہری و دستخطی خود را از نواب معلی القاب واپس خواہند گرفت۔"

یہ ممکن ہے کہ ایچی سن کو اس عہدنامہ کا کوئی نسخہ نہ ملا ہو اسی لئے وہ اس کو اپنے مجموعہ میں درج نہ کر سکے بغیر اس عہدنامہ کے ۱۷۹۰ء کے اس عہدنامہ کی تکمیل ہو نہیں سکتی جو اس کے بعد ہی اس امر کے لئے طے پایا کہ ملک ٹیپو سلطان پر حملہ کرنے کے لئے منجانب نظام انگریزی فوج کو بنگالہ سے طلب کیا جائے۔ اسی کے دفعہ پنجم میں عہدنامہ مذکورۂ بالا کے دفعہ دوم کا حوالہ ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔

"آنچہ غنیمت بدست جمعیت ٹپالن ہائے مذکور آید داخل سرکار بندگان عالی خواہد شد سوائے خزاین و دفاین معتد بہ کہ بموجب دفعہ دوئم عہدنامہ میان ہر سہ شرکا تقسیم خواہد یافت"

اس عہدنامہ سے یہ امر صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ وہی عہدنامہ ہے جس کی دفعہ دوم کا حوالہ سنہ ۱۷۹۰ء کے عہدنامہ کی دفعہ پنجم میں درج ہے۔

جنگ میسور سنہ ۱۷۹۲ عیسوی / ۱۲۰۶ ہجری

ان معاہدوں کی تکمیل کے بعد میسور کی طرف پیش قدمی ہونے لگی اور جنگ کے لئے یہ چھیڑ نکالی کہ ٹیپو سلطان نے انگریزوں کے حلیف راجۂ ٹراونکور کے قلعہ کرنگانور[1] پر قبضہ کرلیا تھا۔ راجۂ مذکور کو جب اس قلعہ پر حملہ کی خبر لگی تو انہوں نے مدراس گورنمنٹ سے کمک چاہی لیکن اس گورنمنٹ کی امدادی کوشش غالباً اس جنگ میں کام نہ آسکی۔ آخر انگریزی فوج مدراس سے میجر جنرل میڈوز کے زیر کمان میسور کی طرف بڑھی انگریزوں اور نظام علی خان کے مابین ٹیپو سلطان کے خلاف تقریباً اسی زمانے میں وہ معاہدہ تکمیل پایا جس کا ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے اسی معاہدے کے تحت وہ اپنی کثیر فوج کے ساتھ اپنے ممالک کے جنوبی حدود کی جانب روانہ ہوئے۔ دریائے کرشنا کے قریب قلعہ پانگل میں آپ خود قیام گزیں ہوئے اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو انگریزی امدادی فوج کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقبوضات پر حملہ کے لئے روانہ فرما دیا چنانچہ میجر ہیو منگامری اپنی انگریزی فوج کو لیکر اس سرکار عالی کی فوج کے ساتھ قلعہ کپل پر حملہ آور ہوا قلعدار محصور ہو کر مقابلہ کرنے لگا۔ یہ محاصرہ اس

---

[1] یہ قلعہ پہلے کوچین کے علاقہ میں تھا جس کو ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی نے سنہ ۱۶۶۳ء م سنہ ۱۰۷۴ھ میں مشمول قلعہ ایاکوٹہ پرتگیزوں سے حاصل کیا تھا کہا جاتا ہے کہ راجۂ ٹراونکور نے اپنے حدود ملک کی حفاظت کے لئے ان ہر دو قلعوں کو سنہ ۱۷۸۹ء م سنہ ۱۲۰۴ھ میں ڈچ سے خرید لیا تھا جب ٹیپو سلطان نے کوچین کے علاقہ کو اپنے زیر نگیں کرلیا تو انہوں نے ان قلعوں کے حصول کی کوشش کی۔

انگریزی سردار کی ناقابلیت کی وجہ سے چھ مہینے تک جاری رہا آخر ۱۸ اپریل ۱۷۹۱ء (م ۱۴ شعبان ۱۲۰۵ھ) کو اس قلعہ کا قبضہ ملا اس وقت میجر ہیو منگا میری سرکار نظام کی امدادی فوج کی کمان سے علیحدہ اور ان کی جگہ کیپٹن انڈر وریڈان کے قائم مقام ہوئے تھے یہ فتح اسی افسر کی حسن تدبیر کا نتیجہ تھی۔ وہاں سے یہ فوج کڈپہ روانہ ہوی اور ۱۵ ستمبر ۱۷۹۱ء (م ۱۶ محرم ۱۲۰۶ھ) کو گورم کنڈہ کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں کا قلعہ نہایت مستحکم اور بلند پہاڑی پر واقع تھا جب اوایل نومبر (اوایل ربیع الاول) میں لارڈ کورنوالس[۵۱] نے ننڈی ورگ سے قلعہ شکن توپیں روانہ کیں تو کیپٹن ریڈ نے ان سے حملہ کر کے ۷ نومبر (م ۹ ربیع الاول) کو قلعہ کی بیرونی فصیل کو توڑ دیا اور اس کے بعد اس قلعہ پر قبضہ کر کے سرکار عالی کی افواج کے سپرد کر دیا۔ لفٹنٹ کرنل ولسن ہسٹری آف مدراس آرمی کے مولف کا بیان ہے کہ[۵۲] ۲۰ نومبر (م ۲۳ ربیع الاول) کو ٹیپو سلطان کے سرداروں نے اس قلعہ پر مکرر قبضہ کرلیا اور جس وقت انہوں نے قبضہ کیا ہے انگریزی امدادی فوج سرکار عالی کی فوج کے ساتھ نہیں تھی لیکن ہم کو اس انگریزی فوج کے غیاب کا یقین نہیں ہے اس واسطے کہ سرکار عالی کی فوج اور اس کی امدادی انگریزی فوج لازم وملزوم تھیں کیپٹن ریڈ یا اس کی فوج کے خدمات اس دوران میں کہیں اور

---

[۵۱] مدراس گورنمنٹ کی افواج انگریزی میجر جنرل میڈوز (گورنر مدراس) کے کمان میں والاجاہ آباد پہنچی تھیں کہ ٹیپو سلطان کے خلاف جنگ میں خود حصہ لینے کے لئے ارل کورنوالس کلکتہ سے مدراس آئے اور میجر جنرل میڈوز کو طلب کر کے ان سے فوج کا جایزہ حاصل کرلیا جس کے بعد آئندہ فوجی پیش قدمی اور حملے ارل کورنوالس ہی کی صوابدید پر منحصر رکھے گئے۔

[۵۲] ہسٹری آف مدراس آرمی جلد ۲ صفحہ ۲۲۲۔

طلب بھی نہیں کی گئی تھیں اگر ایسا ہوتا تو ولسن اس کے وجوہ غیر حاضری کو ضرور بتاتا یا وہ مقام بتاتا جہاں وہ یا اس کی فوج بھیجی یا متعین کی گئی تھی۔ محض عدم موجودگی بتا دینے سے یہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ اگر انگریزی فوج ہوتی تو اس قلعہ پر ٹیپو سلطان کا قبضہ نہ ہو سکتا بہرحال اس قلعہ پر ۲۵ دسمبر ۱۷۹۱ء (م ۲۸ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ) کو مکرر قبضہ حاصل کر لیا گیا۔

ٹیپو سلطان نے جب دیکھا کہ ان کے علاقہ میں چار طرف سے حملہ کیا جا رہا ہے تو مجبوراً ان کو دایرۂ جنگ تنگ کرنا پڑا تا کہ اپنی مجموعی قوت کو ایک جگہ کر کے ہر مقابلہ کا جواب دیا جا سکے۔ چنانچہ وہ لڑتے لڑتے ہٹتے ہوئے اپنے دار السّلطنت سرینگ پٹن پہنچ گئے اور اس کے اطراف کے ایک سو اٹھائیس دمدمے اور برجوں پر اپنی افواج کو تقسیم کر دیا۔ جب ارل کورنوالس بڑھتے ہوئے سرینگ پٹن سے قریب پہنچے تو برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا اور سامان رسد کی کمی اور بدقّت فراہمی سے فاقہ کشی کی نوبت آرہی تھی اور حملہ میں تیزی کر کے لارڈ صاحب جنگ کو ختم کر نہیں سکتے تھے کہ مقابلہ بھاری تھا۔ اور ان کو اپنے ایک حلیف ہری پنت (سردار مرہٹہ فوج) کا انتظار تھا کیونکہ پیشوا کی فوج انہیں کے تحت انگریزوں کی مدد پر آرہی تھی اور یہ خبر نہیں تھی کہ وہ کدھر ہے اور کب تک آسکے گی اس لئے کورنوالس نے اپنی فوج کو بنگلور واپس ہونے کا حکم دیدیا۔ انگریزی فوج کے بنگلور واپس ہونے کی اطلاع ملتے ہی نظام علی خان نے اپنی سابقہ فوج کی کمک کے لئے میر عالم کو مزید فوج کے ساتھ بھیجا اور ان کے بعد ۷ صفر ۱۲۰۶ھ (م ۶ اکتوبر ۱۷۹۱ء) کو اپنے صاحبزادے سکندر جاہ کو بھی روانہ فرمایا جن کی رکاب میں اعظم الامرا اور دوسرے

امیر بھی اپنی اپنی فوج کے ساتھ تھے وہ ۲۵ جنوری ۱۷۹۲ء (م ۳۰ جمادی الاول ۱۲۰۶ھ) کو مقام ماگیری پر لارڈ کورنوالس سے ملے۔ ختم بارش پر ارل کورنوالس کی فوج سرکار نظام کی سابقہ فوج کے ساتھ بنگلور سے نکل کر آگے بڑھی اور ۱۱ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ (م ۵ فروری ۱۷۹۲ء) کو سرینگ پٹن کے مقابل پہنچی۔ سرکار عالی کی فوج سرینگ پٹن سے چار کوس پر ایک نالے کے کنارے اتری جہاں سے داہنی جانب موتی تالاب تقریباً دو میل تھا۔ ۱۱ جمادی الثانی کی شب میں ہی ٹیپو سلطان نے فوج طلایہ پر چھاپہ مارا لیکن انگریزی فوج کی بیداری و ہوشیاری سے کوئی زیادہ نقصان نہ پہنچا۔ ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ (م ۶ فروری ۱۷۹۲ء) کو انگریزی فوج نے ٹیپو سلطان کے دمدموں پر شبخون مارا۔ ٹیپو سلطان نے قلعہ سرینگ پٹن سے آٹھ ہزار گولے برسائے لیکن سب بے سود ثابت ہوئے۔ [1] تمام تبریوں اور دمدموں پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔

اب سرینگ پٹن کے محاصرے کی تدبیریں ہونے لگیں۔ لفٹنٹ چامرس اور ناش کو (جنہیں دوران جنگ میں اسیر کر لیا گیا تھا) ٹیپو سلطان نے ۸ فروری ۱۷۹۲ء (م ۱۴ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ) کو رہا کر کے ان کے ذریعے ایک خط موسومہ ارل کورنوالس روانہ کیا جس میں انہوں نے صلح کے لئے سلسلہ جنبانی کی تھی لیکن اس خط پر کوئی توجہ کرنے کے عوض یہ تصور کر لیا گیا کہ مصالحت کے حیلے میں ٹیپو سلطان اپنے حالات درست کرنے کے لئے وقت نکالنا چاہتے ہیں اور اسی لئے سرینگ پٹن کے محاصرہ کے لئے پیش قدمی ہونے لگی۔ حالانکہ اسی تاریخ ٹیپو سلطان نے اپنی تمام تبریاں جو دریائے کاویری کے پار تھیں

[1] ہسٹری آف بنگال آرٹلری جلد اول صفحہ ۱۴۷

خالی کردی تھیں۔ اس کے بعد بھی تقریباً دو ہفتے جانبین سے مقابلے ہوتے رہے۔

۲۲ ہر فبروری (م ۲۸ ہر جمادی الثانی) کو ٹیپو سلطان نے علاقہ بمبئی کی انگریزی فوج پر ایک پُر زور حملہ کیا جو شام تک برابر جاری رہا جس میں طرفین سے بہت سارے کام آئے اسی تاریخ پھر ٹیپو سلطان کی طرف سے مصالحت کی سلسلہ جنبانی ہوئی اور ابتدائی شرائط صلح تجویز کرکے ارل کورنوالس نے ان کے پاس روانہ کئے جس کے یہ پانچ شرائط تھے

(۱) ٹیپو سلطان کے مقبوضات کا نصف حصہ متحدین کے سپرد کر دیا جائے۔

(۲) تین کروڑ تیس لاکھ روپے متحدین کو دیئے جائیں جن میں سے ایک کروڑ پینتیس لاکھ روپے فوراً ادا کر دیئے جائیں اور باقی مساوی اقساط میں جس میں سے ہر ایک چار چار مہینے سے زیادہ میعاد پر نہ پہنچے۔

(۳) ہر فریق صلح کی وہ رعایا جو حیدر علی خان کے زمانے سے دوسرے کے پاس اسیر و محبوس ہے رہا کر دیجائے۔

(۴) تا تکمیل و تعمیل شرائط مذکورہ ٹیپو سلطان کے دو لڑکے بطور یرغمال متحدین کے پاس رہیں اور جب وہ متحدین کے پاس آجائیں تو جنگ موقوف ہوگی۔

(۵) جب ان شرائط مذکورہ کا اقرار نامہ ٹیپو سلطان کی مہر و دستخط سے آجائے تو ایک ایک نقل متحدین ثلثہ کے پاس سے تکمیل کرا کے بھیجدیجائیگی اور بعد موقوفی جنگ ایک عہد نامہ اتحاد حسب تجویز فریقین تکمیل کیاجائے گا۔

اس عہدنامہ کے بموجب ٹیپو سلطان نے اپنے فرزندوں (عبدالخالق و معزالدین) کو

انگریزی کیمپ میں روانہ کیا جس کے بعد ادائی رقم نقد اور ممالک مفوض شدنی کے جمع و خرچ کی تفصیل میں پندرہ سولہ روز کا توقف ہوا۔ ممالک کے جمع کامل کے صحیح افراد تیار کرنا دقت طلب تھا اس لئے اس میں تاخیر کا امکان بھی تھا لیکن نقد رقم کی ادائی میں جو توقف ہوا اس کے خاص اسباب معلوم ہوتے ہیں پہلے تو یہ کہ عہدنامۂ مذکور[۵۱] میں رقم ادا شدنی جملہ تین کرور تیس لاکھ بتائی گئی اور تفصیل ادائی جو اسی کے ساتھ بتائی گئی ہے اس سے اس کی جملہ میزان صرف تین کرور آتی ہے۔ اور صاحب توزک آصفیہ نے فوری ادائی کی رقم ایک کرور پچاس[۵۲] لاکھ بتائی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس رقم کی ادائی میں جو کچھ سونا اور اشرفیاں ٹیپو سلطان نے ادا کیں اس میں نرخ کا اضافہ کر کے مجموعی رقم دو کرور شمار کیا جس کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا تھا یہ ممکن ہے کہ ٹیپو سلطان نرخ میں اضافہ بتا کر زیادہ رقم کی ادائی کا ادعا کرتے ہوں لیکن عہدنامہ ابتدائی میں رقم کے لکھنے میں غالباً ایلچیان سے تسامح ہو گیا ہے اسی وجہ سے طباعت میں بھی غلطی ہو گئی ہے جس کی اصلاح بعد میں نہ ہوئی اس کو ہم جامع عہدنامجات کا تسامح اس وجہ سے تصور کرتے ہیں کہ خود ریاست میسور کی تاریخ نشان حیدری[۵۳] میں بھی اس رقم کی مقدار تین کرور بتائی گئی ہے اور اسی قدر رقم کے محاصل مقبوضات کے تفویض کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

---

۵۱ مجموعہ عہدنامجات جلد نہم طبع ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۳۲

۵۲ توزک آصفیہ صفحہ ۱۵۴

۵۳ نشان حیدری صفحہ ۳۶۵

بہرحال عہدنامہ ابتدائی کے بعد ۱۸ مارچ ۱۷۹۲ء (م ۲۴ رجب ۱۲۰۶ھ) کو معاہدہ آخر تکمیل پایا جس کی رو سے بقیہ امور کا تصفیہ ہوا اور اسی کی رو سے ان مواضعات کی قرارداد ہوئی جنکو ٹیپو سلطان نے اپنے قبضہ سے علیحدہ کر کے متحدین کے سپرد کیا تھا اور ہر ایک فریق اتحاد کے حصہ میں اس کے حدود کے متصلہ مواضع آئے چنانچہ نظام علیخان کے حصہ میں کڑپہ، تاڑپتری، تارمری، بلاری وغیرہ آئے جن کا مجموعی محاصل تیرہ لاکھ سولہ ہزار چھ سو چھپٹھ پگوڈا سالانہ تھا۔

اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد سکندرجاہ ۲ شعبان ۱۲۰۶ھ (م ۲۶ مارچ ۱۷۹۲ء) کو سرینگ پٹن سے واپس ہوئے اور اسی روز ارل کورنوالس بھی لوٹے راستہ میں کچھ دور ہمراہ رہے سکندرجاہ نے ارل صاحب مذکور و دیگر انگریز عہدہ داران کی دعوت بھی کی۔ اس دوران میں یہ اطلاع ملی کہ نظام علی خان پانگل میں مرض استسقا سے علیل ہوگئے جس کی وجہ سے حضور حیدرآباد واپس ہوئے۔ اس اطلاع کے ساتھ ہی سکندرجاہ و اعظم الامرا منازل جلد جلد طے کرتے ہوئے بندگانعالی کے پہنچنے کے دوسرے ہی روز ۱۲ رمضان ۱۲۰۶ھ (م ۴ مئی ۱۷۹۲ء) کو حیدرآباد پہنچے اور فتح کی نذریں پیش کیں۔

جنگ کھڑلہ

کھڑلہ کی جنگ کے اسباب | تقریباً دس سال سے نظام علی خان نے پیشوا کو چوتھ اور سردیسمکھی کی رقم ادا نہیں کی تھی پیشوا نے اس کی ادائی کی نسبت توجہ دلانے کی غرض سے ۱۷۹۱ء (م ۱۲۰۶ھ) میں گوبند راؤ کالے اور گوبند راؤ پنگلے کو وکالتہً بھیجا نظام علی خان نے اس مطالبے کے جواب میں اپنے چونتیس مطالبات مرہٹہ ریاست پر قائم کردیئے۔ جن میں اُن رقوم کی بابت بھی مطالبے تھے جو مرہٹوں نے ناجائز طور پر نظام علی خان کے علاقے سے حاصل کرلی تھیں۔ اور ان کے علاوہ اُن علاقوں کا محاصل بھی تھا جن پر وہ بلا استحقاق قابض و متصرف ہوگئے تھے اور انہیں مطالبات میں اُن نقصانات کا معاوضہ بھی تھا جو اُن کے زیر اثر پنڈاریوں کے حملوں سے نظام علی خان کے مقبوضات میں پہنچے تھے ان مطالبات کے جواب میں نانا فرنویس نے اٹھائیس دلائل کے تحت اپنے مطالبات کا وجوب ثابت کیا جن میں سے بعض کو نظام علی خان نے تسلیم کیا اور بعض کو رد کردیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کیا کہ جنگ میسور کے اختتام کے بعد ہی تصفیۂ معاملہ کے لئے کسی شخص کو مقرر کردیں گے اور غالباً اس موقع پر ان کا خیال تھا کہ وہ اس کے تصفیہ کے لئے انگریزوں کو ثالث بنائیں گے۔

مرہٹوں کے مقابلہ میں انگریزوں کا نظام کی مدد سے انکار | ارل کورنوالس نے میسور کی جنگ کے بعد ہی

نظام علیخان اور پیشوا وغیرہ کے ساتھ ایک معاہدہ بنام ٹریٹی آف گارنٹی (عہد نامہ کفالت) تجویز کر کے اپنی اعلیٰ گورنمنٹ میں پیش کیا جس کی رو سے بوقت ضرورت ہر ایک فریق کی مدد دوسرے کو لازم آتی۔ اس موقع پر گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ کسی[1] جنگ میں جو آیندہ کبھی کسی ریاست سے ہو فوجی امداد کے لئے انگریزی کمپنی سے معاہدہ کرنے کے لئے نظام علی خان نے کوشش کی لیکن ہم ڈف کے اس بیان سے اس وجہ سے متفق نہیں ہیں کہ ۱۱۸۱ھ (م ۱۷۶۸ء) کے معاہدہ کی چھٹی شرط کی رو سے انگریزی کمپنی کے لئے جنگ کے وقت نظام علی خان کی فوجی مدد کرنا لازم تھا کیونکہ اس کی تنسیخ یا تبدیل کسی عہد نامہ مابعد سے نہیں ہوئی تھی۔

نظام علی خان کے خلاف راجہ سندھیا کی ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی

جب مرہٹہ سرداروں کو یہ اطلاع ملی کہ نظام علی خان انگریزی کمپنی کو ثالث بنانے یا ان سے تائید حاصل کرنے والے ہیں تو اُن میں سے راجہ سندھیہ نے بندگانعالی کے خلاف ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی شروع کی ٹیپو سلطان بہت خوشی سے اور بہت جلد ان کے ساتھ متفق ہو جاتے لیکن اس وقت اُن کی حالت نازک تھی ایک تو اس وجہ سے کہ حال ہی میں وہ اپنے اخراجات جنگ کو برداشت کرنیکے علاوہ صلح میں بھی ایک معقول رقم ادا کر کے بہت زیر بار ہو گئے تھے اور اپنے ملک کا نصف حصہ کھو چکے تھے اور دوسرے یہ کہ ابھی ان کے لڑکے (جو تعمیل عہد نامہ کے تحت انگریزی کمپنی کے حفظ و امان میں تھے) انگریزوں کے پاس سے واپس نہیں ہوئے تھے۔ ان وجوہ سے ٹیپو سلطان کو مرہٹوں کے ساتھ متفق ہونے میں تامل تھا۔

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد ۲ صفحہ ۲۳۹

نظام علی خان کی مدد سے انگریزوں کے انکار کی وجہ

جب انگریزوں کو اس کا علم ہوا کہ مرہٹہ سردار ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی کر رہے ہیں تو انہوں نے نظام علی خان سے کنارہ کشی کر لی جس سے یہ غرض تھی کہ دکن کے دیسی رؤسا میں سے ٹیپو سلطان تو کمزور ہو چکے تھے اب پیشوا اور نظام علی خان باقی رہے تھے اور دونوں میں باہمی مطالبات کی بناء پر یہ گمان تھا کہ کوئی جنگ ضرور ہوگی جس میں کسی ایک فریق کا دوسرے پر غالب آجانا اور فریق مغلوب کا کمزور ہو جانا اور ہر ایک فریق کا زیر بار ہونا متیقّن تھا جس کے بعد کمزور فریق کی حمایت میں معقول طور پر جلب منفعت کی توقع تھی ۔ آخر سر جان شور نے بہ حیثیت گورنر جنرل نظام علی خان اور پیشوا کے معاملات میں مداخلت کرنے سے صراحتاً انکار کر دیا ۔ سر جان شور کے جوابِ صاف سے قبل ہی میر عالم کو نظام علی خان نے سفیر بنا کر پونہ روانہ کیا تھا تاکہ مناسب طریقے سے پیش پا افتادہ معاملہ کا تصفیہ کریں اور اس تصفیہ میں اپنے شناسائیوں اور ملاقات کو کام میں لا کر وہاں کے انگریزی رزیڈنٹ مسٹر مالٹ وغیرہ سے بھی تائید حاصل کریں لیکن مشیت یہ تھی کہ باہمی جنگ ہو جس کے لئے اسباب بھی ایسے ہی پیدا ہو رہے تھے جب سر جان شور کی طرف سے جواب صاف مل گیا تو مرہٹوں کو اپنے مطالبات میں استبداد اور مبادرت کا موقع ملا چنانچہ ان کے وکلاء نے برسر دربار نظام علی خان سے تصفیۂ مطالبات کا تقاضا کیا جس پر مدار المہام موقت ارسطو جاہ نے بری طرح تند کلامی کی اور وکلاء کو جنگ کا الٹی میٹم دے دیا ۔

اب فوج کی فراہمی کی ضرورت تھی انگریزی کمپنی نے اپنی تائید سے تو معذرت کر لی تھی

اس لئے نظام علی خان نے اپنی فرانسیسی تعلیم یافتہ فوج میں (جو ۱۷۸۶ء سے موسیٰ ریمو کی کمان میں تھی) اضافہ کیا۔ یہ فوج جنگ ٹیپو سلطان کے زمانہ سے پانچ ہزار سپاہیوں مع عہدہ داران مشتمل تھی اب اس کی تعداد دس ہزار تک بڑھادی گئی۔ اور حسب بیان گلزار آصفیہ ارسطوجاہ نے معقول رقم کے لالچ پر مہادیوجی سندھیہ کو اپنے ساتھ متحد کرلیا جو اس زمانہ میں شاہجہاں آباد میں مقیم تھے۔ جب بندگانعالی کو یہ اطلاع ملی کہ مہادیوجی سندھیہ اپنے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی خاطر ہندوستان سے دکن آرہے ہیں تو وہ بھی ۲۷ شعبان ۱۲۰۵ھ (م ۳۰ مارچ ۱۷۹۴ء) کو جنگ کے لئے حیدرآباد سے نکلے اور ۱۱ رمضان ۱۲۰۸ھ (م ۱۲ اپریل ۱۷۹۴ء) کو بیدر پہنچے۔ یہاں یہ اطلاع ملی کہ مہادیوجی سندھیہ کا انتقال ہوگیا جس سے خود بندگانعالی کو اور ان کے ساتھ ارسطوجاہ کو بھی پیش پا افتادہ مہم کی نسبت فکر و تردد لاحق ہوا۔ ارسطوجاہ نے مہادیوجی سندھیہ کے فرزند دولت راؤ سندھیہ کو اس کے باپ کی مراسلت کا اظہار کرکے اپنے ساتھ متحد کرلینا چاہا لیکن نانا پھڑنویس کی تیزی اور چالاکی سے وہ ان کے ساتھ متفق ہوسکا آخر وہاں سے تمام لشکر کے ساتھ ۱۱ جمادی الاول ۱۲۰۹ھ (م ۴ دسمبر ۱۷۹۴ء) کو نکل کر پونہ کی سمت دریائے مانجرا کے کنارے کنارے بڑھنے لگے۔ پیشوا پونہ سے جنوری ۱۷۹۵ء (م رجب ۱۲۰۹ھ) میں نکلے ان کے ساتھ جملہ فوج ایک لاکھ تیس ہزار تھی

لے گلزار آصفیہ صفحہ (۸۴)

لے صاحب گلزار آصفیہ بیدر سے نکلنے کی تاریخ ۱۳ شعبان ۱۲۰۹ھ بتاتا ہے جو قرین قیاس نہیں ہے۔

مختلف مرہٹہ سرداروں میں سے دولت راؤ سندھیہ کی فوج کا بڑا حصہ باقاعدہ فوج پر مشتمل تھا۔ پنڈاری قزاق علیحدہ تھے جو صرف فریق مقابل کے مقدمہ پر چھاپے مارنے کے لئے معین کئے گئے تھے۔ مرہٹہ سردار جدا جدا رستہ سے ممالک محروسہ سرکار عالی کے حدود میں داخل ہونے لگے۔ اور ایک لاکھ دس ہزار سوار معہ ڈیڑھ سو ضرب توپ کے راست نظام علی خان کے مقابلے میں بڑھے۔

جنگ کی تفصیل | صاحب حدیقۃ العالم کا بیان ہے کہ ۲۵ جمادی الاول ۱۲۰۹ھ [1] (م ۱۸ دسمبر ۱۷۹۴ء) کو پنڈاریوں کے سوار سرکار عالی کی فوج سے قریب آگئے اور اطراف میں لوٹ مار مچادی۔ ۱۰ شعبان ۱۲۰۹ھ (م ۲ مارچ ۱۷۹۵ء) کو بندگانعالی کی فوج نے کوہ موہیری کے گھاٹ کو عبور کر کے پائین گھاٹ کی ندی پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹ شعبان کو مرہٹہ فوج سے مقابلہ ہوا جس میں مرہٹہ سردار پرسرام بھاؤ زخمی ہوا۔ اور قریب تھا کہ مرہٹہ فوج کے قدم اکھڑ جاتے لیکن عین وقت پر تازہ کمک مرہٹہ فوج کو مل گئی اور نظام علیخان کی حملہ کن فوج کو کمک نہیں پہنچی جس سے سرکار عالی کی افواج کو ہٹ آنا پڑا جس کے بعد مغرب تک مقابلے ہوتے رہے۔ آخر بعد مغرب نظام علی خان معرکہ جنگ سے برخواست کر کے قلعہ کھڑلہ [2] میں (جو قریب ہی واقع تھا) اقامت گزیں ہوئے۔ گرانٹ ڈف نے

---

[1] حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ (۸-۴۰۷)

[2] یہ احمد نگر کے جنوب مشرق میں ۲۶ میل پر ایک موضع ہے جو عرصہ سے مرہٹہ خاندان نمبالکر کے تصرف میں تھا موضع مذکور کے جنوب مشرق میں اس کا قلعہ واقع ہے جسے نمبالکر ہی کے خاندان میں سے کسی نے ۱۷۴۵ء (م ۱۱۵۸ھ) میں تعمیر کرایا تھا۔

تفصیل جنگ اس طرح بتائی ہے کہ پیشواؔ کی فوج کو موہری پر اتر آئی جس کے بعد ہری پنت کے فرزند بابا راؤ نے نظام علی خان کی فوج پر اس وقت حملہ کیا جب کہ وہ گھاٹ سے اتر رہی تھی لیکن وہ نقصان اٹھا کر پسپا ہوا جس کی خوشی میں نظام علی خان نے اسی شب دربار کیا اور فتح کی نذریں لیں۔ اس واقعہ کے دوسرے روز جب بندگانعالی کی افواج کھرڈے سے پورندیہ کی طرف بڑھنے لگیں تو اُن کی داہنی طرف سے مرہٹہ فوج نے حملہ کر دیا جس پر نظام علی خان نے اپنے ہاتھی کو روک لیا اور فوراً اسد علی خان کے رسالے کو ریموں کی باقاعدہ سترہ ہزار کی فوج کے ساتھ مرہٹہ افواج پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پرسرام بھاؤ اس فوج کا مقابل ہوا۔ اس موقع پر مرہٹہ فوج کی ترتیب نقشۂ ذیل سے ظاہر ہوگی۔

نقشہ صفوف افواج مرہٹہ در جنگ کھرڈلہ

سنہ ۱۲۰۹ھ م سنہ ۱۷۹۵ء

میسرہ	قلب	میمنہ
دولت راؤ سندھیہ	پرسرام بھاؤ، پیشوا، سوائی مادھو راؤ، ہولکر	راگھوجی بھونسلہ

پرسرام بھاؤ مقابلے میں کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ لال خان بلوچی کے تحت پٹھانوں کی ایک ٹکڑی اس پر حملہ آور ہوی اور بہت سارے مرہٹوں کو کاٹتے ہوئے پرسرام تک

لہ ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد (۲) صفحہ (۲۴۸)

پہنچ گئی۔ اور خود لال خان نے پرسرام بھاؤ کو اپنے ہاتھ سے گھوڑے سے نیچے کھینچ کر زخمی کر دیا لیکن قبل اس کے کہ اس کا کام تمام کرے بھاؤ کے لڑکے نے آگے بڑھ کر لال خان پر وار کیا جس سے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد بھی پٹھان جماعت پسپا نہ ہوی بلکہ آگے بڑھتی گئی۔ اور اپنی زد و برد سے غنیم کی فوج میں ایک تھلکہ ڈال دیا اس پٹھان جماعت کی کمک پر الف خان نواب کرنول اور صلابت خان فرزند اسمٰعیل خان پنی تھے۔ مرہٹہ فوج بھاگنے لگی اور بابا راؤ پھڑکیہ بھی بھاگنے ہی کو تھا کہ جو با بخشی نے اُسے برا بھلا کہہ کر روکا عین ایسے موقع میں جبکہ نظام علی خان کی فرانسیسی فوج موسیٰ ریموں کے تحت اپنی مقابل فوج سے لڑنے کے لئے آگے بڑھ رہی تھی رگھوجی بھونسلہ نے بان چھوڑے اور ٹھیک اسی وقت مرہٹہ سردار موسیٰ پیروں نے پینتیس[۳۵] ضرب توپ ایک دم داغے جس پر اسد علی خان کا رسالہ منہزم ہو کر لوٹا البتہ موسیٰ ریموں اپنی پیدل فوج کو لیکر مقابلے پر اڑا رہا اس عرصہ میں نظام علی خان کھڑلہ واپس ہو چکے تھے۔ شام تک موسیٰ ریموں اپنی فوج سے مقابلہ کرتا رہا آخر پاس ہی کی ندی کی گزرگاہ میں اپنی فوج کے ساتھ پڑا رہا لیکن کچھ رات گزرنے کے بعد جب مرہٹہ فوج طلایہ کا ادہر گزر ہوا تو اس نے صرف رفع شبہ کے لئے بندوقیں فیر کیں جس پر موسیٰ ریموں کی فوج نے بے ترتیبی سے بندوقیں چھوڑیں جس سے خود اسی فوج میں ایک حواس باختگی پیدا ہو گئی بندوقوں کی تابڑ توڑ آواز نظام علی کے پڑاؤ تک پہنچی تو خیال ہوا کہ مرہٹہ فوج رات میں بڑھتی آرہی ہے اس لئے بندگانعالی اپنے مقام سے اٹھ کر قلعہ کھڑلہ میں قیام گزیں ہوئے جب صبح ہوئی تو مرہٹوں نے دیکھا کہ

میدان میں توپ اور بندوق اور سامان وغیرہ ایسا ہی پڑا ہوا ہے جیسا کہ کسی فوج کی ہزیمت میں ہوا کرتا ہے اور جاسوسوں کے ذریعے یہ پتہ چلا کہ خود نظام علی خان بھی قلعہ کھڑلہ میں متحصن ہو گئے ہیں۔ اور ان کے پاس بہ مشکل تمام فوج کا دسواں حصہ باقی رہا ہے۔ معاً مرہٹہ فوج قلعہ کے قریب تک بڑھ آئی اور گولہ اندازی شروع کر دی جو دو روز تک جاری رہی آخر نظام علی خان کو صلح کی سلسلہ جنبانی کرنی پڑی۔

کھڑلے کی جنگ میں نظام علیخاں کی شکست کا سبب

صاحب گلزار آصفیہ[1] اس شکست کی توجیہہ یہ بیان کرتا ہے کہ ارسطو جاہ کی مخالفت و عداوت میں بعض سرکار عالی کے نمک حرام عہدہ داروں نے تھوڑی سی رقم کے لالچ پر مرہٹہ سرداروں سے ساخت باخت کر لی جس سے نظام علی خان کو کامیابی نہ ہو سکی۔ اس کی تائید و تصدیق اُس بیان سے بھی ہوتی ہے جو ارسطو جاہ اور نانا پھڑنویس کے مابین ہوا جب کہ ارسطو جاہ تحت صلح نامہ مرہٹوں کے اَسیر کی حیثیت سے اس کے پاس پہنچے تھے چنانچہ سب سے پہلے نانا فرنویس نے ان کو مخاطب ہو کر کہا کہ

”نواب صاحب۔ ہمارے سات لاکھ روپیوں نے جو کام کیا ہے آپ کے ایک کروڑ روپے نے نہیں کیا۔“

اس جملہ سے صاف ظاہر ہے کہ مہادیو جی سندھیہ کو فراہم کرنے میں ارسطو جاہ نے ایک کروڑ روپیہ صرف کیا تھا اور اسی لالچ یا اثر کے تحت وہ اپنے ہم قوموں کے خلاف

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ (۸۴)

نظام علی خان کے ساتھ شریک جنگ ہونے کے لئے ہندوستان سے دکن آئے ہوے تھے۔ اور برخلاف اس کے نانا پھڑنویس نے صرف ساٹھ لاکھ روپے کے صرفہ سے عہدہ داران سرکار عالی کو اپنا کرلیا تھا جن کی نمک حرامی سے اس جنگ میں نظام علی خان کو ناکامی ہوی

صلح نامۂ کھرڈلہ کے شرایط

محاصرے کے تیسرے روز صلح کی سلسلہ جنبانی ہوی اور کشن راؤ بلال پنڈت پردھان کے وکیل کی حیثیت سے شرایط صلح لیکر آیا جو حسب ذیل تھے۔

(۱) نظام علی خان اپنے مدار المہام ارسطوجاہ کو مرہٹوں کے حوالے کردیں۔

(۲) وہ تمام حصۂ ملک جو دریائے تاپتی سے لیکر جنوب میں پورندیہ کے حدود تک ہے مرہٹوں کے تفویض کردیں۔

(۳) قلعہ دولت آباد اور وہ علاقہ بھی جس پر سداشیوراؤ بھاؤ نے ۱۷۶۰ عیسوی (م ۱۱۷۴ ہجری) میں قبضہ کیا تھا دے دیں

(۴) بقایا، چوتھ اور اخراجات جنگ کی بابت جملہ تین کروڑ روپیہ ادا کریں۔

(۵) گنگرتی متصل علاقہ بھونسلہ سے ساڑھے تین لاکھ محاصل کا علاقہ سپرد کردیں

(۶) رگھوجی بھونسلہ کو انتیس لاکھ روپیہ ادا کریں جو نظام علی خان کے ذمہ واجب الادا تھا

(۷) ان تمام شرایط کی ایفاء کے بعد نظام علی خان حسب عملدرآمد قدیم برار کے محاصل کے (زابحد حصہ مقررہ) وصول کرنے کے مقتدر رہیں گے۔

اس صلحنامہ کی تکمیل ۹ رمضان ۱۲۰۹ھ (م ۳۰ مارچ ۱۷۹۵ء) کو ہوی۔ ۱۲ رمضان ۱۲۰۹ھ (م ۲ اپریل ۱۷۹۵ء) کو نظام علیخان وہاں سے نکلکر، شوال ۱۲۰۹ ہجری م ۲۷ اپریل ۱۷۹۵ء کو حیدرآباد پہنچے

انگریزی فوج کی برطرفی

انگریزوں سے نظام علی خان کی ناراضی | نظام علی خان کھٹرلہ کی جنگ میں انگریزوں کے انکار اعانت سے ناراض ہو گئے تھے ان کی ناراضی بجا اس واسطے تھی کہ کمپنی سے اب تک جتنے معاہدے ہوئے تھے اس میں یہ شرط ضرور تھی کہ وہ فوجی مدد دیں گے چنانچہ ۱۱۸۱ ہجری م ۱۷۶۸ء کے عہدنامہ میں بعوض پانچوں سرکاران شمالی کے قبضے کے انگریزی کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ ایک دستہ فوج نظام کے صحیح و واجب معاملات کے تصفیے کے لئے حسب ضرورت مستعد و آمادہ رکھے گی اور جس سال نظام کو ضرورت نہ ہو تو اس سال صرف تین سرکاران (راجمندری، ایلور، مصطفےٰ نگر) کی بابت پانچ لاکھ روپے بطور پیشکش دیگی۔ لارڈ کورنوالس نے بخط ۱۲۰۲ ہجری م ۱۷۸۸ء میں بتصریح عہدنامہ مذکور لکھا ہے اس میں بھی اس عہدنامہ کی توثیق کی ہے تنسیخ نہیں کی اور ۱۲۰۴ ہجری م ۱۷۸۹ء کے معاہدہ پانگل میں بھی اس کی کوئی صریح تنسیخ نہیں ہوئی تھی اور سرکاران شمالی بدستور انگریزی کمپنی کے قبض و تصرف میں تھے۔ پس اس عہدنامہ کی رو سے انگریزی کمپنی کو چاہیئے تھا کہ اگر اپنی طرف سے کسی فوجی مدد کا دینا مناسب تصور نہ کرتی تھی تو سرکار نظام کی ملازم انگریزی فوج ہی کو ان کے مطالبہ پر دے دیتی اور اگر اس کو بھی دینا نہیں چاہتی تھی تو اس عہدنامہ کے دفعہ سیوم کے اعتبار سے جو اوراق گزشتہ میں (از صفحہ ۱۶۲ تا ۱۶۵) درج ہے اس کو چاہیئے تھا کہ مرہٹوں اور نظام کے درمیان

وحیل ہو کر بیچ بچاؤ کر دیتی لیکن یہ مداخلت ان کے جدید قرار دادہ اصول کے خلاف تھی اگر اُن پر کاربند نہ ہوتی تو کمپنی کی بدنامی کا ایک سبب بنجاتی۔ اسی لئے کمپنی نے اس معاہدہ سے قطع نظر کر کے عدم مداخلت یا غیر جانب داری اختیار کر لی اور نظام علی خان کو جواب صاف دیدیا۔ اور جب کھرڈلے کی جنگ میں ان کو شکست ہوگئی تو وہ کمپنی کے نقض عہد سے اور زیادہ بُردل ہو گئے۔ اور انگریزی فوج کو برطرف کر کے اپنے پاس سے کمپنی کے علاقہ میں واپس چلے جانے کا حکم صادر فرمایا اور موسیٰ ریموں کے تحت فرانسیسی فوج میں اضافہ کی نسبت احکام دیئے۔ اور اس کی تنخواہ میں ریاست کا ایک مرکزی علاقہ (میدک) بطور تعہد موسیٰ ریموں کو دیدیا گیا تھا جس کے لئے ایک زمانہ میں موسیٰ بوسی بہت متوقع تھا اس برطرفی اور فرانسیسی فوج میں اضافہ کی اطلاع جب عہدہ داران کمپنی کو ملی تو ان کے رزیڈنٹ ولیم کرک پیاٹرک المخاطب بہ شوکت جنگ نے اس خیال سے کہ یہ قوم ریاست حیدرآباد میں قوت نہ پکڑے۔ ذریعۂ مراسلہ[۱] مورخہ ۲۹ نومبر ۱۷۹۵ء (م ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۱۰ھ) میر عالم کو (جو انگریزی رزیڈنٹ اور مدارالمہام سرکار عالی کے مابین وکیل تھے) لکھا کہ یہ قباحت سے خالی نہیں خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ انگریزی اور فرانسیسی قوموں کے درمیان محض خیر خواہی عامۂ رئیسان و فواید عموم خلایق کی بنا پر نزاع و نفاق پھیلا ہوا ہے اس قوم کو اس طرح ترقی و اقتدار دینا آئین اتحاد انگریزی کے منافی ہے اور اس سے کوتاہ بینوں کے خیال میں بعض امور کے احتمالات کا امکان ہے۔ اسی زمانے میں اس فرانسیسی فوج کے

---

[۱] نقل خط کے لئے ملاحظہ ہو "میر عالم" صفحہ (۵۷)

ایک حصہ کو سرکار عالی کی طرف سے کڑپہ او کھم میں متعین کیا گیا تھا تاکہ اس فوج کے ذریعے ان مخالفین کا سدباب ہو سکے جو اس سمت سے ممالک محروسہ سرکار عالی پر دست درازی کریں چونکہ یہ تعلقے انگریزی کمپنی کے حدود سے متصل تھے اس لئے لارڈ کورنوالس کو شبہ ہوا کہ یہ کوئی جارحانہ کارروائی ہے چنانچہ اس کا اظہار ان کی یادداشت مورخہ ۱۵ جون ۱۷۹۵ء سے ہوتا ہے جو یہ ہے۔

"یہ کارروائی ناجائز نہیں بھی تو شبہ انگیز ضرور ہے موسیٰ ریموں کی فوج کو وہاں سے واپس بلا لینے کے لئے نظام کو مایل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے"

یہی نہیں بلکہ کھم میں ایک اور حصہ فوج روانہ کر کے سابقہ متعینہ فوج میں اضافہ کرنے کے لئے کمپنی سے پروانہ راہداری بھی طلب کیا گیا تاکہ نئی پہنچنے والی فوج حدود کمپنی میں سے آسانی کے ساتھ مقام متعینہ پر پہنچ سکے جس کے جواب میں کئی وجوہ کی بنا پر انگریزی ریذیڈنٹ نے اجراء پروانہ سے انکار کر دیا۔

جب انگریزی فوج کی برطرفی کا فرمان بغرض تعمیل میر عالم کے پاس پہنچا تو انہوں نے بہ حیثیت وکیل اس حکم پر نظر ثانی کے لئے معروضہ کیا کہ یہ امر خلاف مصلحت ہے کیونکہ انگریزوں کے ساتھ سعی بلیغ اور حسن تدبیر سے اتحاد پیدا کر کے ان کی فوج کو ملازم کر لیا گیا ہے اور اسی سے ہماری ریاست کا استحکام اور سطوت و صولت قایم ہے اس حکم سے بندگان عالی کا رعب داب ان کے دلوں سے اور ریاست کے دشمنوں سے اٹھ جائے گا اور مہمات و حادثات کے پیش آتے جائیں گے جن کا مقابلہ دشوار ہو جائے گا مگر راجہ شام راج بہادر جو اسطوجاہ

غیاب میں امور دیوانی کے اجراء کے ذمہ دار تھے) نظام علی خان کے صلاح کار تھے اور اس فوج کے مامور رکھنے میں اسراف ظاہر کرتے تھے کہ وہ فوج اپنی ضرورت کے وقت بھی اپنی مرضی کے تحت کام نہ آسکتی تھی چنانچہ حالیہ جنگ کھرڈلہ میں اس سے کوئی کام نہ لیا جاسکا۔ آخر راجہ صاحب مذکور ہی کی صلاح کے موافق برطرفی کے احکام بحال رہے اور انگریزی فوج کو واپسی کا حکم دیدیا گیا۔

نظام علی خان کے فرزند اکبر عالیجاہ کا خروج

انگریزی فوج کی برطرفی کے بعد ایک غیر متوقع واقعہ پیش آیا یعنی صاحبزادہ اکبر عالیجاہ[1] نے ۹ ذیحجہ ۱۲۰۹ھ (م ۲۷ جون ۱۷۹۵ء) کو شب عید میں بعض ناعاقبت اندیشوں کے اغوا پر خروج کیا۔ اور ایک معقول فوج فراہم کرکے بیدر کی طرف نکل گئے اور وہاں پہنچ کر قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ اس کے ساتھ سداشیو ریڈی، غالب جنگ، سیف جنگ، بدیع الزماں خان ناظم جنگ بھی شریک ہوگئے تھے۔

ان صاحبزادے صاحب کی تادیب کے لئے سدی عبداللہ خان جمعیت جوانان بار کے ساتھ متعین کئے گئے تھے جو اپنی فوج کے ساتھ صاحبزادے صاحب کے عقب میں قابو جو تھے۔ سداشیو ریڈی ایک روز بحالت غفلت اس سرکاری فوج پر ٹوٹ پڑا۔ جس سے سرکاری فوج منتشر ہوگئی اور خود سدی عبداللہ خان بھی بری طرح زخمی ہوئے اور ان کے اہل و عیال کو سداشیو ریڈی نے اسیر کرلیا۔ اس کی اطلاع پر نظام علی خان نے بصلاح امتیاز الدولہ ممتاز الامراء عالیجاہ کی والدہ بخشی بیگم صاحبہ کے مہر سے ایک نصیحت نامہ

---

[1] یہ نظام علی خان کے بڑے صاحبزادے ہیں احمد علی خان ان کا نام تھا یہ بخشی بیگم صاحبہ کے بطن سے ۱۱۶۹ھ میں تولد ہوئے تھے ۱۱۸۶ھ میں بسالت جنگ کی صاحبزادی صالحہ بیگم سے ان کا عقد ہوا جس سے دو لڑکیاں تولد ہوئیں: (۱) عالم آرا بیگم (۲) ظہور الفت بیگم

لکھ بھیجا جس میں انہیں لکھا گیا تھا کہ بغاوت سے باز آ کر قدمبوسی کے لئے حاضر ہو جاؤ تو
نرمل اور برار کی جاگیر سے سرفراز کئے جاؤ گے ۔

انگریزی فوج کی مکرر ماموری

اس خط کے مضمون سے مطلع ہو کر میر عالم نے معروضہ کیا کہ عالیجاہ
کو جاگیر دینا موجب خلل ہوگا جس سے ان کو رفتہ رفتہ قوت حاصل ہو جائیگی اور امرا و رعایا
ان کی طرف مایل ہو جائیں گے اور زمام ریاست خود بدولت کے دست قدرت سے
نکل جائیگی بالفعل صلاح دولت یہ ہے کہ برخاست شدہ انگریزی افواج ابھی حدود ریاست
سے باہر نہیں ہوی ہوں گی ان کو واپس طلب فرمالیا جائے جس پر ان افواج کو واپس طلب
کرنے حکم ہوا جس کی تعمیل میں انگریزی فوج کنڈاپلی (مصطفے انگر) میں بماہ اگسٹ جمع ہو کر میجر
رابرٹس کے تحت ۳۱ ہر اگسٹ ۱۷۹۵ء (م ۱۵ ہر صفر ۱۲۱۰ھ) کو حیدرآباد پہنچی ۔ اس موقع
پر یہ بتانا نامناسب نہیں ہے کہ برخاست فوج انگریزی کے معنے یہی تھے کہ نظام علی خان
نے اس حکم سے اس معاہدہ کو منسوخ و کالعدم کر دیا جس کی بناء پر فوج انگریزی متعین و مامور
تھی ۔ اس کے بعد مکرر اس کی جو تعیناتی ہوی ہے وہ کسی جدید معاہدے کے بغیر ہوی ایسی
صورت میں وہ فوج بلا کسی شرط کے بالکلیہ سرکار نظام کے احکام کے تابع ہونی چاہیئے ۔
نہ کہ معاہدہ منسوخ کے تابع ۔

سرکاری فوج کا باغی فوج سے مقابلہ اور عالیجاہ کا سرکاری فوج کی حفاظت میں آجانا

بہرحال یہ انگریزی فوج بھی میر عالم کے زیر اثر عالیجاہ کے مقابلہ پر
مامور ہوی قبل ازیں بندگانعالی نے موسیٰ ریموں کو اپنی فرانسیسی
فوج کے ساتھ اس مہم پر جانے کا حکم دیدیا تھا اور پائیگاہ سے بھی سردار الملک گھانسی میاں کو

متعین کر دیا تھا۔ جب ساری سرکاری فوج بیدر کے قریب پہنچی تو باغی افواج نے مقابلہ کیا جس

میں ان کو سخت ناکامی ہوی اور باغی فوجیں منہزم ہو کر بھاگ نکلیں صاحبزادے کو جب یہ

اطلاع ملی تو شب ہی میں اپنے تن چند ہمراہیوں کے ساتھ قلعہ بیدر سے نکل کر اورنگ آباد چلے گئے۔

اور راستہ ہی سے صاحبزادے نے پونہ سے استمداد کی لیکن مرہٹوں کے پاس سے جواب نفی پایا

جب مدد بھی نہ ملی اور فوج پر فوج مقابلہ پر جمع ہو گئی تو صاحبزادے صاحب خبر دار ہوے اور

اپنے آپ کو سرکاری افواج کے حوالے کر دیا جنہیں معقول انتظام کے ساتھ واپس لانے لگے

لیکن کہتے ہیں کہ بتقاضائے غیرت راستہ میں زہر کھا گئے جس سے ہلاکت واقع ہو گئی

اس مہم کے بعد وسط ماہ شعبان ۱۲۱۰ھ (م اواخر ماہ فبروری ۱۷۹۶ء) میں نظام علیخان

ایک شب خلوت مبارک کی چاندنی پر آتشبازی کا تماشہ ملاحظہ کر رہے تھے کہ قریباً آدھی

رات کو مزاج بگڑا اور کچھ آثار لقوہ اور فالج ظاہر ہوئے صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ

حکیم حمایت اللہ خاں[1] نے کوئی دوائے تقویت بشمول گلاب تیار کی تھی جس کو بندگانعالی ان

دنوں استعمال فرما رہے تھے حکیم الملک حکیم عبدالجلیل خان آمیزش گلاب والی دوا کو حضور

کی طبیعت کے خلاف تصور کرتے تھے لیکن ان کے عرض معروض پر بھی بندگانعالی نے

اس دوا کے استعمال کو ترک نہ کیا جس کا اثر ان امراض کی شکل میں ظاہر ہوا اس کے بعد

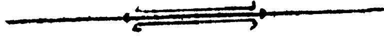
علاج معالجہ ہوتا رہا لیکن سوء تدبیر سے امراض میں کوئی خاطر خواہ افاقہ نہ ہو سکا یہاں تک کہ

۱۲۱۱ھ (م ۱۷۹۷ء) میں ارسطو جاہ پونہ سے واپس آئے اور آتے آتے وہ تمام حصہ ملک بھی

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ (۸۸)

واپس لائے جو کھڑلہ کی جنگ میں مرہٹوں کے قبض و تصرف میں جا چکا تھا اس استرداد کی اصل وجہ پیشوا کی حکومت میں درمیانی مخالفتیں تھیں جس کو تفصیل سے معلوم کرنے کے بعد اس استرداد کے حقیقی اسباب واضح ہو سکیں گے اسی لئے ہم اس تفصیل کو ضروری سمجھتے ہیں اور باب مابعد میں علیحدہ بیان کرتے ہیں۔



پیشوا سے استرداد ملک

پیشوا سوائی مادھوراؤ کا انتقال اور ان کی قایم مقامی کے جھگڑے

۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۰ھ (م ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۷۹۵ء) کو پیشوا سوائی مادھوراؤ کا انتقال ہوگیا چونکہ وہ لاولد فوت ہوئے تھے اس لئے ان کی قایم مقامی کے لئے مرہٹہ سرداروں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ اب مستحقین میں سوائی مادھوراؤ کے چچا رگھناتھ راؤ کے تین فرزند تھے سب سے بڑے باجی راؤ ان سے چھوٹے چمناجی اپا اور سب سے چھوٹے امرت راؤ اور یہ تینوں سیومیری کے قلعے میں نظربند تھے انزہاق روح[1] سے قبل سوائی مادھوراؤ نے اپنی قایم مقامی کے لئے باجی راؤ کو نامزد کیا تھا لیکن مہاجی ہولکر اور نانا فرنویس ان کے خلاف تھے۔ نانا فرنویس یہ چاہتے تھے کہ ایک لڑکا متوفی پیشوا کی بیوہ کا متبنّیٰ ہو اور وہی گدّی پر بٹھایا جائے اور اس کے قابل حکمرانی ہونے تک خود آپ معاملات ریاست میں دخیل رہیں صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ جیسے[2] ہی ارسطوجاہ کو سوائی مادھوراؤ کے انتقال کی خبر ملی انہوں نے دولت راؤ سندھیہ کو یہ لکھا کہ نانا فرنویس امرت راؤ کو گدی نشین کرنا چاہتے ہیں جو مناسب نہیں ہے باجی راؤ سن تمیز کو پہنچ گئے ہیں اور اجراء امور ریاست کے اہل

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس مصنفہ گرانٹ ڈف جلد دوم صفحہ ۲۵۴

[2] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۶۷

اس لئے وہی گدی پر بیٹھنے کے قابل ہیں جس کے جواب میں سندھیہ نے بھی اس خیال سے اتفاق ظاہر کیا۔

باجی راؤ کو جب نانا فرنویس کے منصوبے کی خبر ہوی تو انھوں نے بلو با تانتیہ (مختار سندھیہ) کے ذریعے دولت راؤ سندھیہ کو اس عہد و پیماں کے ساتھ فراہم کیا کہ اپنی گدی نشینی کے لئے اُن کی فوجی تائید میں جو کچھ اخراجات ہوں وہ بھی ادا کریں گے اور اس کے علاوہ چار لاکھ محاصل کا علاقہ بھی سندھیہ کو دیں گے اس معاہدے کی اطلاع نانا فرنویس کو ہوی تو اس نے اپنی تائید پر پرسرام بھاؤ کو تاسگاؤں سے بلوایا۔ لیکن اس کے آنے کے بعد مباحثہ میں یہی طے پایا کہ باجی راؤ کو گدی نشینی کے حیلے طلب کر کے اپنے عہدہ داروں کی نگرانی میں رکھ لیا جائے چنانچہ پرسرام باجی راؤ کو قلعہ سیونیری سے لالیا صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ ان کی گدی نشینی[1] کے لئے ایک تاریخ مقرر ہوی اور یہ قرار پایا کہ اس تاریخ وہ پہلے ایک خاص مندر میں جائیں جہاں پوجا و قشقہ سے فارغ ہو کر گدی پر پہنچیں اور جس وقت وہ دیوان پہنچیں تو ان کو وہاں سے بالا بالا پانچ ہزار عربوں کی حفاظت میں پھر قلعہ جنیر پہنچا دیا جائے جہاں وہ نظر بند رہیں تاریخ مقررہ تک پرسرام نے باجی راؤ کو اپنا کر لیا اور اُن سے اپنے لئے مختاری ریاست کا وعدہ لیکر نانا فرنویس کے اس منصوبے کو بیان کر دیا اور تجویز یہ بنائی کہ تاریخ مقررہ کو ناسازئ مزاج کا عذر کر کے ٹال دیا جائے۔ جب تاریخ مقررہ اسی غیر واقعی عذر پر ٹال دی گئی تو نانا فرنویس کو کچھ شبہ ہو گیا۔

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۹۶

پیشوا کی قایم مقامی کے جھگڑے میں ارسطو جاہ کی حکمت عملی اور اُن کی مخلصی

اسی دوران میں ایک روز دولت راؤ سندھیہ سیر و شکار کے سلسلے میں ارسطو جاہ کی قیام گاہ کے پاس سے گزرتے ہوئے اُن سے بھی آملے اور تقریب ملاقات یہ بتائی گئی کہ کسی نے ارسطو جاہ کے گھوڑے "ہمدم" کی تعریف ان سے کر دی جس کے دیکھنے بلکہ حاصل کرنے کا شوق ان کو ہوگیا جب اُدھر سے گزرنے لگے تو اس گھوڑے کی خاطر وہ ارسطو جاہ سے جا ملے جنہوں نے بعد ملاقات اپنا گھوڑا معہ ساز و سامان ان کو دیدیا۔ جب نانا فرنویس کو یہ اطلاع ملی[1] کہ راجہ سندھیہ ارسطو جاہ سے آملے تو ان کو تردد ہوا اور وہ فوراً ان کے پاس چلے آئے اور دریافت کرنے لگے کہ کیا باتیں ہوئیں۔ آخر بڑے اصرار اور قسما قسمی کے بعد ارسطو جاہ نے کنایتہً اتنا کہدیا کہ بہرحال آپ کی خیر نہیں ہے بے فکر نہ رہیں۔ اب نانا فرنویس پریشان ہوگئے اور ارسطو جاہ ہی سے صلاح چاہی انہوں نے یہ رائے دی کہ بہتر ہے کہ آپ سب کا نکن چلے جائیں اور جاتے جاتے اپنا سوال جواب پیش کردیں اگر اس کا تصفیہ حسب مراد ہوجائے تو فبہا ورنہ اپنی تدبیر آپ کریں اور انگریزوں کو ہموار کرکے یہ دیکھتے رہیں کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اس کو تسلیم کرکے نانا فرنویس نے ارسطو جاہ سے کہا کہ آپ بھی میرے شریک رہیں اور مجھ سے دور نہ رہیں اس کے بعد اسی شب نانا فرنویس پورندھر چل دیئے اور وہاں سے وائی پورندھر جاتے ہوئے انہوں نے باجی راؤ سے یہ اقرار نامہ حاصل کرلیا کہ وہ ان کے ساتھ متحد و متفق رہیں گے مخالفت نہ کریں گے

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۶۸

اور جاتے جاتے ارسطوجاہ کو جلد تر اپنے پاس بلانے کے لئے ایک مرہٹہ سردار کو دو سو سوارں کے ساتھ چھوڑ دیا جس کی اطلاع ارسطوجاہ کی طرف سے راجہ سندھیہ کو دیگئی تو وہ معاً اپنی فوج کے ساتھ ان کے پاس پہنچ آئے جب دولت راؤ کی فوج کو آتا دیکھا تو نانا پھڑنویس کے متعین کردہ سوار اور سپاہی ارسطوجاہ کے پاس سے فرار ہو گئے۔

نانا پھڑنویس واپس پہنچنے کے بعد بلوبا تاتیہ (مختار دولت راؤ سندھیہ) نے پرسرام بھاؤ کو فراہم کر کے بتاریخ ۲۶ مئی ۱۷۹۶ء (م ۱۹ ذیقعدہ ۱۲۱۰ھ) چمناجی اپا کو گدی نشین کر دیا اور پرسرام بھاؤ ان کا مختار و وزیر بنا۔ اس نوبت پر باجی راؤ راجہ سندھیہ کو فراہم کرتے کے لئے ان کے ڈیرے گئے جہاں باتوں باتوں میں دیر ہوگئی وہیں ان کو یہ خبر ملی کہ چمناجی اپا کو پرسرام بھاؤ گدی نشین کرنے کے لئے ان کی قیام گاہ سے لے گیا جس کے بعد باجی راؤ نے سندھیہ ہی کی حمایت میں رہنے کو پسند کیا اب سندھیہ نے اپنے اخراجات فوج پرسرام سے طلب کئے اس نے یہ وعدہ کیا کہ ارسطوجاہ کو کھرڈلہ کے صلح نامہ کے بموجب ادائی رقم کے لئے کہے گا وہ رقم دیدیں تو اُن (سندھیہ) کو ادا کر دیجائیگی لیکن ارسطوجاہ نے اس کے مطالبہ پر ادائی رقم کا وعدہ اس شرط سے کیا کہ پہلے ان کو نظر بندی سے مخلصی ملے البتہ وہ ادائی رقم تک پونہ کی سکونت نہ چھوڑیں گے جس کی اُن کو اجازت مل گئی اور وہ پونہ کے باہر گھانسی رام کوتوال کے میدان میں جا ٹھیرے اور جب انہوں نے نانا پھڑنویس کے مقابلے میں پرسرام بھاؤ کو مدد دینے کے لئے فوج کے فراہم کرنے کا ذکر کیا تو پرسرام نے خوشی سے ان کو فراہمی فوج کی اجازت دیدی جس پر انہوں نے وہیں پونہ کے ساہوکاروں سے کچھ رقم قرض حاصل کی۔

ا؎ گلزار آصفیہ صفحہ ۱۶۹

ایک معقول فوج تیار کر لی اور مزید فوج کی ضرورت محسوس کر کے غالباً اسی زمانہ میں انہوں نے نظام علی خان کو معروضہ لکھا کہ سرکار عالی کی افواج جلد تر روانہ کی جائیں چنانچہ بندگانعالی نے فوراً عیسٰی میاں اور سبحان خان کو روانہ فرمادیا اور ان کے بعد فرانسیسی فوج کو موسی پیرو اور موسی ریموں کے تحت بھیجدیا جن کے ساتھ راجہ راو رنبھا اور سردار الملک گھانسی میاں اور اسد علی خان بھی تھے ۔

اب پرسرام بھاؤ نے نانا پھڑنویس کو اپنی خدمت پر رجوع ہونے کے حیلے سے پونہ طلب کیا لیکن نانا پھڑنویس نے یہ کہلا بھیجا کہ اپنے آنے سے قبل چند شرایط کی تکمیل منظور ہے جس کے لئے وہ (پرسرام) اپنے فرزند ہری پنت کو ان کے پاس روانہ کر دے جسپہ ہری پنت نانا پھڑنویس کی طرف روانہ ہوا لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ وہ بڑی بھاری اور منتخب فوج کے ساتھ آرہا ہے تو ان کو سوءظن ہوا جس کی تائید بابا راؤ پھڑکیہ کے خط سے بھی ہوئی جس میں اپنی آپ حفاظت کرنے کے متعلق اس نے لکھا تھا وہ وہاں سے مہاگانکن چلے گئے اور پرتاب گڑھ سے ہوکر مہاڑ جا پہنچے ۔ بلّوبا تاتیہ ان کے تعاقب میں سندھیہ کی پیادہ پلٹن کو مقرر کر رہا تھا لیکن پرسرام نے نانا پھڑنویس کے خفیہ طرفداروں کے اثر میں آکر اس کو اس امر سے باز رکھا البتہ نانا پھڑنویس کی جاگیرات سندھیہ کو دیدیں اور ان کے مکانات اور دوسری جائداد ضبط کر لی ۔

اس کے بعد باجی راؤ کی طرف سے ایک مرہٹہ سلحدار بالاجی کنجر[1] نے ان کی

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس مصنفہ گرانٹ ڈف جلد ۲ صفحہ ۲۹۲



اعظم الامرا ارسطو جاہ مسند الملک معین الدولہ
سہراب جنگ غلام سید خان

گدی نشینی کے لئے نانا پھڑنویس سے ریشہ دوانی شروع کی اور ادہر نانا پھڑنویس بھی مرہٹہ سرداروں کو فراہم کرنے لگے جس میں ان کو کامیابی بھی ہوگئی چنانچہ بابا راؤ پھڑکیہ امیر پائگاہ پیشوا تکا راؤ ہولکر ان کے موید ہوگئے اور رگھوبا تاتیہ کے ایک مخالف رایاجی پٹیل[1] کے ذریعے انہوں نے دولت راؤ سندہیہ کو بھی اپنا موید بنالیا اور نظام علی خان کو اپنا طرفدار بنالینے کے لئے انہوں نے ارسطوجاہ سے سلسلہ جنبانی کی جس پر اس دوراندیش مدارالمہام نے کھڑلہ کی جنگ میں دیئے ہوئے ملک اور رقم کے استرداد کا مطالبہ کیا اور اس کے علاوہ اُن مزید اخراجات کا بھی مطالبہ کیا۔ جو اس نوبت پر نانا پھڑنویس کی طرفداری میں عاید ہوں جس پر نانا پھڑنویس نے ایک عہدنامہ مرتب اور اپنی دستخط سے تکمیل کرکے مہاڑ سے ارسطوجاہ کے پاس بھیجدیا۔ نانا پھڑنویس بحالت موجودہ ایسے عہدنامہ کی تکمیل کے مجاز نہیں تھے اس لئے انہوں نے اس میں ایک فقرہ یہ اضافہ کردیا کہ ان شرائط پر سری منت باجی راؤ کے دستخط کرادیئے جائیں گے یہی عہدنامہ عہدنامۂ مہاڑ کے نام سے موسوم ہے جس کی نقل ضمیمہ (ج) میں درج ہے۔

---

[1] اس شخص کا نام سکارام گھاٹکے تھا جس کا تعلق کاگل خاندان سے تھا یہ اپنے ایک عزیز یشونت راؤ گھاٹکے سے لڑکر شکست پایا اور کولاپور سے نکل کر پرسرام بھاؤ کا ملازم ہوگیا جس کے بعد نانا پھڑنویس کے پاس ایک سو سوار کی عہدہ داری پر مامور ہوا۔ جب نانا پھڑنویس پونہ سے نکل گئے تو وہ سندھیہ کی فوج میں ملازم ہوگیا۔ اس کی لڑکی بہت خوبصورت تھی دولت راؤ اس لڑکی سے عقد کرنا چاہتا تھا اور غالباً اسی غرض سے اس نے اپنی فوج میں اس کو مامور کرلیا تھا۔

نانا پھڑنویس کے منصوبوں کی تکمیل | اس سازش و تیاری کی اطلاع جب بلوبا کو ہوئی تو اس نے باجی راؤ کے اکثر طرفداروں کو گرفتار کرلیا اور خود اُن کی قیام گاہ کا بھی محاصرہ کرلیا اور اس خفیہ فوج کو بھی نکال دیا جو باجی راؤ نے نانا پھڑنویس کی بھیجی ہوئی رقم سے مہیّا کرلی تھی لیکن یہ برطرف شدہ فوج عالم پراگندگی میں وائی تک پہنچ گئی تھی کہ منّاجی پھڑکے اس سے جا ملا اور اس کو پھر جمع کرلیا اور دوسرے سرداروں کے ساتھ یہ حصہ فوج بھی ملحق ہوگیا اس تمام فوج کی رقمی احتیاج نانا پھڑنویس نے پوری کردی اور اس کو ایما کیا کہ ساپلی گھاٹ میں جمی رہے۔ اس طرح وہاں تقریباً دس ہزار فوج جمع کرلی گئی جس کے بعد باجی راؤ کی گدّی نشینی کا اعلان کیا گیا۔

بلوّبا نے اس تمام کارروائی کو باجی راؤ ہی کی کارسازی پر محمول کیا اور ان کو قید کرکے ہندوستان بھیجدینے کے لئے سکارام گھاٹگے (راجا جی ٹپیل) کو مامور کیا۔ باجی راؤ کو معلوم تھا کہ اس کی لڑکی پر دولت راؤ سندھیہ عاشق ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کو فراہم کرنے کی ترکیب یہ نکالی کہ گھاٹگے کو اس امر پر راضی کرلیں کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی سندھیہ سے کردے چند وعدوں کے تحت وہ راضی ہوگیا جس کی اطلاع باجی راؤ نے اپنی حسن کارگزاری کے اظہار کے ساتھ دولت راؤ سندھیہ کو کردی اور سندھیہ کے فراہم ہونے تک (ہندوستان جانے سے رُکنے کے لئے) خود آپ بیمار ہونے کا عذر کرکے نیرا ندی کے کنارے ہی ٹھیرے رہے۔

جب راجہ سندھیہ بھی نانا پھڑنویس کے ہم خیال ہوگئے اور منصوبہ پوری طرح مکمل ہوگیا تو ۲۷ اکٹوبر ۱۷۹۶ء (۲۴ ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ) کو سندھیہ نے بلوّبا کو گرفتار کرلیا

اور ایک حصہ فوج بمعیت فوج نظام علی خان نانا پھڑنویس کی رہبری میں پرسرام بھاؤ کو گرفتار کرنے پر مامور ہوا جس کی سن گن پاکر پرسرام بھاؤ چمناجی کو لیکر سیونیری بھاگا جہاں وہ گرفتار کرلیا گیا صاحب گلزار آصفی نے اس کی گرفتاری میں نظام علی خاں کی فوج کی کارگزاری کی تفصیل یہ بتائی ہے کہ ارسطوجاہ[1] نے اس مقصد کے لئے اپنی فوج میں سے سبحان خان میراں یار جنگ (عیسیٰ میاں) و موسیٰ پیرو کو مامور کیا اور حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ رات کو پرسرام کے گھر کا محاصرہ کرکے اس کو گرفتار کرلیں لیکن وہ محاصرہ سے کچھ ہی قبل اپنے مکان سے نکل بھاگا اور پونہ سے دو کوس پر اپنے لڑکے کے لشکر میں پہنچ گیا جب یہ خبر ملی تو سبحان خان اپنی فوج لیکر آدھی رات کے قریب اس لشکر پر حملہ کردیا لیکن پرسرام کو یہاں سے بھی نکلجانے کا موقع مل گیا اور جب یہ خبر ملی کہ وہ قلعہ جنیر[2] کی سمت گیا ہے تو سبحان خان نے معاً اس کا تعاقب کیا آخر صبح صبح اس کو قلعہ جنیر کے دروازے پر گرفتار کرلیا اور ارسطوجاہ کے پاس پیش کردیا جنہوں نے اس کو دولت راؤ سندھیہ کے حوالے کردیا۔

عہدنامۂ مہاڑ کی تعمیل | نانا پھڑنویس ۲۵ نومبر ۱۷۹۶ء (م ۲۴ جمادی الاول ۱۲۱۱ھ) کو مہاڑ سے پونہ واپس ہوکر اپنی خدمات پر مامور ہوئے اور باجی راؤ ۴ دسمبر ۱۷۹۶ء (م ۳ جمادی الثانی ۱۲۱۱ھ) کو گدی نشین ہوئے۔ پرسرام بھاؤ کی جاگیرات اور قلعہ احمدنگر سندھیہ کو دیدیا گیا اور رگھوجی بھونسلہ کے اقرارنامہ کی تعمیل کردیگئی لیکن عہدنامہ مہاڑ کی تعمیل سے باجی راؤ نے انکار کردیا جس پر

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ (۱۷۱)

[2] غالباً یہ وہی قلعہ سیونیری ہے جس میں باجی راؤ اور ان کے دونوں بھائی نظر بند تھے۔

ارسطوجاہ بگڑے اور بلا حصول رخصت ۱۳ جولائی ۱۷۹۷ء (م ۱۸ محرم ۱۲۱۲ھ) کو حیدر آباد لوٹے
ارسطوجاہ پونہ سے نکل کر سید اٹیکہ تک پہنچے تھے کہ نانا پھڑنویس نے اُن کی تالیف قلب کیلئے اپنے
معتمدین کو تحفہ تحایف کے ساتھ روانہ کیا اور معاہدے کے تصفیہ تک وہیں رُکے رہنے کی
تاکید کی چنانچہ وہ ڈیڑھ مہینے تک وہیں ٹھیرے اور اس دوران میں نانا پھڑنویس نے حسب
بیان کھارے[۲] بہ اختلاف جزوی باجی راؤ کو عہدنامہ مہاڑ کی تعمیل پر رضامند کرلیا۔ اور اس
علاقہ کا سہ ربع حصہ نظام علی خان کو واپس دیا گیا جو صلح نامہ کھرڈلہ کی رو سے پیشوا کو ملا تھا
اور بیدر کے چوتھ میں سے سہ ربع حصہ بحق نظام علی خان قرار پایا اور دو کرور نقد ادا شدنی
رقم میں سے صرف پندرہ لاکھ منہا کر کے دستاویزات پر بقیہ کی بھرپائی کر دی گئی ۔

نظام علیس ریلے شنس وِت مرہٹاس کے مولف کا خیال ہے کہ عہدنامۂ مہاڑ کی
تعمیل محض جنگی دھمکی کے تحت ہوئی ہے ۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت تمام مرہٹہ
سردار اپنے مقام کو واپس ہو رہے تھے اور نظام علی خان کی فوج ارسطوجاہ کے تحت پونہ سے
قریب ٹھیری ہوئی تھی اگر اس موقع پر مہاڑ کے عہدنامہ کی تعمیل سے انکار ہی کر دیا جاتا تو اس
امر کا امکان تھا کہ ارسطوجاہ اعلان جنگ کر دیتے جن کا مقابلہ پیشوا کو تنہا کرنا پڑتا اور
اُن کی فوج غالباً ان کے مقابلہ کے لئے کافی نہ ہو سکتی تھی ۔

حقیقت یہ ہے کہ نانا پھڑنویس نے جس وقت اس عہدنامہ کی تکمیل کی ہے وہ

---

[۱] کھارے جلد دہم صفحہ ۵۱۵۰

[۲] بموجب حوالۂ نظام علیس ریلیشنس وِت مرہٹاس ۔

کسی حیثیت سے اس کی تکمیل کے مجاز نہیں تھے چنانچہ اس کا فقرہ (۱۲) اس کا شاہد ہے جس میں وہ یہ اقرار کر رہے ہیں کہ ان فقرات عہد نامہ پر سری منت بالاجی کے تکمیلی دستخط کرا دیں گے اور انہیں کی۔ اس عدم قابلیت کا لحاظ کر کے غالباً ارسطو جاہ نے اس عہد نامہ کے بعد ہی ۲ ربیع الاول ۱۲۱۱ھ (م ۳ نومبر ۱۷۹۶ء) کو دولت راؤ سندھیہ سے ایک علیحدہ عہد نامہ طے کیا جو ضمیمہ (د) میں درج ہے اور جس کا فقرہ (۲) یہ ہے۔

"بالاجی پنڈت نانا پھڑنویس از سرکار نواب آصف جاہ بہادر قرار کردہ باشند بدین موجب از طرف مشارٌ الیہ عمل خواہد آمد احیاناً اگر دقتے در آن ظہور رسد ابیجانب (سندھیہ) شریک صاحب (ارسطو جاہ) گردیدہ بموجب قرار عمل کنانیدہ خواہد داد و از سرکار این جانب ہم بالاجی پنڈت پھڑنویس قرار کردہ باشند بداں موجب از جانب نامبردہ بعمل خواہد آمد احیاناً اگر دقتے در آن رو دہد صاحب شریک با ماشدہ بموجب قرار از نامبردہ عمل کنانند ذمہ دار این مراتب صاحب اند و درین از طرفین تفاوت نشود۔"

غالباً یہی معاہدہ نانا پھڑنویس اور باجی راؤ کے منشاء کو زیادہ متاثر کرنے والا تھا اس واسطے کہ عہد نامہ کھاڑ کی تعمیل نظام علی خان کے حق میں نہیں ہو رہی تھی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ارسطو جاہ کو اسی فقرہ کے تحت سندھیہ سے مدد لینی پڑتی جس کا نتیجہ جنگ ہی ہو سکتا تھا اور ظاہر تھا کہ سندھیہ کی فوج تقریباً تمام ہندوستان میں بہتر اور آزمودہ تھی عجب نہیں جو خود سندھیہ نے اس فقرہ کے نظر کرتے اور نانا پھڑنویس نے اپنے تکمیل کردہ عہد نامہ کے پاس و لحاظ سے اس کی تعمیل کے لئے باجی راؤ کو مجبور کیا ہو۔

نظام علیس رلے شنس کے مولف کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نامۂ کھاڑ کی تعمیل جزاً ہوی لیکن صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ بموجب اقرار[1] نانا پھڑنویس نے ایک کروڑ روپیہ نقد اور تین کرور روپیہ کی دستاویز اور صوبہ بیدر کے چوتھ کی معافی کی سند اور گذاشت محالات و قلعہ دولت آباد لیکر اور پونہ کے ساہوکاروں سے جو قرض ایک کرور روپیہ حاصل کیا تھا اس کی ادائی نانا پھڑنویس کے ذمہ کر کے ارسطوجاہ حیدر آباد واپس ہوئے۔

عہد نامۂ کھاڑ میں ایک کروڑ روپیہ نقد ادا کرنے یا ارسطوجاہ کے ذمگی قرض کی ادائی کا بار اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں عذر ہے یہ البتہ ممکن ہے کہ تحت اخراجات جنگ بموجب فقرہ (۸) مندرجۂ معاہدۂ کھاڑ ان کو دس لاکھ روپے دئے گئے ہوں جس پر صاحب گلزار آصفیہ نے ایک صفر کا اضافہ کر دیا۔

بہر حال مرہٹوں کی اس خانہ جنگی میں نظام علی خان کا معقول فایدہ ہوا جو ان کے فہمیدہ و مدبر مدار المہام ارسطوجاہ کی حسن سعی اور حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۷۵

جنگ میسور

۱۷۹۹ء
۱۲۱۳ھ

اسباب جنگ | ٹیپو سلطان کے لڑکے جو ۱۷۹۲ء (م ۱۲۰۶ھ) کے صلحنامہ کے تحت بطور یرغمال کمپنی کے زیرنگرانی تھے اوایل ۱۷۹۴ء (م ۱۲۰۸ھ) میں بہ اعزاز و اکرام واپس کر دیے گئے اس کے بعد سے غالباً ٹیپو سلطان اپنی سلطنت کی وسعت کے خیال میں دور دور کے منصوبے قایم کرنے لگے چنانچہ وہ اپنے قلعہ جات کی ترمیم و تعمیر کی طرف توجہ کرنے کے علاوہ دور دور کی خود مختار سلطنتوں سے مراسلت کرنے لگے ایران کے ایک شاہزادے ان کے پاس آئے شاہ افغانستان سے کوئی مفاہمت ہوئی اور ایک سفیر کو خلیفۃ المسلمین سلطان ترکی کے پاس روانہ کیا شاہ فرانس (نپولین اعظم) سے بھی ریشہ دوانی کی یہ اعمال اس قابل نہیں تھے کہ وہ جماعت (یا کمپنی) ان کو صرف نظر کر جاتی جو جلب منفعت اور ملک گیری کی خاطر اپنا وطن (انگلستان) چھوڑ ہندوستان میں قسمت آزمائی کے لئے آئی تھی۔ انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں نے اس کو نظر تعمق سے دیکھ کر قرار دیا کہ ٹیپو سلطان انگریزوں ہی کے خلاف کسی جارحانہ کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں اور اسی خیال سے ان کے منصوبوں کے دفع دخل کی

تیاریاں کرنے لگے۔

کمپنی کے کورٹ آف ڈائرکٹرس نے خاص اسی غرض سے لارڈ مارننگٹن (المعروف مارکویس ویلزلی) کو ہندوستان کا گورنر جنرل بنایا جنھوں نے مسایل ہندوستان پر غور کرتے ہوئے مرہٹوں کے مقابلے میں نظام علی خان کو کمک نہ دینے پر اپنے مراسلہ مورخہ ۲۲ فروری ۱۷۹۸ء موسومہ پریزیڈینٹ بورڈ آف کنٹرول میں بایں الفاظ اظہار خیال کیا ہے۔

"یہ کوئی دور اندیشانہ پالیسی نہیں ہے کہ نظام اور مرہٹے آپس میں لڑکر کمزور ہو جائیں درآں حالیکہ ٹیپو سلطان آرام میں ہیں"[۱]

اس سے ظاہر ہے کہ ان کے مطمح نظر صرف ٹیپو سلطان تھے گورنر جنرل موصوف نے اس امر پر بھی توجہ کی کہ مرہٹوں اور نظام علی خان کو معاہدوں کے ذریعے اپنے قابو میں لالیا جائے تاکہ وہ ٹیپو سلطان سے متفق ہوکر ان کی قوت میں اضافہ کرنے کا باعث نہ ہو جائیں۔

مارکویس ویلزلی بہ حیثیت گورنر جنرل ۱۷ مئی ۱۷۹۸ء (م یکم ذی الحجہ ۱۲۱۲ھ) کو کلکتہ پہنچے یہاں آنے کے تین ہی ہفتے بعد ان کو یہ اطلاع ملی کہ ٹیپو سلطان کے دو ایلچی فرانس پہنچے جن کے ذریعے انھوں نے حکومت فرانس سے اتحاد قایم کرنے کی تحریک کی اور اسی سلسلہ میں کچھ فرانسیسی عہدہ داروں کو بھی طلب کیا جس پر وہاں سے تقریباً[۲] دو سو سپاہی مع عہدہ دار ٹیپو سلطان کے پاس روانہ کئے گئے جو منگلور کی بندرگاہ پر ۲۶ اپریل ۱۷۹۸ء (م ۱۰ ذیقعدہ ۱۲۱۲ھ) کو پہنچے[۳]

---

[۱] میموار اینڈ کرسپانڈنس آف مارکویس ویلزلی مرتبہ آر۔ آر۔ پیرس جلد اول صفحہ ۱۵۰ [۲] حسب مراسلہ لارڈ مارننگٹن مورخہ ۲۰ مارچ ۱۷۹۹ء موسومہ کورٹ آف ڈائرکٹرس۔ [۳] ملس ہسٹری آف برٹش انڈیا جلد ششم طبع ۱۸۲۶ء صفحہ ۶۶



نظام علی خان آصف جاہ ثانی

انگریز مورخ اس فرانسیسی فوج کے آنے کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطان انگریزوں سے سابقہ جنگ کا انتقام لیکر اپنے کھوئے ہوئے علاقہ کو واپس حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں اس وجہ سے تامل ہے کہ سپاہیوں کی اس قلیل تعداد[۱] سے اس سوء ظن کی گنجائش پیدا ہوتی ہے کہ یا تو انگریزی کمپنی کو نیچا دکھلانے کے لئے صرف انہی دو سو سپاہیوں کی کمی تھی یا یہ کہ ٹیپو سلطان کو صرف انہیں دو سو سپاہیوں کی امداد کی ضرورت تھی۔ یہ ضرور ہے کہ ٹیپو سلطان انگریزوں کے موافق نہیں تھے اور عجب نہیں کہ وہ یہ بھی چاہتے ہوں کہ نہ صرف اپنے متنزعہ حصہ ملک کو انگریزوں سے واپس حاصل کریں بلکہ ان کو ہندوستان سے بھی نکال باہر کردیں لیکن اس نوبت پر ان کے ان اعمال پر یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ شاہ کابل و شاہ ایران سے جو مراسلت ہوئی تھی وہ مرہٹہ ریاست کے مقابلے کے لئے تھی۔ شاہ ترکی سے جو مراسلت ہوئی اس کا امکان محض قومیت کے اعتبار سے تھا یا اس لئے کہ خلیفۃ المسلمین کے پاس سے اپنی شاہی کے لئے سند طلب کریں جس کے بعد سے وہ مستند طور پر اپنی ریاست کے خود مختار بادشاہ کہلائے جاسکیں کیونکہ جو امور کہ مخالفین ٹیپو سلطان ان کو برا ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ وہ بطور خود بادشاہ یا سلطان کا لقب اختیار کئے ہوئے تھے۔ شاہ فرانس سے جو مراسلت انہوں نے کی اس لئے ہوسکتی تھی کہ اپنی فوج کو زیادہ باقاعدہ بنانے اور اس کو یورپی اصول پر فوجی اور حربی تعلیم دلانے کے سامان مہیا کریں اور

---

[۱] اس کی تعداد ٹیپو سلطان نے اپنے اطلاعی خط مورخہ ۳۰ ر اگست ۱۷۹۸ء موسومہ ریاست فرانس میں صرف ساٹھ سپاہی بتائی ہے اور لارڈ مارننگٹن نے بشمول عہدہ داران دو سو بتائی ہے۔ ملس ہسٹری آف برٹش انڈیا جلد ششم طبع ۱۸۲۶ء صفحہ ۶۷

اس مخالف انگریز قوم سے اس قسم کی مدد حاصل کرنے میں سہولت اسی صورت میں تھی کہ اس قوم کو یہ جتائیں کہ وہ خود بھی انگریزی قوم کے افراد سے خوش نہیں ہیں۔ بہرحال ٹیپو سلطان کے ان اعمال کو انگریزی کمپنی نے سخت ترین بدگمانی سے دیکھا اور یہ تصفیہ کر لیا کہ جتنا جلد ہو سکے ان کے منصوبوں پر پانی پھیر کر ان کی روز افزوں قوت کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا جائے سب سے پہلے لارڈ صاحب نے مدراس گورنمنٹ کی فوج کو ساحل ملیبار و کورومنڈل پر اتر آنے کے احکام دیئے اور اپنے اس خیال کی تائید و تکمیل میں جو بورڈ آف کنٹرول کے پریزیڈنٹ کے موسومہ خط میں ظاہر کیا تھا ٹیپو سلطان سے مقابلہ کرنے کی غرض سے نظام علی خان اور مرہٹہ راجگان و پیشوا کے ساتھ ایک فرید معاہدہ کرنے کی کوشش کی تاکہ اس پیش پا افتادہ مہم میں ان دیسی ریاستوں کی فوجی قوت کمپنی کے زیر اثر آجائے اور ان کے خود مختارانہ اقتدارات کمپنی کی صواب دید پر منحصر ہو جائیں۔

عہدنامۂ امدادی کی تکمیل | ۱۷۹۸ء (م ۱۲۱۲ھ) تک حیدرآباد میں ولیم کرک پاٹرک رزیڈنٹ تھے جب وہ کیپ آف گڈہوپ چلے گئے تو ان کے بھائی جیمس اچلیس کرک پیاٹرک ان کے قایم مقام ہوئے۔ انہیں کے ذریعے نظام علی خان کے ساتھ ایک عہدنامہ یکم سپٹمبر ۱۷۹۸ء (م ۱۹ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ) کو تکمیل پایا جس میں دائمی طور پر انگریزی امدادی فوج کو ملازم رکھنے اور اس فرانسیسی فوج کو جو سرکار عالی میں ملازم تھی برطرف کر دینے کا معاہدہ ہوا اور یہ بھی طے پایا کہ ان فرانسیسیوں کو جو اس فوج میں ملازم ہوں انگریزی کمپنی کے حوالے کر دیا جائے اور آیندہ کوئی یوروپین بلا اطلاع کمپنی ماسور و ملازم نہ کیا جائے لفٹننٹ کرنل ولسن کا

بیان ہے کہ اس[1] فرانسیسی فوج کی برطرفی کے لئے نظام علی خان اور ان کے وزیر ارسطوجاہ کو راغب کرنے میں بڑی دقتیں اٹھانی پڑیں ولسن کا یہ بیان خلاف واقعہ نہیں ہے اس واسطے کہ نظام علی خان کے تخیل کے تحت ارسطوجاہ کا مسلک یہ تھا کہ فرانسیسیوں سے خطرے کی صورت میں انگریزی افواج سے مدد لیں اور انگریزی افواج سے خطرے کی صورت میں فرانسیسی فوج سے اور اس فوج کو برطرف کردینے کی صورت میں اس فایدہ کے حاصل کرنے کا موقع باقی نہیں رہتا بلکہ صرف انگریزی فوج کی رضاجوئی میں رہنا پڑتا جیسا کہ بعد میں فی الحقیقت ہوا لیکن اس وقت نظام علی خان کے مرض فالج میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ریاست کے اندرونی حالات اور ان کی قایم مقامی کی کشمکشوں میں (جس کا ذکر آگے آئے گا) ارسطوجاہ اس عہدنامہ کی تکمیل پر مجبور ہوئے اور نظام علی خان سے تکمیلی دستخط حاصل کرلی۔ یہ وہی عہدنامہ ہے جس کی رو سے ریاست آصفیہ تمام خارجی معاملات میں انگریزی کمپنی کے زیر اثر آگئی اور ایک حد تک اپنی حقیقی خودمختاری کھو بیٹھی اور چونکہ یہ خاص اہمیت رکھتا ہے اس کا ترجمہ ہم ضمیمہ ھ میں درج کرتے ہیں۔

عہدنامہ کی تکمیل کی نوبت پر سکندرجاہ کی تخت نشینی میں استمداد کی شرط اور اس کے بہانے

اس عہدنامہ کے شرائط کے تصفیے کے لئے جو مشکلات انگریزی کمپنی کو درپیش تھیں ان کا اجمالی ذکر مارکویس ویلزلی نے اپنے مراسلہ[2] نشان (۷۴) موسومہ کپتان جے اے کرک پیاٹرک میں کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسطوجاہ یہ خوب جانتے تھے کہ اس عہدنامہ کے شرائط زیادہ تر کمپنی کے مفید مطلب تھے۔

---

[1] ہسٹری آف دی مدراس آرمی جلد ۲ صفحہ ۳۰۹

[2] ڈسپیچس آف دی مارکویس ویلزلی مرتبہ آر ایم مارٹن جلد اول صفحہ ۱۵۸

اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ چند ایسے امور بھی طے کر لئے جائیں جو اپنے لئے بھی مفید ہوں وہ امور یہ ہیں :-

(۱) سکندر جاہ کی تخت نشینی کی تائید انگریزی گورنمنٹ کرے ۔

(۲) ریاست آصفیہ کے اندرونی انتظامات و رفع مناقشات کے لئے انگریزی افواج متعینہ ریاست سے مدد ملا کرے ۔

(۳) حیدر آباد اور پونہ کی ریاستوں میں جو اختلافات واقع ہیں یا آیندہ ہوں ان کے ارتفاع میں انگریزی کمپنی حصہ لے اور مدد دے ۔

ان میں سے مابعد الذکر دو امور ایسے تھے جن کے متعلق انگریزی کمپنی نے قبل ازیں جواب دیدیا تھا کہ اس کو ریاست کے ان امور سے کوئی تعلق نہیں اس لئے وہ ان امور میں نظام کی کوئی مدد نہیں کر سکتی جس پر ارسطو جاہ کو ضروری معلوم ہوا کہ ان ہر دو مسایل کے متعلق بھی انگریزی کمپنی سے کوئی سمجھوتہ کر لیں ۔ اور امر مقدم الذکر یعنے تخت نشینی سکندر جاہ کے متعلق تائید حاصل کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پائی گئی کہ نظام علی خان کی علالت (از مرض فالج) کے دوران میں سکندر جاہ نے جلد بازی کر کے امور ریاست میں بیجا مداخلت[1] کی تھی جو نظام علی خان کو ناگوار گذری اسی بنا پر خود بدولت نے اُن پر نگرانی قایم کر دی تھی سکندر جاہ کی جلد بازی کا سبب یہی ہو سکتا ہے کہ نظام علی خان نے یہ تصفیہ کر دیا تھا کہ اپنے ممالک محروسہ کو تین حصوں پر تقسیم کر کے ہر ایک حصہ اپنے فرزندوں میں سے سکندر جاہ

---

[1] فریزیس آو رفیت فل الائی دی نظام صفحہ ۱۹۳

فریدوں جاہ اور جہاندار جاہ کے نامزد کردیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کے[1] متعلق سندیں بھی تیار کردی گئی تھیں لیکن امیر پائیگاہ اور راجہ شام راج نے اس خیال کے تحت کہ فریدوں جاہ نظام علی خان کے قایم مقام ہوں ان اسناد کو بروئے کار آنے سے روک رکھا۔

فریدوں جاہ ایک حد تک انگریزوں کے مخالف تھے جب ارسطو جاہ پونہ سے واپس آکر خدمت مدار المہامی کا جایزہ حاصل کر چکے تو انہوں نے دیکھا کہ نظام علی خان کے وہ صاحبزادے (سکندر جاہ) جن کے عقد میں وہ اپنی پوتی کو دینا چاہتے تھے اس طرح محروم کئے گئے ہیں تو ان کو اپنی آیندہ توقعات کے منقطع ہوجانے کا یقین ہوگیا اس لئے انہوں نے سکندر جاہ سے خفیہ طور پر مفاہمت کر کے پہلے نظام علی خان سے یہ منظوری حاصل کرلی کہ سرکاری کاغذات پر سکندر جاہ[2] دستخط کیا کریں کیونکہ فالج کا اثر سیدھی جانب پر ہونے کے باعث نظام علی خان اس قابل نہیں رہے تھے کہ سرکاری کاغذات پر کچھ لکھ سکیں یا دستخط کرسکیں اس حکم کے حصول کے ساتھ ساتھ ارسطو جاہ نے ان کی تخت نشینی کے لئے انگریزی کمپنی سے تائید حاصل کرنیکی تجویز کی۔ اور اسی تجویز کے تحت مابہ البحث عہد نامہ کی تکمیل کے وقت اس مسئلہ کو بھی پیش کردیا۔ کپتان جے لے کرک پیاٹرک کی اطلاع دہی پر مارکویس ویلزلی نے ان کو مراسلہ نشانی (۳۷) میں یہ لکھا کہ :-

" میرا مصمم ارادہ ہے کہ سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کیجائے لیکن میں نے اس کو اعظم الامرا سے فی الحال مخفی رکھنے کی جو تم کو ہدایت کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اظہار

---

[1] اورینٹ فل الائی دی نظام صفحہ ۲۱۴ [2] اورینٹ فل الائی دی نظام صفحہ ۲۱۶ ۔

ممکن ہے کہ نظام کے دل میں کوئی بدگمانی یا شک پیدا کرے"۔

اس سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ نظام علی خان سکندر جاہ کو تخت نشین کرنا نہیں چاہتے تھے اور اُن کی تخت نشینی کی نسبت جو مفاہمت کہ ارسطو جاہ اور انگریزی کمپنی کے مابین ہو رہی تھی وہ نظام علی خان کے بلا علم و اطلاع تھی۔

ارسطو جاہ کے ان پیش کردہ امور میں سے تخت نشینی سکندر جاہ کے متعلق کسی تحریری وثیقہ یا تصفیہ کے بغیر عہد نامہ تکمیل پا گیا اور میسور کی جنگ کے بعد ویلزلی نے سکندر جاہ کی تخت نشینی میں مدد دینے کے لئے آٹھ شرائط پیش کر کے جے اے کرک پیاٹرک کو لکھا کہ

"اگر سکندر جاہ[۱] ان شرائط سے ناراض ہوں تو تم ارسطو جاہ اور میر عالم سے مل کر نظام کے کسی اور لڑکے کو انہیں شرائط کے ساتھ تخت پر بٹھانے کے لئے آمادہ کرو"۔

یہ شرائط سکندر جاہ نے بلا علم و اطلاع نظام علی خان تسلیم کر لئے۔

فرانسیسی فوج کی برطرفی تحت معاہدہ ۱۷۹۸ء م ۱۲۱۳ھ

معاہدۂ مذکور کی تکمیل کے ڈیڑھ مہینہ بعد تک بھی فرانسیسی عہدہ داروں کی برطرفی عمل میں نہیں آئی جب انگریزی رزیڈنٹ نے اپنی سابقہ فوج میں اضافہ کے لئے مزید انگریزی فوج طلب کر لی تو نظام علی خان کو یہ دھمکی دی کہ اگر فرانسیسی[۲] عہدہ داروں کے برطرف کرنے میں اب بھی کوئی پس و پیش ہو تو وہ خود اپنی فوج کو حکم دیدینگے کہ

---

[۱] ڈسپاچس آف ویلزلی مرتبہ آر ایم مارٹن جلد اول صفحہ ۱۳۵ مراسلہ نشان (۴۱)، مورخہ ۶ نومبر ۱۷۹۹ء

[۲] اور فیبت فل الائی دی نظام صفحہ ۲۱۹

فرانسیسی فوج کی چھاؤنی پر حملہ کر دے اور اس کے ساتھ اپنی انگریزی فوج کو اس چھاؤنی سے قریب تر جا ٹھیرنے کا حکم بھی دیدیا۔ جس کے بعد بندگانعالی نے فرانسیسی عہدہ داروں کو برطرف کر کے اہالیان کمپنی کے سپرد کر دینے کا حکم دیا ہے^۱ اے، کرک پیاٹرک حکم برطرفی کے حصول کیلئے جس وقت نظام علی خاں کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کے مددگار مسٹر مالکم اور ڈاکٹر بوبر بھی تھے حضور نے احکام برطرفی کے ساتھ رزیڈنٹ کو ایک ایک جیغہ سرپیچ اور کنٹھی مروارید سے اور ایک ایک جوڑ دست بند اور بھجبند سے سرفراز کیا اور ان کے ہمراہیوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک جیغہ اور سرپیچ عنایت ہوا۔

سرکار عالی کی فرانسیسی فوج میں صرف ایک سو چوبیس فرانسیسی عہدہ دار تھے جن کی برطرفی کے بعد ان کے تحت کی فوج نئے عہدہ داروں کے سپرد کر دیگئی اس برطرفی کے لئے جو اہتمام انگریزی کمپنی کے ذریعے ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ برطرف ہونے والے عہدہ دار اگر چاہتے تو اپنی ماتحت فوج کے ذریعے ریاست کی افواج پر حملہ کر دیتے۔ بہر حال احکام برطرفی کی تعمیل کی غرض سے کرنل جارج رابرٹس کے تحت چار ہزار تین سو پچاس سپاہیوں کی فوج بجواڑے سے حیدرآباد آئی جو یہاں کی سابقہ فوج (متعلقہ بنگالا) سے ملحق ہو گئی۔ اس فوج کے حیدرآباد آجانے کے بعد ہی رزیڈنٹ بہادر نے حملہ کی دھمکی دیکر فرانسیسی عہدہ داروں کی برطرفی کے احکام حاصل کئے جس کے بعد اس فوج نے فرانسیسی فوج کی چھاونی کا محاصرہ کر لیا اور اس کے سپاہیوں کی دلجوئی کر کے اُن سے وعدہ کیا گیا کہ

۱ے اس وقت خود بدولت قلعہ محمد نگر میں رونق افروز تھے۔

ان کی پوری پوری تنخواہیں (جو واجب الطلب تھیں) ادا کردی جائیں گی۔ اس توقع میں سپاہیوں نے فرانسیسی عہدہ داروں سے انحراف کرلیا جس کے بعد ان میں کا ہر ایک عہدہ دار ہتھیار ڈالدینے پر مجبور ہوگیا۔ اس طرح انگریزی فوج نے ان کو اپنی حراست میں لیکر کمپنی کے علاقہ میں روانہ کردیا۔

عہدنامۂ مذکور کی تکمیل و تعمیل کے دَوران میں گورنر جنرل کو یہ اطلاع کہ شاہ فرانس (نپولین اعظم) نے مصر پر حملہ کردیا ہے جس کے فتح ہو چکنے کی صورت میں اس کا ہندوستان پر حملہ آور ہو جانا قرین عقل بھی تھا اور آسان تر بھی اس لئے لارڈ مارننگٹن نے اِدہر مدراس کی فوج کو حکم دیا کہ میسور کے حدود کی طرف بڑھے اور اُدہر بمبئی کی فوج کو احکام بھیجے کہ سرینگ پٹن کی طرف بڑھ آئے تاکہ مدراس کی انگریزی فوج کی کمک کرسکے اور ایک طرف سے سرکار عالی کی انگریزی افواج بھی طلب کی گئیں۔ عہدنامۂ مذکورۃ الصدر میں کوئی ایسی شرط صراحتہً موجود نہیں ہے کہ ٹیپو سلطان کے مقابلے پر اس فوج سے کام لیا جائے گا یا سرکار نظام کی اور فوج سے مدد حاصل کی جائیگی اور اس مدد کے معاوضہ میں مال غنیمت یا حصۂ ملک جو کچھ ہمدست ہو اس کی تقسیم باہمی کس تناسب سے ہوگی البتہ اس کے فقرہ ہجم میں بالاجمال یہ مذکور ہے کہ

"یہ امدادی فوج ہر وقت اہم خدمات کے لئے آمادہ رہیگی مثلاً حفاظت ذات بندگانعالی یا ان کے ورثا اور قائم مقاموں کے لئے باغیوں کی اور ریاست میں فتنہ و فساد مچانے والوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے لیکن اس کو چھوٹے چھوٹے معمولی امور پر یا حصول محاصل کے لئے مثل فوج سبندی مامور نہ کیا جائے گا"[1]

---

[1] دی ٹری ٹیز مرتبہ سی یو ایچی سن جلد نہم طبع ۱۹۲۹ء صفحہ ۵۰۔

سابقہ جنگ میسور (۱۷۹۲ء م ۱۲۰۶ھ) کے قبل ایک معاہدہ ۱۷۹۰ء (م ۱۲۰۴ھ) میں ہوا تھا جس میں فوجی امداد اور اس کے معاوضہ میں باہمی تقسیم کا ذکر ہے لیکن یہ یاد رہے کہ اس عہدنامہ میں تین فریق (نظام علی خان پیشوا اور انگریزی کمپنی) تھے اور اس کی دوسری شرط[1] میں ہر سہ فریق سے نقض معاہدہ کی وجہ سے ٹیپو سلطان پر فوج کشی کرنے کی قرارداد تھی۔ اس عہدنامہ کا اثر اس جنگ (۱۷۹۲ء) کی صلح کے ساتھ ہی باقی نہیں رہا کہ اس نوبت پر اس سے استفادہ کیا جاتا لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ٹیپو سلطان کے کچھ اثرات ریاست آصفیہ میں قایم ہوگئے تھے کہ نظام علی خان کے بھانجے امتیاز الدولہ ممتاز الامرا کے ذریعے ٹیپو سلطان ریشہ دوانی کر رہے تھے اور ان کے ایک سفیر موسوم بہ مدینہ صاحب ان کی طرف سے حیدرآباد آتے جاتے تھے اور غالباً یہاں کے امرا میں سے بعض ان کی حمایت میں بھی تھے اس لئے انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اس عہدنامہ میں اس آنے والی جنگ میسور کا کوئی ذکر صراحتہً کیا جائے یا اس کے متعلق کوئی شرط مرقوم ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کا امکان تھا کہ اس عہدنامہ سے سخت مخالفت کی جاتی۔ صرف فوجی اضافہ کی غرض ظاہر کرکے اور فرانسیسی عہدہ داروں کے برطرف کردینے کی قرارداد پر عہدنامہ ۱۷۹۸ء (م ۱۲۱۳ھ) طے کیا گیا۔ ممکن ہے کہ ارسطوجاہ سے رزیڈنٹ نے بالمشافہ میسور پر فوج کشی کی نسبت کوئی اقرار کیا ہو یا خفیہ طور پر کوئی اور معاہدہ ہوا ہو جس کا کوئی شایع شدہ داخلہ ہمارے حیطۂ علم میں نہیں ہے۔

اس موقع پر طلبی فوج کے ساتھ اس فوج کی سپہ سالاری کی نسبت مارکوئیس ویلزلی نے

---

[1] دی ٹری ٹیز جلد نہم طبع ۱۹۲۹ء صفحہ ۴۴۔

رزیڈنٹ کرک پیاٹرک کو لکھا۔

"کوشش کی جائے کہ اس مہم میں اعظم الامرا (ارسطو جاہ) افواج نظام کے سپہ سالار رہیں اور اگر کسی خاص وجہ سے وہ نظام کے ساتھ رہ جائیں یا یہ کہ ان کو افواج کے ہمراہ مہم پر چلنے کے لئے آمادہ نہ کیا جا سکے تو کسی اور شخص کو سپہ سالاری کے لئے انتخاب کرنے میں احتیاط کو کام میں لایا جائے (خیال رہے کہ) سپہ سالار ایسا شخص ہونا چاہیئے جو معتبر اور امیر ہونے کے علاوہ غرض واحد میں دلچسپی رکھنے والا بھی ہو افواج نظام کی سپہ سالاری کے لئے ایسا شخص ہو جو ان امور کے علاوہ فوجی معلومات اور جنگی تجربہ بھی رکھتا ہو اور حیدر آباد کے دربار میں ایسے صفات کا آدمی ملنا مشکل ہے۔"[1]

اس سے ظاہر ہے کہ انگریزوں کو اپنی تائید کی نسبت ارسطو جاہ پر پورا بھروسہ تھا لیکن اس کے ساتھ ویلزلی کو یہ بھی خیال تھا کہ چونکہ نظام علی خان ان دنوں صحیح المزاج نہیں تھے اس لئے ارسطو جاہ کا ان کی قربت سے دور رہنا نہ خود ان کے مفاد کے مد نظر قرین عقل تھا اور نہ خود کمپنی کے مقاصد کے لحاظ سے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی خیال تھا کہ اس فوج کے سپہ سالار ارسطو جاہ نہوں تو کوئی ایسا شخص ہو جو ان کا ہم خیال ہو اور ریاست کے امرا میں سے نہ امیر پائیگاہ ہی انگریزی کمپنی کے طرفدار تھے اور نہ راجہ شام راج و ممتاز الامرا۔ ویلزلی کے جملہ آخر سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ چونکہ دربار میں اُن صفات کا آدمی ملنا مشکل تھا جن کا انہوں نے

---

[1] ڈسپاچیس آف آریم مارنن جلد اول صفحہ ۴۴۳ مراسلہ مورخہ ۹ نومبر ۱۷۹۸ء۔

ذکر کیا ہے اس لئے وہ یہ چاہتے تھے کہ منجانب ریاست کوئی انگریزی سرداری اس خدمت کے لئے نامزد کر دیا جائے لیکن اس کو پسند نہ کیا گیا آخر کار نظام علی خان کی منظوری سے ارسطو جاہ نے میر عالم کو سپہ سالاری پر مامور کر دیا اور ان کے ہمراہ ہادی الدولہ بہرام جنگ، حیدر نواز جنگ اور ابو تراب خان کو مہم پر جانے کا حکم ہوا۔ یہ فوج دریائے کرشنا کے کنارے پہنچ کر رک گئی اس کے متعلق ویلزلی نے اپنے ایک مراسلہ کے ذریعے جے اے کرک پیاٹرک کو یہ اطلاع دی کہ

"مجھے کپتان وایٹ کا ایک خط ملا ہے[1] جس میں اس نے لکھا ہے کہ نظام کی انفنٹری نے (چھ ہزار کی تعداد میں) دریائے کرشنا کے کنارے پڑاؤ ڈالا ہے اور آگے بڑھنے سے منحرف ہو گئی ہے میر عالم اس فوج کو آگے بڑھنے کے لئے آمادہ نہیں کر سکتے ہیں۔"

اس سے پایا جاتا ہے کہ یا تو فوج کو ٹیپو سلطان پر حملہ کی غرض سے نکلنے کی اطلاع اس مقام پر ملی اس لئے اس نے ان کے مقابلہ سے انحراف کر دیا یا یہ کہ دریائے کرشنا کی طغیانی کی وجہ سے اس نے اس کے پار ہونے سے انکار کر دیا بہر حال اس کو آمادہ کیا گیا اور یہ فوج جب دریائے کرشنا پار ہو چکی تو فبروری ۱۷۹۹ء (م رمضان ۱۲۱۳ھ) میں کرنل آرتھر ویلزلی کی فوج سے ملحق ہو گئی۔ اور میر عالم کی نگرانی فوج بے قاعدہ پر قائم رہی حملہ یا پیش قدمی میں ان کے احکام یا مشورے کو کوئی دخل نہ رہا۔

---

[1] ڈسپاچس آف آف ویلزلی مرتبہ آر ایم مارٹن جلد اول صفحہ ۴۱۵ مراسلہ نشان (۱۳۷) مورخہ ۲۱ جنوری ۱۷۹۹ء

وجہ تحریک اور اعلان جنگ | انگریزی افواج کی پیش قدمی کے بعد غالباً وجہ تحریک جنگ پیدا کرنے کے لئے مارکوئیس ویلزلی نے ٹیپو سلطان کو مطالبات ذیل میں متواتر چند خطوط لکھے۔

(۱) نووارد فرانسیسیوں کو انگریزی کمپنی کے حوالہ کر دیا جائے۔

(۲) انگریزی کمپنی کا وکیل (رزیڈنٹ) دارالریاست سرینگ پٹن میں رکھا جائے

(۳) بنادر مقبوضہ (مثلاً کوڑیال بندر منگلو وغیرہ) بغرض تجارت انگریزی کمپنی کے تفویض کر دیئے جائیں۔

یہاں ہم کو اس سے کوئی بحث نہیں کہ یہ مطالبات کس حد تک بجا تھے بہرحال ان کا جواب ٹیپو سلطان نے گورنر جنرل کے حسب دلخواہ نہ دیا اسی بناء پر میسور پر فوج کشی کا اعلان کر دیا گیا۔

حالات جنگ اور شہادت ٹیپو سلطان | صاحب نشان حیدری کے بیان کے موافق اس موقع پر ٹیپو سلطان کے ملک میں کچھ ایسی سازشیں ہو گئی تھیں کہ بعض ملازم عہدہ دار و امراء درپردہ خود ان کے مخالف ہو گئے اور احکام کی عدم تعمیل اور ٹال مٹول سے غنیم کو اپنے حسب منشاء حملہ آور ہونے میں کامیابی کا موقع دیتے تھے چنانچہ ان کا دیوان میر صادق، سپہ سالار قمرالدین خان وغیرہ اسی زمرہ میں تھے اور ٹیپو سلطان کو ان کے حقیقی خیرخواہوں سے بدظن کرا کے اُن سے دور کر رہے تھے تاکہ وہ ان کا ساتھ نہ دے سکیں۔

مدراس کی انگریزی فوج جب جنرل ہارس کے تحت میسور کی طرف بڑھی تو ٹیپو سلطان نے

ا؎ نشان حیدری صفحہ ۳۸۳

پورنیا[1] کو ان کی مدافعت کے لئے مامور کیا۔ جو اپنی فوج کو انگریزوں کی مدافعت سے باز رکھ کر اس کے آگے پیچھے لگا رہا تاکہ یہ ظاہر ہو کہ قابو کی تلاش میں ہے اور اس کی فوج نے کسی مقام پر کہیں حملہ بھی کر دیا تو حملہ آوروں پر زجر و توبیخ کر دی جس سے پھر اس کی فوج نے حملہ کا قصد ہی نہ کیا جب ٹیپو سلطان کو انگریزی فوج کے بڑھے آنے کی اطلاع ملی تو وہ بذات خود چین پٹن تک آگئے لیکن عین اسی موقع پر انگریزی جنرل اپنا رُخ پھیر کر دوسری سمت چل نکلا ٹیپو سلطان نے یہ خبر پاکر وہی رُخ اختیار کیا آخر مُڑولی (عرف گلشن آباد) میں غنیم کو جالیا۔ اس مقابلہ میں قمرالدین خان نمکحرامی کر کے اپنی ہی فوج پر ٹوٹ پڑا جس سے ٹیپو سلطان کی فوج کو شکست ہو گئی۔ اسی دوران میں یہ خبر ملی کہ کورگ کے راستہ سے بمبئی کی انگریزی فوج سرینگ پٹن کی طرف آرہی ہے اس اطلاع کے ساتھ ہی ٹیپو سلطان کچھ فوج جنرل ہاریس کی مدافعت پر چھوڑ کر آپ کورگ کی طرف متوجہ ہوئے جہاں ٹیپو سلطان کے بعض سرداروں نے میجر اسٹوارٹ کا مقابلہ کر کے اس کو راستہ سے ہٹا دیا جس کے بعد وہ کالی کوٹ کی طرف نکل گیا اور ٹیپو سلطان سرینگ پٹن لوٹے اس اثنا میں جنرل ہاریس سرینگ پٹن کے قریب آگئے تھے ایک سمت خود اُن کی فوج تھی دوسری طرف سرکار نظام کی امدادی باقاعدہ انگریزی فوج اور بے قاعدہ ریاست کی فوج[2] اور تیسری جانب بمبئی کی فوج ان ہر سہ افواج نے سرینگ پٹن کا محاصرہ کر کے گولہ باری شروع کر دی ٹیپو سلطان کے بعض نمک حرام عہدہ داروں کی وجہ انگریزی افواج ایک شکستہ فصیل کی

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۳۸۳

[2] صاحب نشان حیدری نے ریاست حیدرآباد کی فوج کی تفصیل یہ بتائی ہے کرنل رابرٹ کے تحت چار ہزار سپاہ مدراس، دو ہزار سپاہ بنگالہ، میر عالم کے تحت آٹھ ہزار سوار، روشن رائے کے تحت چھ ہزار جوانان بار

راہ سے قلعہ میں در آئیں اور دروازوں پر قبضہ کر لیا جس کے بعد ٹیپو سلطان بذات خود نکل آئے اور مردانہ وار لڑتے ہوئے ۴ مئی ۱۷۹۹ء (م ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۱۳ھ) کو شہید ہو گئے۔ سرینگ پٹن پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔

یہاں ہم یہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ واقعات سے کوئی امر ایسا نہیں پایا جاتا جس سے یہ یقین کیا جا سکے کہ انگریزی کمپنی یا ان کے حلیف نظام علی خان یا ان کے دیوان ارسطو جاہ کا یہ خیال یا یہ منصوبہ تھا کہ ٹیپو سلطان کو شہید کر دیں اور اس کے بعد تمام ملک میسور کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ خود ٹیپو سلطان کے نمک حرام عہدہ دار یہ چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے سلطنت منتزع ہو جائے اور وہ اس جنگ میں کام آ جائیں چنانچہ قلعہ سرینگ پٹن پر قبضہ ہونے تک بھی ان کو صحیح خبریں نہیں پہنچائی جاتی رہیں اور مقابلے سے پہلو تہی کرتے رہے اور نہ اس عالم پریشانی میں ٹیپو سلطان کے صلاح کاروں نے کوئی صحیح مشورہ ان کو دیا۔ جب محاصرہ کی صورت دگرگوں ہوتی نظر آئی تو ٹیپو سلطان نے اپنے فرانسیسی سردار موسیٰ سیپو کو طلب کر کے مشورہ کیا جس پر اس نے رائے دی کہ شب میں ایک حصہ فوج کے ساتھ معہ خزانہ دہ قلعہ سے نکل کر چیتل درگ چلے جائیں اور قلعہ سرینگ پٹن خود (موسیٰ سیپو) اس کے سپرد کر دیں۔ یہ ممکن تھا کہ ٹیپو سلطان اس مشورے پر عمل کر کے قلعہ چیتل درگ میں پناہ گزیں ہو جاتے یا ان شرائط کو (گو وہ کتنے ہی شدید کیوں نہ ہوں) قبول کر لیتے جو انگریزوں نے ان کی تحریک صلح پر پیش کئے تھے لیکن انہوں نے نہ ان شرائط کو قبول کیا اور نہ موسیٰ سیپو کے مشورے پر کاربند ہوئے بلکہ پھر اپنے دیوان میر صادق اور پورنیا سے مشورہ کیا جنہوں نے اس

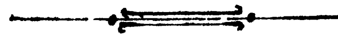
فرانسیسی سردار کی رائے کا تخطیہ اس طرح کیا کہ

"فرانسیسی[1] اور انگریز دونوں ایک ہیں سگ زرد برادر شغال حضرت یقین فرمالیں کہ جیسے ہی حضرت نے قلعہ ان کے سپرد کیا یہ انگریزوں کے تفویض کر دیں گے۔"

اس کے بعد بدرالزماں نے اس پر اور مستزاد کیا کہ

"قبلۂ[2] عالم! جیسے ہی حضرت کا مع خواتین و خزانہ و شہزادگان قلعہ چھوڑ کر باہر تشریف لیجانا معلوم ہوگا سب جانثاروں کی ہمتیں ٹوٹ جائیں گی اور شیرازۂ جمعیت قائم نہ رہے گا۔"

جس پر ٹیپو سلطان فسخ عزمیت کر کے خزانہ و جواہرات کے صندوق وغیرہ جیسے کے ویسے رکھا دیئے اور راضی برضائے مولیٰ ہو بیٹھے۔



[1] سلطنت خداداد صفحہ ۲۴۹ [2] سلطنت خداداد صفحہ ۲۵۰۔

تقسیم ملک میسور

ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد ملک میسور اور ٹیپو سلطان کی مال و دولت پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ جس کے بعد اس کی تقسیم کا مسئلہ در پیش ہوا۔ اس نوبت پر فریقین معاہدہ صرف دو (نظام علی خان اور انگریزی کمپنی) تھے جن میں اس تمام ملک و مال کی تقسیم ہونی چاہئے تھی لیکن ویلزلی یہ چاہتے تھے کہ اس کی تقسیم میں اپنی آئندہ صلاح فلاح کو پیش نظر رکھ کر اس کو اس قسم سے تقسیم کریں کہ نظام علی خان کا رقبۂ حکومت بھی بہت زیادہ ہونے نہ پائے اور اس جنگ میں ٹیپو سلطان کے جس عہدہ دار (میر قمر الدین خان) نے انگریزوں کی طرفداری کی ہے اس کو بھی کوئی حصہ دیا جائے۔ اور مرہٹوں کو بھی اس میں شریک کیا جائے اگرچہ وہ اس جنگ میں کوئی عملی حصہ نہیں لئے تھے جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ اس قوم کو بھی اس طرح اپنا ممنون احسان کر کے ہموار کر لیا جائے اور سابق راجہ میسور کی بیوہ کے لڑکے کو تخت سلطنت پر متمکن کر دیا جائے تاکہ ایک تو اس طرح نیا بنایا ہوا راجہ ان کا شریک و حلیف رہے اور دوسرے یہ کہ اس نئے راجہ کو متمکن کرنے کی صورت میں بیوہ رانی سے اس معاہدہ کی تعمیل میں معقول جلب منفعت ہو جو انگریزی کمپنی نے ذریعۂ ترمل راؤ (نایب رانی میسور) ۲۷ ستمبر ۱۷۸۲ء (م ۱۹ ؍ شوال ۱۱۹۶ھ) کو بمقام مدراس تجاویز کیا تھا۔ یہ سب امور ایسے تھے کہ لارڈ صاحب مذکور

فرد فرید اس کو طے کرتے تو اس کا امکان تھا کہ نظام علی خان یا ان کے دیوان ارسطوجاہ کے دل میں سوءظنی اور مخالفت پیدا ہو جاتی ۔ اسی بنا پر انہوں نے تقسیم ملک و مال کے لئے ایک کمیٹی مرتب کی جس کے ارکان جنرل ہاریس، کرنل آرتھر ویلزلی[1]، ہنری[2] ویلزلی (لارڈ کولی) لفٹننٹ کرنل ولیم کرک پیاٹرک، لفٹننٹ کرنل باری کلوز، کپتان ملکم، اور ممبر و مقرر ہوئے ۔ اور ریاست آصفیہ کے حقوق کی حفاظت کی غرض سے ارسطوجاہ سے یہ منظوری حاصل کرلی کہ لفٹننٹ کرنل ولیم کرک پیاٹرک نمایندۂ ریاست رہیں ۔ اس کمیٹی کے مامور ہونے کے بعد مختلف اجلاس ہوئے جس میں تقسیم ملک و مال کے مسایل پیش ہوتے رہے اور جس کی اطلاع وقتاً فوقتاً میر عالم اور جے اے کرک پیاٹرک (رزیڈنٹ) کے ذریعے ارسطوجاہ و نظام علی خان کو ہوتی رہی ۔

تقسیم میں ملک کے علاوہ مال غنیمت بھی تھا جس میں نقد و جواہر کے علاوہ اجناس و جانور بھی تھے ۔ مسایل تقسیم پر ارسطوجاہ نے متجانب نظام علی خان جو اختلاف کیا ہے ان کے خط موسومہ میر عالم سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے جس کو ہم نے ضمیمہ ۹ میں بجنسہٖ درج کیا ہے ۔

تقسیم مال کی نسبت ارسطوجاہ کو اطلاع دی گئی تھی کہ غنیمت میں صرف ایک لاکھ ہون کا مال سپاہ سرکار کے حصہ میں آتا ہے جس پر وہ تعجب ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۔

---

[1] یہ مارکوئیس ویلزلی کے دوسرے بھائی تھے جو بعد میں لارڈ ولنگٹن سے مخاطب ہوئے ۔

[2] یہ مارکوئیس ویلزلی کے سب سے چھوٹے بھائی تھے جو بعد میں لارڈ کولی سے مخاطب ہوئے ۔

"گورنر جنرل بہادر نے تو یہ لکھا تھا کہ توشک خانہ و آلات حرب و ضرب کے علاوہ کرور ہا روپیہ کا مال تھا جس میں بندگانعالی مساوی کے شریک ہیں اگر یہ کہا جائے کہ سرکار عالی کی جمعیت کم ہے اور کمپنی کی زیادہ اسی تناسب سے تقسیم ہوگی تو کہا جائے کہ اس صورت میں شراکت مساویانہ باقی نہیں رہیگی جس کی قرارداد ہوئی ہے اور اس سے کمپنی کی بدنامی ہوگی ہرگز اس حصہ کو قبول نہ کیا جائے اور اہل کمپنی یہ جو کہتے ہیں کہ ہمارا قاعدہ ہے کہ غنیمت سپاہیوں کا حق ہے تو ان سے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ ٹیپو سلطان کے متعلقین و فرزندان نصف ملک اور خزانہ کے طلبگار ہیں تو ان کو کیوں دیا جاتا ہے اس واسطے کہ قلعہ یورش کے ذریعے فتح ہوا ہے اور فرانسیسیوں کے مثل وہ بھی اسیروں میں داخل ہیں انہیں صرف بقدر پرورش قوت لایموت دینا مناسب اور واجب ہے بقیہ حصہ مساوی ہو اور سرکار عالی اور کمپنی انگریزی اپنے اپنے حصہ میں مختار رہے چاہے اپنے سپاہیوں کو دے یا نہ دے۔"

ملک کی تقسیم میں پہلے یہ قرارداد ہوئی کہ اس کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک ٹیپو سلطان کے پسماندوں اور فرزندوں پر تقسیم ہوگا اور باقی دو شرکاء تقسیم کرلیں گے لیکن چونکہ کمپنی کے مطمع نظر یہ تھا کہ انگریزی کمپنی نظام علی خان، پیشوا اور ٹیپو سلطان کے وہ عہدہ دار جو اس جنگ میں انگریزی کمپنی کے طرفدار رہے ہوں اس سے مستفید ہوں اور ان کے علاوہ ریاست میسور پر سابق راجہ کی اولاد سے کسی کو متمکن [illegible] منفعت کرے اس لئے وہ قرارداد کالعدم کردی گئی اور

جب ان مسایل کو پیش کر کے ارسطوجاہ کو یہ اطلاع دیگئی کہ اس طرح ملک تقسیم ہوجائے تو سات لاکھ ہون سالانہ محاصل کا علاقہ سرکار عالی کے حصہ میں آئیگا جس میں سے دو لاکھ ہون سالانہ کا علاقہ ٹیپو سلطان کے سپہ سالار میر قمرالدین خان کی جاگیر میں دیا جائے تو ان کے حصہ میں صرف پانچ لاکھ ہون کا علاقہ بچ رہے گا اس علم کے بعد ارسطوجاہ نے میر عالم کو لکھا کہ

"حالیہ جنگ کے دوران میں ٹیپو سلطان نے جب مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کی تھی تو ان کے پاس جنرل ہاریس نے یہ شرط پیش کی تھی کہ دو کرور روپیہ نقد اور نصف ملک دیدیا جائے اگر اسی پر صلح ہوجاتی تو یقیناً بندگانعالی اس میں سے نصف حصہ پاتے جب ان شرایط پر صلح نہیں ہوی اور ملک حسب مراد بالکلیہ فتح اور شرکا، کے قبضہ میں آگیا ہے تو اس کی تقسیم میں جو کچھ شرکاء کو ملے وہ اس حصہ سے زیادہ ہی ملنا چاہیئے جو ان شرایط کے تحت مل سکتا تھا نہ کہ اس سے کم"۔

کمیٹی نے ارسطوجاہ کی اس حجت پر کوئی لحاظ نہ کیا اور انہیں امور کے تحت تقسیم کی قرارداد کرلی جو ان کے پیش نظر تھے۔ اس کے بعد تفویض و تعین مواضعات کا مسئلہ تھا جس میں منجملہ دیگر مواضع کے ارسطوجاہ یہ چاہتے تھے کہ قلعہ چیتل درگ نظام علی خان کے حصہ میں آئے لیکن مارکویس ویلزلی کو اس سے بھی اختلاف ہوا اور قرار دیا کہ وہ کمپنی کے کسی ساختہ پرداختہ شخص کے تابع رہے چنانچہ انہوں نے مراسلہ مورخہ ۵ رجون ۱۷۹۹ء کے ذریعہ لفٹننٹ کرنل ولیم کرک پیاٹرک (رکن کمیٹی تقسیم) کو لکھا کہ

"چیتل[1] درگ اور بیدنور وغیرہ راجہ میسور کے قبضہ میں دیئے جائیں گے اور بلحاظ اس کے کہ اس راجہ کے ساتھ ہم نے معاہدہ کیا ہے مجھے اعتماد ہے کہ وہ کافی طور پر ہمارے زیر حکم رہیں گے لیکن میں اس امر پر متفق نہیں ہو سکتا کہ چیتل درگ نظام کے قبضہ میں دیا جائے یہ ہر طرح ایک غیر مطمئن انتظام ہوگا اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ ایسا خیال میر عالم[2] کا ہو تو ان کے دل سے نکال دو"۔

چیتل درگ کا قلعہ نہایت مستحکم اور شاندار تھا اور حدود ممالک سرکار عالی سے قریب ہونے کے باعث ارسطو جاہ اس کو ممالک محروسہ میں داخل کرنا چاہتے تھے اگر وہ سرکار عالی کے تفویض کیا جاتا تو ممالک محروسہ اور نئے راجہ میسور کے حدود باہم ملجاتے جس کو انگریزی کمپنی مناسب تصور نہیں کرتی تھی اور سوائے اس کے کمپنی کا مقصد غالباً یہ بھی تھا کہ اس موقع پر اس معاہدہ سے بھی فایدہ اٹھایا جائے جو رانی میسور کے ساتھ ۲ ستمبر ۱۷۸۲ء کو نسبت تخت نشینی راجہ اس کے نایب کے ذریعے ہوا تھا اور جس کا آخری فقرہ یہ تھا:۔

"نظام[3] اور مرہٹوں کو اس حصۂ ملک کے سوائے جو وراثتہً ان کے قبضے میں رہا ہو اور کوئی خطہ نہ دیا جائے"۔

اسی لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی مزید قطعہ نظام علی خان کے قبض و تصرف میں جائے اگر ایسا ہو جاتا تو کمپنی کو اس معاہدے کے تحت کسی مطالبہ کا قانونی حق

---

[1] ڈسپاچس آف ویلزلی مرتبہ آر یم مارٹن جلد ۲ صفحہ ۲۵ [2] میر عالم اس معاملہ میں صرف ایک سفیر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ [3] دی ٹریٹیز سی یو ایچی سن طبع ۱۹۲۹ء جلد نہم صفحہ ۲۲۸

باقی نہیں رہتا۔ ان امور متنازعہ پر حسب منشاء ارسطو جاہ میر عالم نے کمیٹی تقسیم میں اور مستقیم الدولہ[۵۱] نے رزیڈنٹ (جے اے کرک پیاٹرک) سے استبداد کیا جس کی اطلاع پر مارکوئیس ویلزلی نے اپنے مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۳۰ جون ۱۷۹۹ء لکھا کہ

"باوجود برٹش گورنمنٹ اور میرے حسن سلوک کے میر عالم نے ہم دونوں (یعنے ویلزلی اور کرک پیاٹرک) کے خلاف بےچینی پیدا کرنے کے لئے اپنی بے بنیاد شکایات کے ذریعے (جو انہوں نے اعظم الامرا کو سرنگاپٹم سے لکھے ہیں) ہر ایک کوشش کو عمل میں لایا ہے مجھے معتبر اطلاع ملی ہے کہ میر عالم کی اس روش کی سوائے اس کے کوئی اور وجہ نہیں کہ وہ سرنگاپٹم کی تقسیم غنیمت میں کوئی ذاتی حصہ پانے سے محروم رہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی عاقبت اندیشی سے اپنے آپ کو جنرل ہاریس کے حصہ کے مساوی کا مستحق قرار دیتے ہیں ان کے اس ناواجبی ادّعا سے انحراف کئے جانے پر یہ بےچینی واقع ہوئی یہ طرز عمل ان کی شان سے بعید اور ان کے اقرار کے مغایر ہے اور برٹش گورنمنٹ کے جو عنایات ان پر رہے ہیں اس کے خلاف ہے اور آیندہ سے میرے خیال میں وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے۔"

اس سے یہ ظاہر ہے کہ لارڈ صاحب نے میر عالم کو ریاست میں اور خود رئیس کے پاس بدنام کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ مال غنیمت سے اپنے لئے کسی حصہ کے طلبگار تھے جس کے نہ ملنے پر وہ یہ اعتراضات پیدا کر رہے ہیں۔ ارسطو جاہ کا محوّلہ خط دیکھا جائے تو

---

[۵۱] میر عالم جب مہم میسور پر روانہ ہوئے تو ان کی جگہ مستقیم الدولہ ارسطو جاہ اور رزیڈنٹ کے مابین وکیل مقرر ہوئے تھے

معلوم ہوگا کہ ان اعتراضات میں میر عالم کی ذاتی رائے کو بہت کم دخل تھا جو کچھ انہوں نے عمل کیا صرف امتثال امر میں بموجب ہدایت کیا ہے۔

اس کے بعد اسی خط میں ویلزلی نے نظام علیخان اور ارسطوجاہ کے اعمال پر بھی تنقیدی نظر ڈالی ہے اور اس میں ان فواید و برکات کا ذکر کیا ہے جو نظام علی خان اور ان کی ریاست کو انگریزی اتحاد سے حاصل ہوئے تھے تاکہ ان سب کے اظہار کے ساتھ نظام علی خان یا ان کے دیوان ارسطوجاہ تقسیم کے مسئلہ پر زیادہ گہری نظر ڈالکر کسی غلط فہمی میں نہ پڑیں یا مخالف نہ ہوجائیں چنانچہ مارکویس ویلزلی لکھتے ہیں۔

"نظام اور اعظم الامرا کے اعمال بھی اسی قبیل سے ہیں جب اس سے زیادہ سبک اور خارج از عقل کوئی امر نہیں پاتا جو انہوں نے ہماری اور نظام کی فوج سے اس کی بہادری اور محنت کے صلے اور انعام کے حقوق چھین لینے کے لئے کیا ہے نظام کی فوج کیا بہ اعتبار تعداد اور کیا بلحاظ قابلیت اتنی ناقص اور کم تھی کہ کمپنی کے مماثل نظام کا حصہ قرار دینے میں بڑی ناانصافی ہوگی اس صورت میں ہماری فوج خاطرخواہ محنت اٹھانے کے باوجود اپنے موجبہ استفادہ سے محروم رہیگی۔ نظام کے رسالے کو (جو بے قاعدہ ہونے کی وجہ سے انتظام کے قابل نہیں) چھوڑکر باقی فوج ہماری افواج کے ساتھ ساتھ انعام پائے اس کے سوائے اور کوئی اصول اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ نظام کے رسالے کی بابت میر عالم کے ساتھ ایک تصفیہ ہوا تھا آیا میر عالم نے نظام کی پیدل فوج کو ان کے رقمی انعامی حصص سے محروم رکھا اور نظام کے ذاتی استعمال کے لیئے اس کو محفوظ کردیا یہ ایسا سوال ہے جس کے

دریافت کرنے کی مجھے ضرورت نہیں اور نہ میں ایک ایسے معاملہ میں دخل دیکر برٹش گورنمنٹ کے اعمال کو دھبّہ لگانا چاہتا ہوں۔ اگرچہ اس امر میں میرے انکار سے ہز ہائنس کے ساتھ کے اتحاد کو نقصان پہنچیگا میں اپنے اس خط کو نظام اور اعظم الامرا اور مستقیم الدّولہ کے رویّہ اور زبان پر روشنی ڈالتے ہوئے ختم کرتا ہوں۔ بڑا افسوس ہے کہ میں ان کی حالیہ گفتگو کی اطّلاعوں میں ایک ایسی ہوا پاتا ہوں جو ہمارے اور ریاست حیدرآباد کے تعلقات کی مضبوطی کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ مستقیم الدّولہ کی زبان سخت ناپسندیدہ ہے اور چونکہ وہ میر عالم کے قریبی رشتہ دار[1] ہیں اس لئے ان کے مربّی اور قرابت دار کی (مطالبۂ انعام میں) ناکامیابی ان کی اس گستاخی اور جرارت کا درپردہ باعث ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مستقیم الدولہ نے جو زبان استعمال کی ہے اس کی نسبت قبل از قبل اعظم الامراء سے مشورہ ہو چکا تھا۔ یہ صورت قابل زجر و توبیخ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مستقیم الدولہ سے میرے ان اقتدارات کا اظہار کروگے جو نظام نے مجھ کو قبل ازیں دئے ہیں۔ یہ فرد اقتدار جو میرے ہاتھوں میں دیگئی برٹش گورنمنٹ کے اعلیٰ اقتدار کے نظر کرتے بالکل جہل اور فضول ہے۔

سریرنگ پٹن کے قلع قمع کے بعد سے نظام نے دو دفعہ یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ میرے ان مکمل اقتدارات میں ذرا بھی مداخلت نہ کرینگے جو انہوں نے فتح میسور میں اپنے فوایدکی نسبت استعمال میں لانے کے لئے میرے سپرد کئے تھے۔ میری خواہش ہے کہ تم بہت جلد مستقیم الدولہ کو اُن کی شوخ کلامی پر جو انہوں نے برٹش گورنمنٹ کی نسبت کی ہے مبیّنہ طریقہ پر تنبیہ کریں۔

---

[1] میر عالم کی علاتی بہن مستقیم الدولہ سے منسوب تھیں۔

اور اگر مزید سختی کی ضرورت ہو تو اُن کو ان کے پنشن[1] (الونس) سے محروم کر دیں اور ساتھ ہی تم دیوان کو اسی تفصیل کے ساتھ جس سے مجھے واقف کیا گیا ہے یہ ظاہر کریں کہ آیا انہوں نے اپنے نوکروں کو ایسی ناجایز گستاخی اور بدکلامی کی اجازت دے رکھی ہے اس موقع پر اعظم الامرا کو ان فوائد و برکات سے آگاہ کرانا نامناسب نہ ہوگا جو نظام گورنمنٹ نے گزشتہ سال برٹش طاقت سے اتحاد کی بدولت حاصل کئے ہیں چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں نظام کو اس مسلح اور باقاعدہ جماعت (فرانسیسی) کی بغاوت سے خلاصی دلائی گئی جو ان کی ریاست کے مرکز میں اس کی آزادی پر اثر ڈال رہی تھی۔ اُن کے دشمن، مرہٹوں کی مداخلت انگریزی قوت سے روکی گئی جن سے ان کی قوت کی تباہی ہو جاتی۔ ان کا نہایت ناقابل تسخیر دشمن (ٹیپو سلطان) ان کے خزانہ پر کوئی مزید صرفہ عاید کئے بغیر تباہ و تاراج کر دیا گیا اور اس دشمن کے عوض ایک ایسی قوت (یعنے نیا راجہ میسور) قایم کی گئی جو ان کے ساتھ متحد ہے اور جس سے ان کی ریاست کو بالکلیہ اطمینان ہے (اس کے علاوہ انہوں (نظام) نے ملک کا ایک بڑا حصہ اور اس کا محاصل اور فتح و شہرت اپنی فوج کے ذریعے حاصل کی ہے جس نے برٹش آفیسروں کے تحت جنگ میں اپنی خدمات بجا لائے فی الجملہ انہوں (نظام) نے ایک پست حالت سے اپنے ملک میں اور بیرونجات میں حقیقی قوت اور عزت اور نام حاصل کیا اور ہندوستان کے اور بادشاہوں میں ایک ذی وقعت مرتبہ پایا یہ سب برٹش طاقت کے ساتھ اتحاد کے نتایج ہیں جو بلا کسی کوشش اور محنت کے انہوں نے

---

[1] معلوم یہ ہوتا ہے کہ انگریزی سے مستقیم الدولہ کو بھی کوئی الاونس ماہوار مقرر تھا۔

حاصل کئے یہ بھی کوئی عاقبت اندیشی ہے کہ مال غنیمت پر نہر بائی نس کی عدم دست رسی (جو برٹش گورنمنٹ سے اس بناء پر جائز رکھی گئی تھی کہ مال غنیمت سے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کیجائے جنہوں نے اس جنگ کے موقع پر اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا تھا) سے باوجود اتحاد سے اپنے فواید حاصل کرنے کے اپنے تعلقات کو خطرے میں ڈالنے کے درپے ہے۔

یہ خط اس وقت لکھا گیا ہے جب کہ کمپنی نے اپنے حسب منشا تقسیم ملک و مال کر کے اسی کے تحت طے نامہ مورخہ ۲۲ ؍ جون ۱۷۹۹ء (م ۱۷ ؍ محرم ۱۲۱۴ھ) کی تکمیل کر لی جس کی رو سے (ان تمام منہائیوں کے بعد جن کا ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے) پانچ لاکھ سینتیس ہزار تین سو تیس پگوڈا پون دو قسم کا علاقہ نظام علی خان کے حصہ میں آیا۔ اور اس علاقہ میں سے بھی دو ثلث حصہ نظام کو ملا جو پیشوا کے لئے رکھا گیا تھا اس لئے کہ انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا تھا۔

تقسیم ملک و مال کی جو کمیٹی قایم ہوئی تھی اس کی برخواست کے بعد میر عالم مدراس میں مدعو کئے گئے جہاں ۸ ؍ ربیع الثانی ۱۲۱۴ھ (م ۹ ؍ سپٹمبر ۱۷۹۹ء) کو بڑا بھاری جشن فتح منایا گیا اس کے بعد وہ وہاں سے رخصت ہو کر ۲ ؍ جمادی الاول ۱۲۱۴ھ (م ۲ ؍ اکٹوبر ۱۷۹۹ء) کو معہ افواج امدادی حیدرآباد پہنچے۔ اس فوج کی چھاؤنی کے لئے بلدہ حیدرآباد کی شمالی سمت میں حسین ساگر کے پرے ایک مقام تجویز کیا گیا یہی مقام بعہد سکندر جاہ اچھی طرح آباد ہو گیا تو انہیں کے نام پر اس کا نام سکندر آباد رکھا گیا۔

اسی زمانہ میں سکندر جاہ کی شادی ارسطو جاہ کی پوتی جہاں پرور بیگم سے بمقام

بیدر ہوی۔ اس تقریب سے فراغت پانے کے بعد نظام علی خان انتظام ممالک مفتوحہ کی طرف متوجہ ہوئے اور میر عالم کو اس کے بندوبست اور حصول عمل دخل کے لئے روانہ فرمایا۔ ان کے تحت مہاراجہ چندولال وغیرہ بھی مامور کئے گئے۔

اسی تنظیم کے دوران میں نظام علی خان نے اس حصہ ملک کو اپنے صاحبزادے سلیماں جاہ اور ارسطوجاہ کی جاگیر میں دیکر اس کی اطّلاع لارڈ صاحب کو کردی لیکن اسی زمانے میں انگریزی کمپنی کے مدنظر ایک ایسے طے نامہ کی تکمیل تھی جس کی رو سے سرکار نظام کی انگریزی امدادی فوج میں دو پلٹن اور ایک رجمنٹ کا اضافہ کیا جائے اور اس کی تنخواہ میں حالیہ مفتوحہ ملک اور سابقہ حاصل کردہ علاقہ (جو ۱۷۹۲ء م ۱۲۰۵ھ کی جنگ میسور میں بحصہ نظام آیا تھا) حاصل کرلیا جائے۔ اور جب اس تجویز کی بموجب انگریزی رزیڈنٹ جے۔ اے۔ کرک پیاٹرک نے نظام علی خان سے طے نامۂ امدادی بابتہ ۱۸۰۰ء، ۲۲ جمادی الاول ۱۲۱۵ھ (م ۱۲ اکٹوبر ۱۸۰۰ء) کو تکمیل کرالیا تو لارڈ صاحب نے ذریعۂ مراسلہ مورخہ ۲ نومبر ۱۸۰۰ء (م ۱۴ جمادی الثانی ۱۲۱۵ھ) لکھا۔

"چونکہ اس خط میں[1] سرفرازی جاگیر کی اطلاع دیگئی ہے اس سے حدود مواضع و تمام مقامات کا تعین نہیں ہوتا ہے اس لئے ان کی صراحت فرمائی جائے۔" جس سے یہی پایا جاتا ہے کہ اس کے جواب میں جن جن مواضع کا نام لکھا جاتا ان کی نسبت یہی عذر کیا جاتا کہ وہ اس طے نامہ کی رو سے افواج امدادی کی تنخواہ میں دواماً تفویض کردئے گئے ہیں

---

[1] اصل خط اور اس کی منسلکہ فرد کی نقل یہ ہے:۔ "آنچہ ملک و تعلقات در مہم ٹیپو سلطان بحصہ سرکار دولتمدار آمدہ

اسی سنہ میں اعتقاد الدولہ شمشیر جنگ محمد وفادار خان کا باغ انگریزی رزیڈنٹ کی سکونت
کے لئے مختص کر کے اس میں ایک محل تعمیر کرایا گیا جس کا صرفہ سرکار عالی پر عاید ہوا صاحب
حدیقۃ العالم نے اس کا خرچ جملہ دو لاکھ روپے بتایا ہے اب تک بھی اس کے ضروری
مصارف وغیرہ کی پابجائی تا حد علم حکومت سرکار عالی سے ہوتی ہے ۔

میر عالم کی خدمت وکالت سے علیحدگی اور اس کے اسباب اور خدمت وکالت کا انضمام دیوانی میں

اس بندوبست اور عمل دخل کے اختتام پر مارکوئیس ویلزلی کے اس مراسلہ کا[1] اثر ظاہر ہوا
جو انہوں نے رزیڈنٹ کرک پیاٹرک کے نام لکھا تھا اور جس میں انہوں نے میر عالم کی نسبت
خیال ظاہر کیا تھا کہ " وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے "[2] چنانچہ وہ نظر بند
کر دیئے گئے اور ان کی خدمت وکالت ارسطو جاہ نے اپنی خدمت دیوانی میں ضم کر دی۔

خدمت وکالت کے انضمام کے بعد سے رزیڈنٹ اور مدار المہام کے مابین
کوئی توسل قایم نہ رہا۔ جو کچھ مراسلت یا حکم احکام ہوتے بالراست طے پاتے ۔
عہد نامہ امدادی کی تکمیل سے قطع نظر بھی کر لیجائے تو سکندر جاہ کی تخت نشینی میں
لارڈ صاحب سے استمداد کی تحریک پہلی اور انضمام وکالت دوسری غلطی تھی جس سے
ارسطو جاہ نے ریاست کی خود مختاری کو کچھ کم نقصان نہیں پہنچایا ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تفصیل ذیل عنایت فرمودہ شد :-

برخوردار سعادت آثار اقبال یار و کامگار نامدار رئیس الملک سلیمان جاہ بہادر — دو حصہ

فرزند ارجمند سعادت و اقبال نشان رفیع جاہ مختار دولت آصفیہ وکیل مطلق ارسطو جاہ بہادر نثار — یک حصہ

[1] مراسلہ نشان ۲۳ مورخہ ۳۰ جون ۱۷۹۹ء

[2] تفصیل مطلوب ہو تو ملاحظہ ہو " میر عالم "

انتقال نظام علی خان

نظام علی خان کا انتقال اور ان کا مدفن

میسور کی جنگ کے اختتام کے بعد انگریزی کمپنی کی توجہ مرہٹہ ریاستوں پر منعطف ہوئی اور اس کوشش میں رہی کہ ان کو بھی اپنے زیر اثر کر لے چنانچہ ۱۸۰۱ئہ (م ۱۲۱۵ھ) کے بعد سے ۱۸۰۳ئہ (م ۱۲۱۸ھ) تک وہ اسی تک و دو میں لگی رہی اور چونکہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے حدود مرہٹہ ریاستوں کے حدود سے متصل تھے اس لئے مرہٹوں کے مقابل کی جنگ میں نظام علی خان کی امداد ضروری تھی اور اس کے علاوہ عہدنامہ جات کی رو سے بھی بصورت جنگ کمپنی کی مدد کرنا ان پر لازم تھا لیکن اس وقت تک ان کے ایام حیات ختم ہو گئے اور انہوں نے سابقہ مرض (فالج) کے سلسلہ میں ۱۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ (م ۶ اگسٹ ۱۸۰۳ئہ) کی صبح عالم جاودانی کی سیر فرمائی اور ریاست کو اپنے صاحبزادے سکندر جاہ اور مدار المہام ارسطو جاہ کے ید قدرت میں چھوڑا۔

انزہاق روح کے ساتھ ہی ارسطو جاہ کی تحریک پر رزیڈنٹ نے حضوری ڈیوڑھی پر اور ہر ایک صاحبزادے کے محل پر ایک ایک سرکردۂ ولایتی معہ دو دو سو جوانان بار کے متعین کر دیا جس سے تخت نشینی میں کوئی فتنہ و فساد ہونے نہ پایا۔

نظام علی خان کی نعش صحن مکہ مسجد میں ان کی والدہ کی بائیں جانب سپرد خاک کی گئی۔ ان کے اور ان کے بعد کے انتقال کئے ہوئے رؤسا کی قبروں پر ایک معمولی سائبان تھا چند سال قبل ہمارے اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان خلد اللہ ملکہٗ نے ان تمام قبور پر ایک سنگ بست عمارت تعمیر کروائی ہے جس کے دیکھنے سے گذشتہ بادشاہوں کی عظمت و وقار کا تصور ذہن میں آجاتا ہے قبر پر شاہ تجلی کے مشہور شاگرد شیر محمد خان ایمان کا یہ قطعہ کندہ کر کے لگایا گیا ہے۔

بر روح پاک میر نظام علی مدام — خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ
زین مصرع عجیب دو تاریخ را بخوان — مستوجب بہشت۔ باخلاص فاتحہ
۱۲۱۸ھ — ۱۲۱۸ھ

ازواج و اولاد نظام علی خان صاحب نگارستان آصفی نظام علی خان کے صرف چار محلات کا نام بتا کر یہ کہتا ہے کہ ان کے علاوہ اور بہت سی ازواج تھیں صاحب گلزار آصفیہ و توزک آصفیہ و شجرۂ آصفیہ نے ایک ایک مزید نام بتایا ہے ان مورخین کے اعتبار سے جملہ سات محلات معلوم ہوتے ہیں لیکن ہماری تلاش میں فی الجملہ نو محلات دریافت ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) زیب النسا بیگم (۲) بخشی بیگم (۳) تہنیت النسا بیگم (۴) عنایت النسا بیگم (۵) فضل النسا بیگم (۶) سلطانی بیگم (۷) جانی بیگم (۸) کریم النسا خانم۔ (۹) بہرور بانو بیگم۔ بقول صاحب شجرۂ آصفیہ زیب النسا بیگم معروف برہان پوری بیگم کے بطن سے جہاندار جاہ تھے دوسری بیوی بخشی بیگم کے بطن سے میر احمد علی خان عالیجاہ تھے

جو خروج کرنے کے بعد ۱۲۱۰ھ (م ۱۷۹۵ء) میں انتقال کر گئے تیسری بیوی تہنیت النسا بیگم سے دو صاحبزادے تولد ہوئے ایک میر اکبر علی خان سکندر جاہ دوسرے میر تیمور علی خان اکبر جاہ
چوتھی بیوی عنایت النسا بیگم سے دو فرزند (میر سبحان علی خان فریدوں جاہ و میر جمشید علیخان[۱] جمشید جاہ) اور دو لڑکیاں (بشیر النسا بیگم و ریاض النسا بیگم) ہوئے تھے بہرور بانو بیگم سے میر جہانگیر علی خان سلیمان جاہ اور روشن آرا خانم کے بطن سے میر جہاندار علی خان کیوان جاہ تھے
ان کے علاوہ جو صاحبزادیاں تھیں ان کے متعلق یہ متعین نہیں ہو سکتا کہ کس کس کے بطن سے تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں :۔

دیگر صاحبزادیاں :۔ (۱) فخر النسا بیگم (۲) جہاں آرا بیگم (۳) ساجدہ بیگم
(۴) امیر النسا بیگم (۵) سلیمہ بانو بیگم (۶) نقشبندی بیگم (۷) قمر النسا بیگم۔
(۸) کابلی بیگم (۹) جمدۃ النسا بیگم (۱۰) فرحت النسا بیگم (۱۱) نور جہاں بیگم
(۱۲) امامی بیگم صاحب شجرۂ آصفیہ نے دو نام مزید بتائے ہیں ایک بدری بیگم دوسرے بہجت بیگم۔

عمارات | بلدۂ حیدرآباد کو پایۂ تخت قرار دینے کے بعد اپنی رہائش کی خاطر نظام علیخان نے کئی محل تعمیر کرائے ۔ چہار بنگلہ (جو عرف عام میں چو محلہ کے نام سے مشہور ہے) گلشن محل مہابت محل ۔ موخر الذکر ہر دو محل اب اس نام سے موسوم و معروف نہیں ہیں زمانہ ما بعد میں یا تو ان کے نام بدل دیئے گئے ہیں یا ان کو منہدم کر کے ان کی جگہ کسی اور نام کے محل تعمیر ہوئے

---

[۱] صاحب نگارستان آصفی نے ان کا نام میر انتظام علی لکھا ہے اور صاحب گلزار آصفیہ نے میر جمشید علی۔

نوازش محل[1] نام کا بھی ایک محل تعمیر ہوا تھا جو نظام علی خان کے قدیم خانساماں نوازش علی کے زیر اہتمام تکمیل پایا اور اسی مناسبت سے اس کا نام نوازش محل رکھا گیا انہیں نوازش علی کے زیر نگرانی پادشاہی عاشور خانہ کی ترمیم بھی ۱۲۱۱ھ میں ہوئی تھی

روشن بنگلہ اور پنچ محلہ بھی نظام علی خان ہی کی تعمیرات کردہ عمارات ہیں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اُس چوبینہ سے تعمیر ہوئے ہیں جو نرمل کے ابراہیم باغ کی عمارتوں کو منہدم کر کے حیدر آباد لایا گیا تھا۔ اس کے متعلق صاحب تذکرۂ نرمل کا بیان ہے کہ ابراہیم بیگ[2] خان دھونسہ کے فرزند احتشام جنگ جب ایلچپور پر مامور ہوئے تو انھوں نے اپنے لئے ایک مکان کی تیاری شروع کی اس شہر میں ایک مکان موسوم بہ سبز بنگلہ تھا جس کو آصف جاہ اول نے تعمیر کرایا تھا احتشام جنگ نے اس محل کو منہدم کر کے اس کے ملبہ اور چوبینہ سے اپنا محل تیار کیا جب یہ اطلاع نظام علی خان کو ہوئی تو وہ بہت غضب آلود ہوئے۔ ارسطو جاہ نے ان کے رفع غضب کے لئے یہ صورت انتقام پیش کی کہ احتشام جنگ کے والد کی بنا کردہ عمارات جو ابراہیم باغ میں واقع ہیں منہدم کر کے ان کا چوبینہ بلدہ طلب کر لیا جائے اور اس سے یہاں مکانات و محل تیار کرائے جائیں چنانچہ حسبۂ احکام جاری ہوئے اور تعمیل ہوئی۔ روشن بنگلہ اور غنی محل غنی یار خان داروغہ عمارات کی زیر نگرانی تیار ہوئے تھے اسی پر سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ پنچ محلہ بھی انہیں کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔

تمت دَورِ دوم

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۹۳

[2] تذکرۂ نرمل صفحہ ۹۷۔

ضمیمہ (الف)

شجرۂ نظام علیخان

میر قمر الدین خان نظام الملک
آصف جاہ اول

خیر النساء بیگم
ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ

میر محمد پناہ امیر الامراء
غازی الدین خان فیروز جنگ

میر احمد خان نظام الدولہ
ناصر جنگ شہید

سید محمد خان امیر الممالک
آصف الدولہ صلابت جنگ

میر نظام علی خان نظام الملک
آصف جاہ ثانی

میر شریف خان شجاع الملک
بسالت جنگ

میر مغل علی خان ناصر الملک
ہمایوں جاہ

میر احمد علی خان
مالیجاہ

میر اکبر علی خان سکندر جاہ
آصف جاہ ثالث

میر سبحان علی خان
فریدوں جاہ

میر تیمور علی خان
اکبر جاہ

میر جمشید علی خان
جمشید جاہ

میر ذوالفقار علی خان
جہاندار جاہ

میر جہانگیر علی خان
سلیمان جاہ

میر جہاندار علی خان
کیواں جاہ

میر فرخندہ علی خان ناصر الدولہ
آصف جاہ رابع

میر بشیر الدین علی خان
صمصام الدولہ

میر گوہر علی خان
مبارز الدولہ

میر تفضل علی خان
سیف الملک میر بادشاہ

میر منور علی خان
منور الدولہ

میر فیاض علی خان
ذوالفقار الدولہ

میر محمود علی خان
قطب الدولہ

میر داور علی خان
قمر الدولہ

میر فتح علی خان
مظفر الدولہ

میر تہنیت علی خان افضل الدولہ
آصف جاہ خامس

میر جہانگیر علی خان
روشن الدولہ

میر محبوب علی خان
آصف جاہ سادس

میر فاروق علی خان

خلد اللہ ملکہ و دولتہ
نواب میر عثمان علی خان بہادر خلد
آصف جاہ سابع

میر احمد محی الدین خان
صلابت جاہ

میر محمد محی الدین خان
بسالت جاہ

والاشان میر حمایت علی خان بہادر
اعظم جاہ ولی عہد

والاشان میر شجاعت علی خان
معظم جاہ

میر کاظم علی خان
کاظم جاہ

میر عابد علی خان
عابد جاہ

میر حشمت علی خان
حشمت جاہ

میر ہاشم علی خان
ہاشم جاہ

میر تقی علی خان
تقی جاہ

میر بشارت علی خان
بشارت جاہ

میر رجب علی خان
رجب جاہ

میر سعادت علی خان
سعادت جاہ

میر برکت علی خان مکرم جاہ مجیدی

ضمیمہ (ب)

عہدنامہ ایت گیر سنہ ۱۱۹۸ھ

اول اینکہ تجویز طرفین آنچہ مصلحت قرار یافت بعد قرار یافتن آن مصلحت نفع و نقصان ندیدہ آن مصلحت را بہ انجام باید رسانید و بعد شروع شدن آن مصلحت اگر در دل راؤ پنڈت پردھان آید کہ این مصلحت را دار مدار کردہ فیصل باید نمود و در خاطر حضرت بندگانعالی آید کہ این مصلحت را دار مدار نکردہ بانصرام باید رسانید لازم کہ پنڈت پردھان بلا اندیشہ متفق مشورہ بندگانعالی بودہ مصلحت مذکور را بانجام رسانند۔ علی ہذا القیاس مابین مصلحت در دل حضرت بندگانعالی آید کہ این مصلحت را دار مدار کردہ فیصل باید نمود و بدل راؤ پنڈت پردھان آید کہ دار مدار نکردہ این مصلحت بانصرام باید رسانید لازم کہ بندگانعالی بلا اندیشہ متفق مشورہ پنڈت پردھان بودہ مصلحت مذکور را بانجام باید رسانید و اگر بصلاح طرفین آید کہ این مصلحت را بدار مدار فیصل باید کرد آن وقت مضایقہ نیست بمشورہ طرفین ہرچہ قرار باید موافق آن دار مدار باید کرد۔

دویم اینکہ در خاطر بندگانعالی آمد کہ فلان مصلحت باید کرد و در مصلحت راؤ پنڈت پردھان آن مصلحت نیامد و بندگانعالی بجد شدند کہ این مصلحت قرار می دہم باید کرد لازم کہ پنڈت پردھان قبول نمودہ در مصلحت قرار دادہ بندگانعالی شریک باشند علی ہذا القیاس در خاطر راؤ پنڈت پردھان آمد کہ فلان مصلحت باید کرد و در مصلحت بندگانعالی آن مصلحت نیامد راؤ پنڈت پردھان

بجد شدند که مصلحت که قرار می دهم باید کرد لازم که بندگانعالی قبول فرموده در مصلحت قرار داده راؤ پنڈت پردهان شریک باشند ۔

سیوم آنکه وقتیکه باتفاق طرفین مهم کرناتک قرار یافت آنچه ملک وقلاع وگڈهی ها و کهنڈنی مال وامتعه وغیره بدست آید از انجمله محالات پنجاه وسه لک وهشتاد وسه هزار روپیه جمع کامل بابت عمل مادهوراؤ متوفی که پیشکش آن پانزده لک روپیه حیدر علی خان قبول نموده بود آن تعلقه بطرف راؤ پنڈت پردهان باشد در آن حصهٔ سرکار بندگانعالی نیست وتعلقه کڈپه وغیره بابت عبد الحلیم خان وغیره اقربا، وازتعلقه کرنول وغیره جاگیر رمست خان بهادر وغیره پسر واقربا، وآنچه در تعلقه ادونی وغیره از ۱۱۸۲ف که در تصرف حیدر علی خان بود ودرین ولا فتح علی خان قابض ومتصرف است در سرکار بندگانعالی باشد در آن حصهٔ راؤ پنڈت پردهان نیست سیوائے این هرچه بدست آید نصفا نصف حصه نمایند ویکے حصهٔ ملک نوشته اند از دو یکے بردارد و در حصه ملکے که در سرکار بندگانعالی خواهد آمد راؤ پنڈت پردهان را در آن از وجه چوتهه وغیره بابت هائے شراکت نیست مگر آنچه وجه چوتهه ومقطعه تعلقه ادهونی وکرنول در سرکار راؤ پنڈت پردهان می رسید جاری باشد ۔

چهارم آنکه در دولت حضرت بندگانعالی یا بر دولت راؤ پنڈت پردهان اگر مخالفے نظر بد کرده عزم کند چه بندگانعالی وچه راؤ پنڈت پردهان سود وزیان ندیده باجمعیت آمده شریک یکدیگر شوند وبرتنبیه مخالف سرگرم باشند هرگاه یا هم نوشته برسد بے درنگ همان وقت یکے شریک دیگرے بر دولت هرکه مخالفت نموده ارشد موافق مصلحے آن شخص سر دار دیگر

متفق باشد و از صواب دید او مخالفت نورزد ۔

پنجم آنکه اگر بر دولت بندگانعالی و راؤ پنڈت پردهان یک دفعه مخالف ها عزم نمایند بمشورت بندگانعالی و راؤ پنڈت پردهان دفعیه و تنبیه او باید کرد و بپاس دولت خود متحرک سلسله علحده علحده نباید شد و هر چه کردن باشد تجویز طرفین باید کرد ۔

دفعه ششم آنکه قرار مدار عملداری جزئیات مثل چوتهه و سردیسمکهی وغیره فیمابین بعمل آمده است موافق آن کمایشداران راؤ پنڈت پردهان و عمال و جاگیرداران سرکار بندگانعالی باهم قایم باشد احیانا از کسے زیادتی سوائے اقرار بعمل آید فیمابین هر دو سرکار موافق قرار از نوشت خواند تصفیه نمایند بنابر جزئیات خلل در کلیات نباید و کلیات موافق قرار قایم باشد

هفتم اینکه در دولت حضرت بندگانعالی یا در دولت راؤ پنڈت پردهان اگر کار کمک فوج رو یدهد از جانبین کمک بعمل می آمده باشد ۔

هشتم آنکه از طرفین تدبیر برهمی دولت یکے دیگرے نکند و اگر سر رشته برهمی دولت یکے بدست دیگرے بیاید آن سر رشته را برهم سازد و گفته کسے درین امر مسموع نباشد و از ین مراتب همدیگر اطلاع می شده باشد ۔

نهم آنکه هر مشورت که مقرر کردن باشد بنابر آن بر نوشت و خواند خطوط است تفصیل آن از طرفین نوشته شود و حواله آن بر خطوط و کلا در میان نباشد و اگر حواله خط کسے باشد مسوده آن خط بصاد و همدیگر پیش او باشد و اصل آن پیش همدیگر نماید ۔

دهم آنکه تجویز طرفین مصلحتے قرار یافت و از طرفین متوجه آن مصلحت شدند اتفاقاً محالف و یکجز

بر ملک حضرت بندگان عالی یا راؤ پنڈت پردهان نمودار شود بمشورت همدیگر ورزند و از مصلحتیکه

بر قایم شدند نموده تنبیه مخالفی که بر ملک یکی رو آورده باشد از طرفین باید کرد ۔

یازدهم اینکه از سرداران هردو دولت راج کاران طرفین نباید داشت فقط دوستی

اگر نماید مضایقه ندارد ۔

دوازدهم آنکه بخاطر راؤ پنڈت پردهان رسید که فلان مصلحت باید کرد آن مصلحت بخاطر

بندگان عالی نرسیده دیگر مصلحت اگر بر خاطر حضرت گوارا شد اگر ازین جهت کشش بمیان آمد از

طرفین همچنین کشش باهم نباشد و بر هر مصلحتیکه نفع و نیک باشد آن مصلحت را باید کرد ۔

سیزدهم آنکه هفت لک روپیه بابت مقطعه راج مندری وغیره بابت سرکار بندگان عالی

بطرف انگریز است بندگان عالی بگیرند و پانزده لک روپیه پیشکش راؤ پنڈت پردهان که بطرف

فتح علی خان است راؤ پنڈت پردهان بگیرند تهه نامه بندگان عالی و راؤ پنڈت پردهان با انگریز

است احیاناً از طرف انگریز بر خلاف تهه نامه بعمل آید و هم بر آنها از طرفین کردن لازم شود سرکار

مصطفی انگر و ویلور و سیکاکل و راج مندری چهار سرکار بلا شراکت در سرکار بندگان عالی و

تعلقه تنجاور بلا شرکت بطرف راؤ پنڈت پردهان باشد تتمه آنچه مال ملک وغیره و قلاع

و گڈهی ها نصفا نصف باید گرفت ۔

دفعه چهاردهم آنکه از طرفین سوائے صلاح و امداد فوج هر کس که مکان یا ستوستان این طرف

ننگ بعد از حضرت بندگان عالی یا راؤ پنڈت پردهان هر کس که تسخیر نمایند اگر در تعلق بندگان عالی

باشد خود قابض و متصرف شوند و وجه چوتهه معه تابینی و ساهوتره و سردیسکهی موافق معمول

واجبی بالمقطعه هرچه جاری باشد برائُو پنڈت پردهان می داده باشند واگر در تعلق رائُو پنڈت پردهان باشد در قبضه خود دارند و وجه پیشکش سرکار بندگانعالی آنچه واجبی باشد رائُو پنڈت پردهان به بندگانعالی می داده باشند واگر آن طرف دریائے تنگ بهدرا بے امداد فوج یا از فوج یک کس یا هردو فوج بهر طورے که تسخیر شود یا بدست آید حصهٔ آن باهم نصفا نصف می گرفته باشند و رائُو پنڈت پردهان بعد گرفتن نصف حصه برائے چوتهه وغیره مزاحمت نرسانند۔

پانزدهم اینکه برادران واقربا وغیره چه از سرکار بندگانعالی یا رائُو پنڈت پردهان بطرف هرکس که خواهد آمد آنها را جا نباید داد وبلکه دستگیر نموده می فرستاده باشند درین ماده قصور از طرفین نشود۔

شانزدهم آن که از طرفین هریک مصلحت که قرار یابد بعد شروع آن اگر از هردو دولت بر دولت یکے مخالف دیگر وارد شود مصلحت اول را بهر طور دار مدار نموده تنبیه مخالف وا زو باتفاق طرفین بعمل باید آورد واگر درین مصلحت چیزے نقصان از نقدی یا از ملک بشود هردو طرف بعنوان بالمناصفه۔

هفدهم آنکه ورعزم از انگریز و فتح علی خان آنچه ملک وغیره به تسخیر خواهد آمد قرار تقسیم آن در دفعه سیوم و سیزدهم نوشته شده مگر هرچه از راج کاری دولت و رعیت یا بعنوان دیگر ملک مال وغیره بدست طرفین آید موافق قرار دفعه سیوم و سیزدهم نصفا نصف بلا تفاوت باهم می گرفته باشند۔

ضمیمہ (ج)

عہدنامۂ کہاڑ از بالاجی پنڈت

یاد داشت قرار نامہ بالاجی جنار دھن با سرکار حضرت بندگانعالی نظام علی خان بہادر

بہ استصواب اعظم الامراء بہادر سنہ سبع تسعین[1] ماۃ الف سنہ ۱۲۰۶ فصلی مطابق سنہ ۱۲۱۱ھ در دولت

سری منت پنڈت پردھان تخلل کمال رو نمود من (نانا پھڑنویس بالاجی پنڈت)۔

بکوکن وچہار رفتم انجام دولت بہتر نیست بہ تجویز حضرت (نظام علی خان) اینکہ در آنچہ

دولت محفوظ ماند آن نمایند این چنین در دل آمدہ معرفت اعظم الامراء بہادر قرار یافت اگر از

دولت خواہ فہمیدہ غیر فہمیدہ قصورے شدہ باشد آن از دل حضرت فراموش شود

واز طرفین تا امروز آنچہ شد شد آیندہ از دل صاف عمل خواہد نمود و اعظم الامراء بہادر

مدار المہام سرکار حضرت اند و من دولت خواہ کارپرداز سرکار سری منت ہر دو باہم

از یک مصلحت و یک تجویز عمل نمایند و در چیزے کہ ہر دو دولت را رونق و بہتری باشد

آن موجب تجویز و مصلحت ہمدیگر از طرفین بعمل آمدہ و درین تفاوتے ہرگز نیاید در آنچہ محافظت

دولت سری منت و در حق خیر خواہ بہتر باشد از طرف حضرت و اعظم الامراء بعمل آید و آنچہ

---

[1] معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس سنہ (۱۱۹۷ھ) کے عربی الفاظ مرہٹہ سرداروں کے ذہن نشین ہو گئے تھے اور وہ تقریباً ہر ایک سنہ کے بیان کرنے سے پہلے انہیں الفاظ کو دہراتے تھے یہ ممکن ہے کہ وہ ان الفاظ کو سنہ کا مرادف سمجھتے ہوں

برائے دولت حضرت نیک و بحق اعظم الامرا بہتر باشد آن از طرف سری منت و خیر خواہ بعمل خواہد آمد درین تفاوت کنندہ را قسم و سوگند دین و ایمان خود است ۔

سند ۲ معیہ سردار معتبر سرکار سری منت است و کاروباری مشارٌالیہ بالاجی اَننت و غیرہ غیر رویہ نمودہ پرسرام راپچندر را در مصلحت خود گرفتہ سری منت باجی راؤ صاحب را مقید داشتہ اند بنا برآن فوج و بارو غیرہ جنگی سرانجام سرکار حضرت و حضرات و غیرہ فوج سرکار سری منت و سیندیا صاحب صوبہ رگھوجی بھونسلہ باہم متفق شدہ باجی راؤ صاحب و چماجی اپا صاحب را یکجا نمایند بنا برین ہر چہ محنت و مشقت خواہد افتاد جمعیت سرکار حضرت نماید و اعظم الامرا بہادر از جمعیت پانزدہ ہزار سوار و پانزدہ ہزار بار و توپ و غیرہ سرانجام جنگی با خیر خواہ شریک باشند۔ کمپنی انگریز بہادر شریک مصلحت خیر خواہ خواہند شد۔ و اگر شریک نشدند تاہم ایشان برخلاف مصلحت این جانب نخواہند شد دوست دار مضبوطی این مراتب نمودہ است ۔

ملک ۳ و غیرہ معہ قلعہ دولت آباد جملہ عوض از سرکار حضرت کہ بر مقام کھرڑہ (کھرڈلہ) قرار دادن آن شدہ بود آن جملہ ملک و قلعہ و دستاویز عوض نقد واپس دادہ خواہند شد و سابق در مقام یادگیر (ایت گیر) کہ تہہ نامہ فیما بین سرکارین شدہ بود آن بحال و برقرار است ملک گذاشت کردہ آنچہ باقی برآن محالات است تقاضائے آن ہم نخواہد شد دوانی بیر و غیرہ چہارم توقفہ صوبہ بیدر و غیرہ جملہ عوض سوراج در قرار کھرڑہ آمدہ آن دستاویزہا واپس دادن قرار یافت آن واپس دادہ خواہد شد تا سنہ ۱۲۰۴ ف

عوض سوراج معہ دوائی بیرو غیرہ بموجب معمول حضرت بدہند۔

فیمابین سرکار حضرت و رگھوجی بھونسلہ سیناصاحب صوبہ تہ نامہ است بدآن موجب برطبق تجویز حضرت و اینجانب بعد بیدوبست دولت سری منت بندوبست و فیصلۂ آں کردہ خواہد شد۔

در دہلی و انتنا وغیرہ محال قدیم نواب بودند درین ولا محال مذکور معرفت جہدجی سندھیہ گذاشت شدند و نیز چنین قرار بودہ کہ یک محال آیندہ گذاشتہ آید برطبق آن راو سندھیہ راگفتہ محالات حضرت بطرف حضرت اجرا خواہد کنانید۔

ہر دو سرکار تا امروز از سوال و جواب جزئیات سنواتی آنچہ خواہد بود از آن ہر دو سرکار دست بردار شوند از آیندہ عمل سوراج در تمام می دادہ باشند در محالات و تھانہ جات وغیرہ بموجب معمول باشد۔

بقایا بابت عمل کہ اجراست آن و تھانہ معمولی باید داد۔ سوال و جواب سنواتی را از طرفین درخواست نمایند و آیندہ موافق تہہ نامہ براہ راست باشند از ابتدا مرضی حضرت چنین است کہ سوراج صوبہ بیدر واگذاشت کنند چون بر ہر دولت مدنظر حضرت مساوی است و باجی راؤ صاحب خاوند اند خیر خواہ القسیمہ قرار می کند کہ این مقدمہ وطنی است باجی راؤ صاحب راہموار نمودہ گذاشت کنانیدہ خواہم داد۔

قرار صدر مخصوص بذات مبارک حضرت و بدین موجب بھونسلہ جلد بیاید و شریک شود و صاحب این جانب آن را نوشتہ بطلبند بدین موجب صاحب می گویند

برائے خرج مبادلہ بیست لک روپیہ بدہندہ لک روپیہ خواہیم داد۔ بروقت خواہد رسید واگر نرسید بمرور نگیرند دستگردان دادہ خواہد شد۔

[۹] فوج ٹیپو نمود نشود بندوبست این از انگریز و از آن طرف باید کرد۔ فوج نمودار نخواہد شد و اگر شود پس صاحب واین جانب و کمپنی انگریز بہادر باہم بموجب قرار پٹن بندوبست خواہیم نمود

[۱۰] عوض مردم فتوریان و مفتریان سرکار حضرت اگر در تعلقہ سرکار سری منت باشد مدعائے خود را ثابت باید نمود اگر مدعا بہ اثبات رسد بنا بر دادن عوض بمردمان نسبت سرکار خود تاکید کردہ خواہد شد۔

[۱۱] آنچہ صدر مرقوم گشتہ بر آن دستخط سری منت کنانیدہ دادہ خواہد شد۔

[۱۲] نواب واین جانب ہر دو دولت باہم بحجاب دامن و چولی اند اگر طرفین را کسے ہر چند تفہماید در دل نباید آورد اگر بیاید ہمان وقت تصفیۂ آن می کردہ باشند و اگر مخالفتے بر دولتے از این دولت ہا برپا شود پس ہر دو متفق شدہ دفیعہ مخالف نمایند و اظہار تکلیف خود نکنند۔

[۱۳] بر طبق قلم بند شدن بصفائے دلی طرفین عمل نمایند و از طرفین غرض خود را دخل ندہند

[۱۴] بموجب صدر طرفین رویہ اختیار کنند۔

جملہ قلم در شمار چہاردہ بدین موجب پنجم ماہ ربیع الآخر السوین ما ست سنۃ سبعہ [۱] تسعین

---

[۱] یہ الفاظ سنہ بھی بے معنی سے ہیں۔

ضمیمہ (د)

عہد نامۂ سندھیہ

یادداشت قرارنامہ با نواب اعظم الامرا بہادر نسبت سرکار نواب آصف جاہ
نظام علی خان بہادر از طرف مہاراجہ دولت راؤ سندھیہ عالیجاہ بہادر بہ استصواب
رایاجی پٹیل و کشناجی سیٹھی حضرہ سابع تسعین مأتہ الف سنہ ۱۲۰۶ فصلی مطابق سنہ ۱۲۱۱ ہجری
شاک یک ہزار و ہفت صد و ہیجدہ ترنام سنوتسر قلم بندی تفصیل وار۔

۱ ازکنون اس باشتی مہاراجہ مادھو راؤ سندھیہ و آن صاحب دوستی و برادری
و قرار مدار آنہا بود ہمان از طرف ما از آن صاحب بحال و برقرار۔ سرکار این جانب
و سرکار نواب صاحب واحد امورات ہر دو سرکار متحد دانستہ در آنچہ کہ نیک است
از طرفین بعمل خواہد آمد در ہیچ بارہ جدائی نماندہ است ہر یک امور بصلاح و مصلحت طرفین
می شدہ باشد۔

۲ شری منت راجیسری باجی راؤ رگھناتھ صاحب را بر دولت قایم کنند و بالاجی
پنڈت نانا پھڑنویس را بطور سابق بر کاروبار قایم سازند بدین نمط فیما بین این جانب
و صاحب تذکرہ بمیان آمدہ قرار شد بر طبق آن صاحب و این جانب یک دل شدہ

آن را درعمل آرند در آن تفاوت نشود و باجی راؤ صاحب و اپا صاحب و امرت راؤ صاحب را یک جا کرده باید داد و مردم کوته اندیشان را بنابر خلش رخنه نمایند بدین سان صاحب و این جانب نمایند ۔

۳ بالاجی پنڈت تانا پھڑنویس از سرکار نواب آصف جاه بهادر قرار کرده باشند بدین موجب از طرف مشارٌ الیه بعمل خواهد آمد احیاناً اگر وقتے در آن بظهور رسد این جانب شریک صاحب گردیده بموجب قرار عمل کنانیده خواهد داد و از سرکار این جانب هم بالاجی پنڈت پھڑنویس قرار کرده باشند بدان موجب از جانب نامبرده بعمل خواهد آمد احیاناً اگر وقتے در آن رو دهد صاحب شریک باماشده بموجب قرار از نامبرده عمل کنانند ذمه دار این مراتب صاحب اند و درین از طرفین تفاوت نشود ۔

۴ راجشری بالاجی جنارد هن پھڑنویس را از طرف پرسرام رامچندر وغیره و بالاجی انت پاگاه نویس وغیره اندیشه هست در نوعے که اندیشه مشارٌ الیه از نامبرده ها رفع شود همین از طرف صاحب و این جانب بعمل آید و در چیزے که از بالاجی پنڈت ترقی دوستی و اتحاد شود از طرف صاحب و این جانب بظهور رسد و از طرف مشارٌ الیه نیز هم چنان بعمل خواهد آمد ۔ مرص

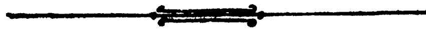
سری منت باجی راؤ رگهناته صاحب و بالاجی جنارد هن این هارا آورده قایم نمایند و خود بحیدر آباد در روند و این جانب بجام گاؤن برود پس برائے طلبیدن مشارٌ الیها جلدی شود بالاجی پنڈت را خاطر جمع نموده بنا بر طلب مشارٌ الیه ازین جانب

وصاحب روانگی معتبران لشتابی مع خطوط دلجمعی شود۔

بموجب مرقومہ صدر قرار پنچ قلم این جانب بذات از سرکار نواب و از آن صاحب نمودہ است آن بدوام بحال خواہد ماند درین از گفتۂ کسے کار و بار سے یعنے در قرار مذبور تصور شدنی نیست ۔

ترقی و زیادتی دوستی روز بروز شود اگر کسے از قلم بندی صدر تفاوت نماید در میانگی آن دین و ایمان خود یعنے قرآن ضمان و بیل و بھنڈارا است ۔

بتاریخ دویم جمادی الاول کاتک سدہ مقام مانجری نزدیک پونا بدین موجب قرار ۔



ضمیمہ (ھ)

عہد نامہ امدادی

۱۲۱۳ھ ۱۷۹۸ء

از آنجاکہ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر نے بہ اعتبار اس اتحاد کے جو ان کے اور انگریزی کمپنی کے مابین قایم ہے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ ان کی ملازمت میں ایک دستہ فوج انگریزی کمپنی کا اضافہ کیا جائے ارل آف مارنگٹن گورنر جنرل بہادر نے اس پر لحاظ کر کے اور حالیہ معاملات اور ٹیپو سلطان کے مخالفانہ طرز عمل کے اعتبار سے (جو انہوں نے جزیرۂ فرانس کو اپنے ایلچی روانہ کر کے اور ایک باہمی معاہدہ اس گورنمنٹ سے بمقابلہ انگریزی قوم طے کرنے کی تجویز کے ساتھ ایک دستہ فرانسیسی فوج کا اس سے حاصل کر کے کیا ہے) یہ ضروری خیال کیا ہے کہ ایسی صورت اختیار کی جائے جو متحدین کے مقبوضات کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور اسی بناء پر بمقابلۂ ٹیپو سلطان مدافعانہ شرکت و اتحاد قرار پایا اور اس غرض کے لئے گورنر جنرل مذکور نے کپتان جیمس اچلیس کرک پیاٹرک منصرم رزیڈنٹ دربار نظام کو یہ اختیار دیا ہے کہ منجانب آنریبل یونائٹڈ ایسٹ انڈیا کمپنی ہز ہائی نس کی خدمات کے لئے انہیں کے اخراجات سے آنریبل کمپنی کی طرف سے ایک دستہ فوج کے مستقل اضافہ کی نسبت نظام الملک آصفجاہ بہادر سے

بشرایط ذیل معاہدہ طے کریں جو اس وقت صورت عمل میں آئے گا جب کہ یہ معاہدہ گورنر جنرل کی دستخط ہو کر واپس آجائے۔

دفعہ ۱ ارل کورنوالس کے خط مورخہ ۷ جولائی ۱۷۸۹ء موسومہ ہز ہائی نس دی نظام کا مضمون حمائل عہد نامہ تائید معاہدہ نسبت قیام فوج بسرکار نظام علی حالہ واجب العمل و برقرار رہے گا۔ یعنے نئی امدادی فوج کے احکام انہیں شرایط کے تابع رہیں گے جو موجودہ فوج سے متعلق ہیں تاوقتیکہ پیشوا ان میں کسی تبدیلی پر رضامند ہوں اور ہز ہائی نس اس کو پسند کریں۔

دفعہ ۲ حسب قواعد محررہ کمپنی نئی امدادی فوج بالکلیہ یا جزاً کمپنی کی گورنمنٹ کے ضروریات کے تحت برخواست ہو سکے گی بشرطیکہ اس کی اس تعداد میں کمی نہ ہو جس کا ہز ہائی نس کے پاس رہنا مشروط ہے۔

دفعہ ۳ نئی امدادی فوج کی تنخواہ اس روز سے ریاست کے ذمہ ہوگی جس روز کہ وہ ان کے حدود میں داخل ہو جائے یہ جملہ فوج چھ ہزار سپاہی معہ بندوق پر مشتمل ہوگی۔ اور ان کے ساتھ متناسب تعداد توپوں کی ہوگی جو یورو پیوں کے تحت ہوگی اور جن کی مجموعی تنخواہ دو لاکھ ایک ہزار چار سو پچیس روپے ماہانہ ہوگی اور جس کی ماہ بماہ باقاعدہ ادائی کے لئے اطمینان بخش طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اس امدادی فوج کے اخراجات معہ ضروریات لازمہ کے سالانہ چوبیس لاکھ سترہ ہزار ایک سو روپے ہوں گے اور یہ رقم سالانہ چار مساوی قسطوں میں ادا ہوگی یعنے انگریزی ہر تین مہینوں کے ختم پر

چھ لاکھ چار ہزار دو سو پچہتر روپے نقد خزانہ ہز ہائی نس سے بلا ردّ و کد ادا کئے جائیں گے۔ اگر یہ اقساط زیر باقی رہ جائیں تو اس کی رقم اس پیشکش میں مجرا ہوگی جو منجانب کمپنی ہز ہائی نس کو بابت سرکاران شمالی واجب الادا ہوا حیاناً ان اقساط کی ادائی میں تعویق ہو تو اس صورت میں ایسے اضلاع کی تفویض عمل میں آئے گی جن کا حقیقی محاصل رقم مذکور کے برابر ہو۔

۵۸ فوج امدادی کی جملہ اشیاء مایحتاج و غلہ کا محصول سابر اسی طرح ادا ہوگا جس طرح کہ سابقہ دستۂ فوج کا ہوتا رہا۔ اسی طرح ایک خاص مقام اس فوج کے قیام کے لئے مخصوص کیا جائے گا جہاں وہ اس وقت تک رہیگی جب تک کہ اس کے عملی خدمات درکار ہوں اور جب ریاست کی کسی مہم پر اس کو مامور کیا جائے تو اس کے ساتھ ایک معتبر ملازم ریاست مقرر ہوا کرے گا اور اس فوج کے کماندار اور دیگر عہدہ داروں کے ساتھ ایسا سلوک مرعی رکھا جائے گا جو ہر دو ریاستوں کے اعزاز و مرتبہ کے لحاظ سے مناسب ہو۔

۵۹ مذکورہ فوج امدادی ہر وقت اہم امور میں ادائے خدمات کے لئے تیار رہیگی۔ ایسے اہم امور مثلاً یہ ہوں گے۔ ہز ہائی نس کی ذات یا نسلاً بعد نسلٍ ان کے ورثا یا قایم مقاموں کی حفاظت، اور باغیوں اور برپا کنندگان فتنہ و فساد کی تنبیہ لیکن اس کو معمولی امور میں مثل سہ بندی مامور نہ کیا جائے گا اور نہ اس کو وصول محاصل میں لگایا جائے گا۔

۶۔ امدادی فوج کے حیدرآباد پہنچتے ہی فرانسیسی ملازمین وعہدہ داران ہز ہائی نس کی ملازمت سے برطرف کردئے جائیں گے اور وہ فوج بھی (جو اُن فرانسیسی عہدہ داروں کے تحت ملازم ہے) برطرف کردی جائیگی تاکہ اس سابقہ فرانسیسی فوج کا کوئی اثر باقی نہ رہے اور ہز ہائی نس بذات خود اور اپنے ورثاء اور قایم مقاموں کی جانب سے یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ پھر کسی فرانسیسی کو اپنی یا اپنے کسی سردار یا تابع کی ملازمت میں نہ رکھیں گے اور نہ رکھنے دیں گے اور نہ کسی فرانسیسی کو اپنے ممالک محروسہ میں رہنے دیں گے اور نہ کسی یوروپین کو اپنی ملازمت میں رکھیں گے اور نہ بلا علم و رضامندی کمپنی اپنے ملک میں رہنے دیں گے ۔

۷۔ تمام فرانسیسی اور وہ سپاہی جو کمپنی کی ملازمت سے نکل کر اس فرانسیسی فوج میں ریاست کی کسی اور فوج میں شریک ہو گئے ہوں گرفتار کر کے برٹش رزیڈنٹ کے تفویض کردئے جائیں گے اور مذکورہ قسم کے کسی شخص کو آیندہ ہز ہائی نس کے ممالک میں پناہ گزیں ہونے کی اجازت نہ ہوگی بلکہ ہر ایسا شخص بلا تعویق گرفتار اور حوالۂ رزیڈنٹ کر دیا جائے گا اور اسی طرح کمپنی کے علاقہ میں بھی کسی کو پناہ نہیں دیجائیگی اور ہز ہائی نس کی ملازمت سے نکل بھاگے ہوئے سپاہی بھی بلا تعویق گرفتار اور سپرد کردئے جائیں گے ۔

۸۔ از آنجا کہ حسب فقرہ (۶) ہز ہائی نس نے حزم و احتیاط اور بعض برائیوں کے ارتفاع کے لحاظ سے فرانسیسیوں کو اور نیز ان کی مرتب کردہ فوج کو اپنی ملازمت سے

علیحدہ کرنے کا اور ان کی جگہ شرایط وقیود متذکرہ خط ارل کورنوالس موسومہ ہز ہائی نس دی نظام آنر بل کمپنی کی فوج کے قایم کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے اس لئے یہ قرار پایا کہ بنظر باہمی فواید پیشوا و ہز ہائی نس اور بہ اعتبار رفاہ رعایائے ہر ایک کمپنی کی گورنمنٹ برضامندی و منظوری ہر دو (نظام و پیشوا) اپنی مساعی جمیلہ اس امر کی نسبت عمل میں لائیگی کہ اس نئے معاہدے میں ایک ایسا فقرہ داخل کیا جائے جو ہر ایک کو دوسرے سے مطمئن کردے اگر پیشوا ایسے نیک مشورے سے جو دونوں ریاستوں کے حق میں مفید ہو متفق نہ ہوں اور اختلافات ان دونوں ریاستوں (یعنے ریاستہائے آصف جاہ بہادر و راؤ پنڈت پردھان میں پیدا ہوں تو انگریزی گورنمنٹ اقرار کرتی ہے کہ خود مداخلت کرکے حق و صداقت و انصاف کے ساتھ آپس میں صفائی و اتحاد کرادیگی نواب آصف جاہ بہادر یہ اقرار کرتے ہیں کہ راؤ پنڈت پردھان کی سرکار کے خلاف کوئی زیادتی نہ کریں گے اور یہ کہ بصورت اختلافات انگریزی گورنمنٹ کی اصلاح اور ان کے حق و صداقت و انصاف کو بلا ردّ و کد تسلیم کرلیں گے۔

۹ سابقہ معاہدات مابین انگریز و ریاست نواب آصف جاہ اور پیشوا برقرار رہیں گے اگر اس کے بعد راؤ پنڈت پردھان اسی قسم کے معاہدۂ امدادی میں کمپنی کے ساتھ شریک ہونے کی خواہش ظاہر کریں تو آصف جاہ بطیب خاطر اظہار رضامندی کریں گے۔

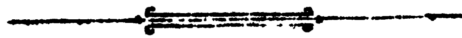
۱۰ یہ اضافۂ امداد کا معاہدہ جو دس شرایط پر مشتمل ہے آج کے دن کپتان کرک پیاٹرک اور نواب آصف جاہ بہادر کے مابین طے پاکر کپتان کرک پیاٹرک نے اس کی ایک انگریزی

اور فارسی کی کاپی اپنی دستخط و مہر سے نواب صاحب کو دی جنہوں نے اپنی طرف سے بھی ایک ایسی ہی کاپی باقاعدہ تکمیل کر کے کپتان کرک پیاٹرک کو دی کپتان کرک پیاٹرک اقرار کرتے ہیں کہ اس معاہدے کی گورنر جنرل کی مصدقہ کاپی پچاس روز کی مدت میں حاصل کر کے ہز ہائی نس کو دیں گے۔ جس کے بعد کپتان کرک پیاٹرک کی دی ہوئی کاپی واپس کر دی جائیگی۔ اس اثناء میں مجوزہ فوج کو طلب کرنے کے لئے لکھنے میں تاخیر نہ کی جائیگی۔

حیدرآباد میں بتاریخ یکم سپٹمبر ۱۷۹۸ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ ہجری دستخط و مہر ہوئی۔

جے۔ اے کرک پیاٹرک

متعمد رزیڈنٹ



ضمیمہ (۹)

رقعۂ ارسطوجاہ موسومۂ میر عالم

میر صاحب جلیل المناقب عظیم الاوصاف سلامت

دو قطعہ مکتوب بہجت اسلوب یکے مرقوم شب بست و نہم ذی حجہ ۱۲۱۳ ہجری متضمن کیفیت جنگ کہ سواران سرکار دولت مدار محنت و تردد ہا بعمل آوردند و تردد داست صبح و شام و آوردن مفخر الدولہ و برادر لارڈ بہادر میر دوران بہادر را ہمراہ خود از چین پٹن بسر رنگ پٹن و بہ اصرار نگاہداشتن بہادران معزبہ میر دوران بہادر کہ بعد ملاقات لارڈ بہادر روانہ خواہد شد و نوشتن آن جلیل المناقب بہ راجہ روشن رائے بہادر متبادر و جنرل ہاریس بہادر وغیرہ کہ پنج ہزار سوار جاگیر دار و پائگاہ وغیرہ خود نگاہداشتہ تتمہ سواران را رخصت حضور پرنور نمایند و با جمعیت پلاٹن و سواران کوچ نمودہ از راہ گورم کنڈہ روانہ قلعۂ گتی شود و اینکہ این لارڈ نہ مثل لارڈ سابق است و نہ این فوج انگریزی مثل فوج سابق پیشتر کہ ہمیشہ با حیدر علی خان مقابلہ می شد گاہے از پنج یا ہفت پلٹن زیادہ نبود و الحال شصت پلٹن معہ سیزدہ پلٹن سرکار درین مہم حاضر بود و علاوہ این فوج و ساز و سر انجام عزم بلند لارڈ بہادر بتحریر نمی گنجد کیفیت آن مفصل و اقعیت

ملاقات ظاہر خواہند نمود و بعمل آمدن این تہ نامۂ جدید در عجب وقت و دولت راؤ بے اندیشہ کہ ثانی اثنین ٹیپو سلطان توان گفت یقیناً دولت خود را برباد می دہد و دولت باجی راؤ اگر درین صدمہ بشرط حسن تدبیر بالاجی پنڈت و سخن شنوی این جانب کہ از حالات بنیاد آن گذاشتن شرط است بالمرہ برباد نشود البتہ ضعیف و بے رونق کالمعدوم خواہد شد و سوالے کہ از راجہ رگھوجی بھونسلہ بعمل آمدہ البتہ حشمت جنگ بہادر ظاہر نمودہ باشند یعنے شراکت و یکدلی راجہ مذکور با سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اگر راجۂ مذکور بصاف دلی اقبال این معنی نماید و آیندہ بر جادۂ دولت خواہی ثابت قدم بماند محفوظ خواہد ماند و اگر مثل سابق برروبیہ خاندان خود قابو طلبی کند نتیجہ خوب نخواہد دید و درین باب این جانب ہم آنچہ مناسب باشد براجۂ مذکور خواہند نوشت کہ فی الحقیقت این سوال مبنی بر سلسلہ جنبانی این جانب است کہ بیشتر مکرر درین باب گفتہ بودند باید کہ رگھوجی ممنون و مرہون این جانب باشد و رو براہ نمودن جواب و سوال تقسیم غنیمت کہ ہر روز تکرار ہا می شود و اگر درین مادہ چیزے از حشمت جنگ بہادر ہم نویسانیدہ شود بہتر است معہ نقل خط مثنی مرقومۂ بستم شہر شوال و ثانی محررۂ شب پنجم محرم الحرام ۱۲۱۹ہجری مشعر بر این کہ بعد پنج شش روز باز ناسخ و منسوخ بعمل آمدہ یعنے دریافت موقوفی آمدن لارڈ بہادر بموجب ممانعت ڈاکتران و شروع شدن سوال جواب ہا با منظم الدولہ بہادر و بمیان آوردن مذکور گورم کنڈہ و رسانیدن بہادر معز روز دویم خریطۂ مارڈ بہادر معہ نقل عنایت نامہ موسومۂ بہادر موصوف و گفتن اینکہ الحال این مقدمہ

بعرض حضور بر رسید و درجه پذیرائی یافت دیر و درنگ درین کار مناسب نیست ونوشتن روز دویم دو مرتبه شقه با نقول آن لهذا بطوری که تعلقه مذکور بجاگیرخان مسطور مقرر نموده شده از نقل سند موضوح می گردد و اینکه لارڈ بهادر رانظر بر درستی کلیات وآن عظیم الاوصاف را مطمح نظر کفایت سرکار دولتمدار و میر قمرالدین خان بهادر سردار نامی و برخلاف اہل تپن معامله فهم و داشتن حلقه بندگی حضور در گوش وغاشیه اطاعت بر دوش و پیام نمودن آن عظیم الاوصاف مفخرالدوله بهادر بتاریخ غرهٔ محرم که اگر انفصال معاملات دربن جا می تواند شد پس وجه توقف چه خواهد بود اگر درین جا نمی تواند شد روانگی مناسب تا کئے به انتظاری توان نشست وجواب دادن بهادر معرکه در دو روز جواب این معنی منقح گفته می شود یعنے نقشهٔ معاملات ہمین جا قرار داده خواهد شد یا ملاقات با لارڈ ضرور خواهد گردید و رسیدن خطوط لارڈ بهادر با قرار داد نقشه بنام بهادران معزوخلاصه اینکه جنرل هاریس بهادر و کرنل کلوس بهادر خود و مفخرالدوله و کپتان مالکم بهادر را مختار معاملات ساخته ونقشهٔ معاملات قرار داده فرستاده اند انشاء الله تعالیٰ از امروز که از تاریخ چهارم شهر محرم است شروع سوال جواب خواهد شد و راجهٔ روشن رائے بهادر بعد رسیدن خط آن جلیل المناقب که برائے روانگی پنج شش هزار سوار به حضور پرنور نوشته بودند در جواب نوشتند که مردم سپاه برائے روانگی حضور یک ماهه پیشگی می خواهند و زر در خزانه نیست که به آنها داده روانه نموده شود و در جواب نوشتن آن عظیم الاوصاف که باربردار باید فرستاد تا به لشکر رسیده بندوبست روانگی افواج نموده

باز بہ پتن معاودت کردہ آید راجہ معز بعد رسیدن این خطہ دو سہ کوچ متواتر نمودند انشاء اللہ
تعالی عنقریب از راہ گورم کنڈہ بہ تعلقہ گتی می رسند۔ روانہ نمودن چہار صد جوان با تعلقہ
میر دوران بہادر بایک کپتان برائے تھانہ قلعہ گورم کنڈہ و مقرر نمودن قلعہ داری قلعہ مذکور
بطریق ضبطی بنام سعید حسین خان و برائے تعلقداری آنجا کہ براجہ روشن رائے بہادر نوشتہ
بودند و راجہ معز محمد امین خان بہادر عرب را مقرر کردند الحال کہ تعلقہ مذکور بنام میر قمر الدین خان
قرار یافتہ احتیاج تجویز تعلقدار نماند مگر تجویز تعلقدار گتی ضرور در صورت اجازت بنام ناگن گوڑا
کہ بہ نسبت دیگران مالگذار و کفایت شعار است مقرر خواہند نمود و اطلاع نقشہ تقسیم ملک آنچہ
مسموع شدہ باید دید کہ این نقشہ ہم قایم می ماند یا تغییر و تبدیل می شود و گفتن آن عظیم الاوصاف
در مذکورات بہ اہل کونسل کہ اگر پسر ٹیپو را برپا نمودن متضمن مصلحت دولت ہا و نیک نامی ہر دو
سرکار است و خواہ مخواہ بعمل می آید درین صورت بقرار نوکری در ہر دو سرکار کہ اگر در سرکار
دولت مدار مہم عمدہ رو دہد با تمام جمعیت ہمراہ رکاب یا ہمراہ جمعیت سرکار حاضر باید شد
و در تقدیم نوکری و جانفشانی دقیقہ نباید گذاشت و اگر کار جزوی از قبیل تنبیہ زمینداران مفسد
روبکار گردد و جمعیت برطبق حکم فرستادہ ہمراہ تعلقداران سرکار بہ تنبیہ اشرار پردازند و در سرکار
کمپنی نیز ہمین دستور چنانچہ مفخر الدولہ بہادر و مشیران دیگر جواب دادند کہ بندوبست این معنی
بعمل خواہد آمد و کیفیت گرفتن قریب شش لک روپیہ بطریق دستگردان از جنرل ہارس بہادر
بدو از دہم ذی الحجہ و رسانیدن براجہ روشن رائے بہادر و تتمہ چہار لک روپیہ بعد رسیدن
خزانہ کہ قریب رائے کوٹہ رسیدہ است و بہ بدرقہ دو پلٹن متعاقب می رسد بہ راجہ مسطور

رسانیده می شود و کوچ کردن جنرل هاریس بهادر بسمت چیتل درگ مع نقل سند و اقرار نامه میر قمر الدین خان بتاریخ شانزدهم محرم یکجا وصول آورده مسرور خیریت ها و مطلع مضامین مندرجه ساخت وهم از خطوط موسومه مستقیم الدوله بهادر کیفیت مرقومه مشروحاً بوضوح انجامید چون قابل ملاحظه و عرض حضور پرنور نبود لهذا شمه از آن معروض داشته نشد اگرچه کیفیت تقسیم ملک غنیمت هنوز ناسخ و منسوخ و چیزے قرار نگرفته و بدون گرفتن قرار چه قسم این معنی را یقینی تصور باید نمود بر یک لمحه گو که موجب نوشته سامی چیزے ازین قرین صدق توان نمود پس هیچ نیست چراکه آن عظیم الاوصاف فواید نامه جدید مطمح نظر دارند و نوشته اند با این نقشه درین معامله رو بکار بر عکس تصور می نماید و مراد صاحب را چه قسم سرخروئی از خدا و ند نعمت خود خواهد گشت وهم در چشمان که ناتوان بین اند و در هر خریطه موسومه گورنر جنرل بهادر همین مندرج است که به استصلاح و استطلاع و اتفاق هوا بدید آن عظیم الاوصاف که از نقیر و قطمیر مکنونات و مرکوزات و از سرا سر از خفی و جلی حضور پرنور واقف و آگاه اند بعمل آید و گورنر جنرل بهادر مکرر قلمی نموده اند که سرسبزی و بهتری سود و بهبود و رونق سرکار دولت مدار را بعینه بمنزله سود و بهبود سرکار کمپنی بهادر منصور دارند جوابش مکرر همین درج گردیده که بمشاوره و استصلاح و استحسان آن جلیل المناقب موافق ارقام خود بعمل خواهند آورد چنانچه نقول خرایط و در جواب آن با مترشدات مکنونات و مرکوزات سرکار سابق برین به آن عظیم الاوصاف وهم حسب الاستدعا به حشمت جنگ بهادر اطلاع داده شد که ذهن نشین گورنر جنرل بهادر نمایند و حالا باز مکرر قلمی می گردد اگرچه صاحبان کونسل پیش خود بموجب مرکوزات و مکنونات حضور که قانون رؤسائے ماسلف و صلاح دولتین باشد

بعمل آرند یعنے ضابطہ روسائے عمدہ در رود اد چنین امورات ہمین است کہ پسماندہ ہا را
طورے بفراغ معیشت لیکن نوعے کہ آیندہ قابوئے فتنہ پیرائی نماند می دارند چنانچہ در معاملۂ
روبکار ہم منظور والا ہمین است کہ خویش و اقربائے مخصوصہ ٹیپو سلطان مرحوم را در ذیل
دو کس کہ عمدۂ آن ہا باشد داشتہ یکے را در سرکار دولت مدار و یکے را در سرکار کمپنی انگریز
بہادر جائے بفراغ معیشت نگاہدارند و بہ تجربہ و دریافت اوضاع و اطوار آیندہ اگر قابل
ترقی باشند ترقی خواہند یافت و منظور ازین ہمین کہ آیندہ زمانہ حادث مثل وزیر علی خان
و غلام محمد خان روہیلہ طاقت فتنہ پیرائی باقی نماند بہتر و الا آن جلیل المناقب دست از استحسان
و متر شدات حضور پر نور نداشتہ جواب صاف بہ اہل کونسل و مفخر الدولہ بہادر بدہند کہ صاحبان
بفضل الٰہی دانا اند و حکم سرکار بہ استصلاح و استطلاع و استحسان و صوابدید و اتفاق و اشتراک
و در آنچہ سود و بہبود و سرسبزی و بہتری و رونق و صلاح دولت باشد بعمل آید صادر گردیدہ
است درین تحریف نمی تواند شد و در احکام ہمین معنی بر می آید اگر اہل کونسل بگویند کہ گورنر
جنرل بہادر درین معاملہ مختار اند جواب شافی ہمین باید داد کہ نظر بر اتحاد مخبری گورنر جنرل ہائے
آن ہم بہ اتفاق و اشتراک و صوابدید و استصلاح این جانب کہ در آن مفید حال و آیندہ سرکار
باشد نہ کہ برخلاف آن تجویز شود چہ قسم بعمل می توان آورد و ملاقات من با لارڈ بہادر ہر جا کہ
باشند ضرور و روانہ پیش لارڈ بہادر باید شد و این ہمہ مراتبات را ذہن نشین باید نمود در
صورت اصلاح و استحسان خود نظم و نسق و حصۂ مساوات چہ در غنیمت و چہ در ملک مع حصہ
سپاہ خود کہ موافق قانون خود کار پرداز ان سرکار دولتمدار مختار اند بعمل باید آورد و اگر در آن جا ہم

این معنی اصلاح وصورت پذیر نگردد همین باید گفت که تا این مدت نیک نامی کمپنی مشهور آفاق
درتمامی رؤسائے ہند بود تا اینکه خرایط چنین مضمونات حاضر وموجود برعکس آن تصور می شود
پس صاحب ہرچہ خواستہ باشند بکنند وآن عظیم الاوصاف رخصت شده باید آمد ویقین
خاطر است که مواخذهٔ این معنی البتہ اہل ولایت بازپرس خواہند نمود بلکہ در اظہار ہم این معنی
بعمل آید اولی است چنانچہ ہمین مراتبات بہ حشمت جنگ بہادر ہم از طرف خود گفتہ فرستاده
شده که زبان زد خاص وعام چنین است وہم روز دویم بہ منشی جی زیاده از آن گفتہ شدکہ
ہمین مراتبات بر آن عظیم الاوصاف نوشتہ می رود کہ اگر پیش از اطلاع مراتب پوست
کنده احیاناً بخیال مختاری خود برعکس نوشتہ جات واظہارات چشم پوشی نموده که دور از قیاس
وفہمیدگی کونسلان است بعمل آرند مناط اعتبار نخواہد بود چنانچہ مراتب مذکور را حشمت جنگ
بہادر بہ گورنر جنرل بہادر ومفخر الدولہ بہادر زیاده ازین مفصل نوشتہ اند وگفتہ فرستادند که
انشاء اللہ تعالی موافق مرکوز ومکنون خاطر اقدس گورنر جنرل بہادر تا مقدور بعمل خواہند آورد
ونیز در مقدمہ گورم کنڈه که از مکنونات سرکار چیزے کم وزیاده شده است تعجب می نماید
چراکہ گورنر جنرل بہادر در خریطہ حضور پرنور واین جانب صاف نوشتہ اند که موافق مرکوزات
ومکنونات سرکار بعمل می آید چنانچہ گورنر جنرل بہادر در خریطہ حضور پرنور نوشتہ اند کہ بلحاظ مراتب
مجوزهٔ سرکار بعمل خواہد آمد وہمین صاف ترقیم نموده اند بلکہ بقید رسم ہائے تعلقات که مرکوز داشتن
سرکار بود نوشتہ اند ازین معنی بسیار تعجب رو نمود چراکہ خریطہ جنرل بہادر در حضور پرنور ارسال
داشتہ اند دران مندرج است که خود میر صاحب وجنرل ہاریس بہادر ارقام نموده اند کہ

مقدمہ جاگیر خان مشارٌالیہ را بلحاظ مراتب مجوزہ و مرقوم آن والا قدر در اسرع ازمنہ انفصال سازند و در خریطۂ آن عظیم الاوصاف کہ نقل آن برائے ملاحظہ ترسیل داشتہ اند در آن مرقوم است کہ بہ تجویز بہترین نقشۂ انفصال آن بذریعہ تصفیہ درخواست میر قمر الدّین خان را در اسرع ازمنہ پردازند۔ چنانچہ البتہ در مضمون ہر دو خریطہ بدو طور متصور می شود چنانچہ ہمیں قسم بہ حشمت جنگ بہادر گفتہ فرستادہ شد بہادر موصوف ہم متحیر و متعجب اند کہ با وجود اطلاع دادن من مرکوزات سرکار و رسیدن جواب از پیش گورنر جنرل بہادر بہ تفصیل تعلقات یعنی قلعہ معہ قصبہ و سہ تعلقہ یعنی کمارکالوہ ورائچوتی حسب الاستدعاء در سرکار ماندہ تتمہ بجاگیر میر قمر الدّین خان قرار می یابد کہ چنین بظہور رسیدہ پس قصور صاحبان سرینگ پٹن می نماید این معنی ہم نوشتہ می رود و یقین خاطر این جانب است کہ پسران و پسماندگان ٹیپو سلطان را تا مقدور موافق مکنونات سرکار دولت مدار و اظہار میر صاحب خواہند کرد و نصف ملک ہرگز بر آں ہا نخواہند داشت اغلب کہ پیش ہم سابق براین در کونسل مذکور ہی شدہ بود کہ تمامی ملک را سہ حصہ نمودہ یک حصہ بر آں ہا می دارند حالا آن ہم تماندہ است پس وقتیکہ نظم و نسق درست نشود تا قرچنین شہرت کہ بخیال ہر کس ہر آنچہ می رسد بگوید مناط اعتبار نمی تواں فرمود و یقین تصور دارند کہ گورنر جنرل بہادر بصوابدید و رضامندی میر صاحب چناں عمل خواہند آورد کہ سرخروئی این جانب و میر صاحب در حضور پرنور زیادہ از منقوش خاطر خواہد گردید بہ یقین تصور داشتہ ہیچ تاملے درین باب بخاطر راہ یاب نفرمایند۔

اند دریافت ارقام شریف کہ ملک ہفت لک ہون بحصۂ سرکار آید در آں دو لک ہون

بابتہ گورم کنڈہ جاگیر میر قمر الدین خان متہار قتہ باقی ماند پنج لک ہون اگر ملکے کہ درآن وقت اظہار زیادہ محاصل زبان زد بودہ باشد قریب دہ لک ہون خواہد بود بنظر غور تامل نمایند کہ بعد اخراجات قلعجات وعمالان ومتصدیان وسہ بندی محال وغیرہ چہ قدر در سرکار باقی خواہد ماند کہ درآن توقع نگاہداشتن این پلاٹن ہا واین رجمنٹ ترپ سواران نمودہ آید از وقتیکہ این خبر دریافت گردید در تاملات عمیق متحیر چہ قسم عہدہ برائی اخراجات وکدام رو بصاحب واین جانب درحضور خواہد ماند ملحوظ این مراتب زیادہ ازین جانب بہ آن عظیم الاوصاف مطمح نظر است باز ہم برائے اطلاع شمہ از آن قلمی گردید چراکہ پیش از مفتوح شدن قلعہ جنرل ہاریس بہادر نسبت فرستادن پیام بہ ٹیپو سلطان زبانی کپتان مالکم بہادر برین معنی کہ درصورت دادن دو کرور روپیہ ونصف ملک صلح نمودہ آید از آن عظیم الاوصاف مشاورہ نمودہ بودند وآن جلیل المناقب نظر بر فواید دولتین تجویز یورش ومورچال جواب دادند بفضل الٰہی حسب دلخواہ قلعہ مفتوح گردید باید کہ زیادہ از آن فواید حاصل شود نہ اینکہ برعکس آن اظہار از آن طرف گردد دیگر اینکہ آنچہ آنہا می خواہند کہ بجدود کد تمام لک ہون بہوپے از مال غنیمت بحصہ سپاہ سرکار مع آن عظیم الاوصاف ومیر دوران بہادر وغیرہ تجویز می کنند درآں ارادۂ آن جلیل المناقب این است کہ نصف راجواہر کہ بکفایت بدست می آید ونصف نقد بگیرند تعجب ہزار تعجب رو نمود غنایم معہ خزانہ وغیرہ کہ مکرر گورنر جنرل بہادر کرورہا سیوائے توشکخانہ وآلات حرب وضرب محفوظ است نوشتہ اند پس درہمہ چیز حصہ مساوی باشد موافق قرار ومدار واگر بگویند کہ جمعیت ما

زیادہ است وجمعیت سرکار کم بقدر آں می دہم ہمیں باید گفت کہ پس شراکت مساوی کجا ماند وخلاف نوشت وخواند بعمل می آید پس چہ قدر بدنامی طرف کمپنی عاید حال تواند شد زینہار زینہار اقبال گرفتن مبلغ مذکور نخواہند نمود وقطع نظر ازین دوستی ہا شماتت دیگراں تصور باید کرد ودیگر اینکہ اہل کمپنی می گویند کہ روئیہ سپاہ ما این است کہ غنیمت حق سپاہ است پس پسران ٹیپو سلطان ووابستگان آنہا راکہ نصف ملک وخزانہ وغیرہ می خواہند کہ بر آن ہا تجویز بحالی دارند چرا نمی گویند کہ این حق ماست از یورش قلعہ را مفتوح کردیم وآنہا داخل اسیران کہ حکم فرانسیسان دارند مگر بقدر قوت لایموت آنہا بقدر مناسب تجویز باید نمود وتتمہ درہمہ چیز حصہ مساوی شود در آن در حصہ سپاہ خود اہل کمپنی مختار اند وبدستور در حصۂ سپاہ سرکار کارپردازان سرکار دولتمدار موافق قانون خود مخیر اند چنانچہ این مراتب ہم بہ منشی جی وحشمت جنگ بہادر اطلاع دادہ شد آنہا ذمہ گرفتہ اند کہ ہمیں مراتب بہ گورنر جنرل بہادر نوشتہ شدہ است ازین معنی مطمئن خاطر باشند کہ ہمیں قسم بعمل خواہد آمد واین مراتب را ذمہ خود گرفتہ اند کہ حصۂ سپاہ سرکار حوالۂ آن عظیم الاوصاف خواہد گردید آیندہ کارپردازان سرکار مخیر اند واز تعداد خزانہ وجواہر واثاثہ وآلات حرب وضرب وغیرہ نقد وجنس گوپر کاہے باشد خود واقف گشتند وبسرکار اطلاع ندادند این کدام نیک طینتی ونیک نامی وحق پرستی است در عالم شراکت کہ حصۂ مساوی درہمہ چیز باید آمد شریک نہ کردن غیر از نفسانیت امر دیگر در نظر دوربینان متصور نمی گردد واینکہ مفخر الدولہ بہادر اظہار می کنند کہ امر جزوی وکلی این مہم سپرد لارڈ بہادر است جواب باید داد کہ تاہم بودن آن ہم بہ استصلاح وصوابدید آن عظیم الاوصاف ونظر بر عالم یگانگت و

دریافت مضمون خرایط گورنر جنرل بهادر باز هم از سرکار بدین مضمون در همه خرایط درج گردیده که در همه چیز بصوابدید و استحسان آن عظیم الاوصاف بعمل آمد چنانچه حشمت جنگ بهادر قایل این معنی اند مفخر الدوله را هم همین مراتب پوست کنده جواب باید داد که در آن جا زیاده ازین مراتب به حشمت جنگ بهادر ابلاغ شده البته آگاهی داده باشند و نیز به این جانب حکم رسیده لهذا اظهار نموده می شود و در صورتی که در همه باب استحسان خاطر آن جلیل المناقب باشد اولی و الّا هیچ وجه من الوجوه قبول نباید کرد۔

آنچه در مقدمه سخن شنوی این جانب بالاجی پنڈت مرقوم خامه وداد بود دریافت گردید ترقیم این معنی که از قبیل الهام متصور گشت پیش ازین به بالاجی پنڈت نویسانیده شده بود که قیام و استقلال خود باعث رونق دولت باجی راؤ از چشم داشت بندگانعالی و دوستی این جانب متصور دارند پس سرکار بندگانعالی نظر بصلاح و فلاح دوستی به اهل کمپنی نوشت و خواند فرموده اند بدون اطلاع کمپنی انگریز بهادر در هیچ باب بکشاده پیشانی چیزی نمی تواند نمود و این قسم تا کی پس بهتر آنست که مفید دولت و وابسته موافقت به اهل کمپنی نموده بند و بست مقدمات خانگی وغیره خود بعمل آوردن اولی است که باعث آسایش و رفاه خلایق و اتحاد سرکارین گردد چنانچه درین روزها بالاجی پنڈت از شیشادری پنڈت نویسانیدند نظر بر صلاح سرکار دولتمدار از چندی چنین مراتب ذهن نشین باجی راؤ می نمودند چنانچه چیزی رو براه آورده ام و چیزی می آرم درین روزها که کرنیل پالمر بهادر را باجی راؤ به تقریب شادی چمنا اپا برادر خود بازیافت نمودند وقت برخاست گفتند که بعضی مراتب به بالاجی پنڈت

گفته شده است خواهند دریافت چنانچه بوے اظهار پنڈت مذکور ازین برمی آید به حشمت جنگ

ازین معنی آگهی داده شده بود منشی جی هم اظهار کردند که از اخبار ماهم چنین بدریافت می رسد

که روبراه وثیقه نامه جدید مطابق سرکار شاید بعمل خواهند آورد و سوالے که اهل کمپنی از رگهوجی

بهونسله نموده اند از اظهار حشمت جنگ بهادر مجملی معلوم گردید آنچه قرار گیرد به استرضائے

حضور پرنور خواهد شد چنانچه از سابق سلسله جنبانی این معنی به اهل کمپنی بود و درین ماده به

رگهوجی نوشته شده بود حالا باز حشمت جنگ بهادر درخواست دارند که یک احکام بنام

رگهوجی متضمن استرضائے حضور می خواهند نوشته داده اطلاع آن عظیم الاوصاف نموده خواهد

شد پیش از دو سه روز خط پسر رامچندر پنڈت متوفی رسیده ملخص مضمون اینکه بعد عشره

محرم الحرام آنچه سوال جواب کمپنی قرار می گیرد دریافته حاضر حضور می شوم ـ چون مستقیم الدوله

بهادر از قبیل ذکر از طرف خود به حشمت جنگ بهادر و منشی جی میان آورده بودند روز دوم

که برادر منشی جی میر امان الله پیش بهادر مذکور آمده اظهار کردند و روبروے ایشان قلمبند شده

است نقل آن با نقل خریطه گورنر جنرل بهادر باز باحتیاطاً ترسیل داشته شد موضوح

می گردد غرض آنچه سوال جواب خاطر خواه باشد زیاده از اطلاع اینجا در همه باب

بعمل خواهند آورد ـ

در باب تجویز تعلقداری گنی بنام ناگن گوڑا که مناسب ترقیم نموده اند به راجه روشن رائے

نوشته سپرد مشار الیه باید نمود بعد ازین بعرض حضور پرنور رسانیده خواهد شد ـ

تجویز جاگیر میر قمر الدین خان مناسب وقت و مضمون سند و محلکه بسیار مستحسن از مکنونات

۲۶۵

ومرکوزات حضور که دو سه تعلقه متعلقه گورم کنده بود تفویض خان مذکور گردیده کیفیت تکرار آن از نوشته حشمت جنگ بهادر از مفخرالدوله خواهند دریافت که قصبه کمار و کالوه ورانجوتی در سرکار می باید -

همواره از ترقیم خیریت مسرور می نموده باشند زیاده چه بقلم آید والسلام میر دوران بهادر سلام -

اشاریہ

نظام علی خان

حصۂ اوّل

الف

آزاد (غلام علی آزاد بلگرامی) ہنگامہ میں ۴۲، ۴۳، ذی اثر ہستی ۱۰۲ ۔

آسیر کا قلعہ ۹۰ ۔

آشتی ۸ فٹ نوٹ ۔

آصف الدّولہ (غازی الدّین خان فیروز جنگ میر محمد پناہ) فرزند آصف جاہ اول ۳، کو اطلاع ۱۶، کی ہلاکی ۳۲، ۳۳، ۲ ۔

آصف الدّولہ (ملاحظہ ہو صلابت جنگ) منزوی ۹۸ ۔

آصف جاہ اول (میر قمر الدین خان نظام الملک) کے جد اعلیٰ ۱، کا خطاب ۱، کی شخصیت ۲، کی اولاد ۳، کی لڑکیاں ۴ فٹ نوٹ، کی زوجہ ۵، کی مصروفیت ۶، کا انتقال ۷، کی رفاقت ۸ فٹ نوٹ، کی دکن میں آمد ۹، کی قایم مقامی ۱۴، کے فرزند ۱۶، کے عہد میں ۲۵ فٹ نوٹ، دکن آنا ۶۵ فٹ نوٹ، کے صاحبزادے ۱۰۱، ۱۰۲ ۔

آصف جاہ ثانی (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام علی خان) فرزند آصف جاہ اول ۳، کے مولف کا بیان ۹۷، کی کوشش ۹۸، کی توجہ ۹۹، بیدر میں ۱۰۰ ۔

آصف جاہ سابع (نواب میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ) ۲ ۔

آکولہ ۶۶ ۔

آناگندی ۹۳ ۔

آنبہ جوگائی ۸۸ ۔

ابراہیم خان گاردی (بیر جنگ) ۱۰، ۳۷، کی طلبی ۳۸، مقدمۃ الجیش ۴۴، کو حکم ۴۵، بوسی کا عہدہ دار ۴۷، فرانسیسی فوج میں ۴۸، کو مامور کرنا ۶۳، کو طرفدار بنالیا ۷۰، کی حرص ۸۲، کا کام جنگ میں ۸۵، مزاحم ۸۹ ۔

ابراہیم علی خان (برادرزادہ و داماد شوکت جنگ) ۳۱ ۔

ابوالخیر خان (مورث امرائے پائیگاہ) دھارور مالوہ میں ۶۵ فٹ نوٹ ۔

اجنٹھہ کا گھاٹ ۶۴ ۔

احمد خان (جمعدار) ۸۲ ۔

احمد خان (میر نظام الدولہ ناصر جنگ شہید) فرزند آصف جاہ اول ۳۔

احمد شاہ ابدالی، ۸۵، کا خطرہ ۹۱، کی فتح ۹۴

احمد نگر کے قلعہ ۸۴، پر پیش قدمی ۸۵، کی سمت ۹۴،

اخلاص خان سعد اللہ خانی ۴۔

ادھونی ۲۷، کو چلا جانا ۸۰۔ سے طلبی ۹۲، کو روانگی ۹۳۔

اسد الدولہ (عبد الرحمٰن ذو الفقار خان حیدر جنگ) ۲۵ فٹ نوٹ۔

اسد جنگ (میر نظام علیخان نظام الدولہ) فرزند آصف جاہ اول ۳۔

اسلم خان، صوبہ دار ۶۵

امتیاز الدولہ کی شادی ۴ فٹ نوٹ

امیر الممالک (آصف الدولہ سید محمد خان صلابت جنگ ظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳، قلعہ بیدر میں ۹۸، کا تغیر ۱۰۰

امین الدین احمد ۶۶۔

انگول ۷۴۔

انند راؤ (زمیندار و تیگا پٹم) کا مخالف ۷۷، کو خط ۷۶، سے عدم محاسبہ ۷۸، بڑا زمیندار ۷۹

انور خان (محمد قطب الدولہ) ۶۴، کو قید ۶۵۔

انور نامہ، ۱۲، کا بیان ۱۵۔

اودگیر کا قلعہ ۸۴، پہنچنا ۸۵۔

اورمی (مورخ) کا بیان ۲۴، ۳۱، کا قیاس ۴۱، ۴۳، ۴۸، ۹۴، کا خیال ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۶۸۔

اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) ۱۰، مرکز حکومت ۱۶، سے نکلنا ۱۹، میں غازی الدین خان ۲۰، میں عمدہ بیگم ۲۱، سے نکلنا ۲۳، ۳۷، فٹ نوٹ، میں صلابت جنگ ۴۰، کی طرف پیش قدمی ۴۰، میں یوسی کا نہ رہنا ۴۱، کو برار سے ۴۲، کے مغرب میں ۴۷، سے قریب ۵۲، کی حکومت پر ۵۴، کی قربت ۵۵، میں قیام ۶۲، سے فاصلہ ۶۳، سے نکلنا ۶۴، سے طلبی ۶۶، میں نظام علیخان ۶۸، میں سکونت ۶۹، آنا ۷۰، سے کوچ ۷۱، کا محاصرہ ۹۴، مرکز حکومت ۱۰۳، میں فوجی خدمات ۱۰۴۔

اوسہ، ۸۵، کے قلعہ میں ۸۷۔

ایلچپور کا صوبہ ۹، ۳۷۔

ایلگندل (کریم نگر) میں ۹۲۔

بادشاہ بیگم، دختر آصف جاہ اول ۴، کے شوہر ۴ فٹ نوٹ۔

باسم ۶۶۔

بالاجی راؤ پیشوا ۲۴، کو نقصان ۲۴، کے پاس ۲۴، صلابت جنگ ۲۵، کے مفاد ۲۶، کا کلام ۲۷، کا وکیل ۲۸، کے ساتھ اتحاد ۳۰، کا ملازم ۳۷ فٹ نوٹ، کی پیش قدمی ۴۰، کی فوج ۴۱، ۴۵، درخواست صلح ۴۶، کے پاس بوسی ۴۸، قریب اورنگ آباد ۵۴، لاجواب ۵۵، سے طلب مدد ۵۶، کو مراسلت ۶۶، کے پاس ۶۶

والسی ۶۷، کے پاس ۹۲، کے بھائی ۹۲،
کا انتقال ۹۴ ۔
بالکنڈہ ۸۴، بہرجنگ (ابراہیم خان گاردی)
۳۰ فٹ نوٹ ۔
بجواڑہ، میں فوج ۶۷، سے آگے ۶۸، سے کمک
پہنچانا ۹۷ ۔
بختاور بیگم دختر بسالت جنگ ۴ فٹ نوٹ ۔
برار، ۸ فٹ نوٹ، کو روانگی ۲۰، کی صوبہ داری
۲۷، کو روانگی ۳۱، کی تاراجی ۳۸، سے
اورنگ آباد ۴۲، کی حکومت ۱۵، سے تبادلہ
۵۲، کی نظامت ۶۵ فٹ نوٹ، میں روک
۶۶، کے صوبہ دار ۱۰۴ ۔
برہان پور کو روانگی ۸، ۶۲، ۲۴، کی نظامت ۶۵
سے نکل کر ۶۸، کی طرف تعاقب میں ۷۰،
کی سمت تین دن تک ۷۱، صلح میں ۹۰، ۹۱ ۔
برہان پوری بیگم (زیب النساء بیگم) محل نظام علیخان ۱۶۶
بڑھ گاؤں ۸۴ ۔
بسالت جنگ (میر محمد شریف خان شجاع الملک
شجاع الدولہ) فرزند آصف جاہ اول ۳،
کی دختر ۴ فٹ نوٹ، کے ساتھ ۲۲، کا ملازم
۲۵ فٹ نوٹ، صوبہ دار بیجاپور ۲۷، دیوانی و قلعہ دار
۳۷، صلابت جنگ کے ہمراہ ۴۰، کو لیکر
۴۲، کی جاگیر ۴۴، کے تحت سرکاری فوج ۴۶،
حصول جہر میں ۴۹، پر فیر ۵۰، کو جہر کی واپسی
۵۱، کی علیحدگی ۵۰، امور ریاست میں ۴۷،

کان فلان کی استدعا پر ۵۷، صلابت جنگ
کے ہمراہ ۸۰، کی طلبی ۹۲، کی روانگی ۹۳،
کی ماموری ۱۰۲ ۔
بستر ۵، فٹ نوٹ ۔
بسنت رائے پیشکار ۹۸ ۔
بکٹ (جارج) گورنر مدراس ۳۱، ۳۲،
کا معروضہ ۔
بکلانہ، کی فوجداری ۶۵ فٹ نوٹ ۔
بلخ ۲۵ فٹ نوٹ ۔
بلونت راؤ ۴۵ ۔
بنگالہ کے ناظم ۳۳ ۔
بوسی (موسی عمدۃ الملک) کی خواہش ۱۱، ۱۳،
کا پروپاگنڈا ۱۵، کے شرائط صلح ۲۴، کا
ملازم ۲۵ فٹ نوٹ، کی علیحدگی پر ۲۶،
کو اشتعال سے باز رکھنا ۲۷، کی درخواست
۲۷، کو سرکاران شمالی کی تفویض ۲۸، کو
صلابت جنگ کا خط ۲۹، ریاست کے مفاد
میں ۳۰، کا پہلا حملہ ۳۱، کی طلبی ۳۲، ۳۳،
سے صلح ۳۴، کی دیوانی ۳۵، کو اطلاع ۳۶،
کو نیچا دکھانے ۳۶، کی قوت توڑنے ۳۸،
کی عدول حکمی ۳۹، کی غلطی ۴۰، کا اورنگ آباد
میں نہ رہنا ۴۱، مچھلی پٹن ۴۷، کا قبول کرنا
۴۸، کی ملاقات نظام علیخان سے ۴۹، کا
پلٹنا ۵۲، کا قبضہ قلعہ پر ۵۲، ۵۳، کے
ہاتھ گرفتار ۵۴، کا جواب ۵۵، سے رشتہ دوستی ۵۶

کے منصوبے ۷۵، کے دیوان کا قتل ۵۸،
کے جوان بار ۶۰، کو قتل کی اطلاع ۶۱، ۶۲،
کا ابراہیم خان کو مامور کرنا ۶۳، کی تحریک
۶۶، کا تصور ۷۰، کی خدمات ۷۱، کی علیحدگی
۷۲، کا قطع تعلق ۷۳، کا حیدرآباد سے نکلنا ۷۴،
کی طلبی ۸۰، کی فوج کا عہدہ دار ۸۳، پر عنایات
۱۰۲، کی عدم متابعت ۱۰۳، کی خواہش ۱۰۴،
کی خاطر ۱۰۵۔

بہادر خان (محمد) کی ماموری ۶۵۔
بہادر دل خان، ناظم ۹۳۔
بہادر گڑھ ۸۴۔
بھالکی ۱۰ فٹ نوٹ۔
بھاؤ راو (سداشیو راؤ بھاؤ) ۹۱۔
بہروز خان ۸ فٹ نوٹ۔
بھوپال میں مرہٹے ۸۷۔
بھونسلہ (جانوجی بھونسلہ) ۶۷۔
بھونگیر ۷۹۔
بیجاپور ۸ فٹ نوٹ، ۲۷۔
بیدر (محمد آباد) کی صوبہ داری ۱۷، پر قبضہ کرنے
۴۷، کے قلعدار ۹۳، سے نذرانہ ۹۶، کے
قلعہ میں نظربندی ۹۷، کو واپسی ۹۸، پہنچکر
۹۹، میں آصف جاہ ۱۰۰۔
بیگلر بیگی خان قلعدار ۶۵ فٹ نوٹ
بیگم بازار ۸۴۔

پ

پاتھری ۸ فٹ نوٹ۔
پاٹلوچہ ۳۷۔
پانڈیچری (پھولچری) ۱۰، میں خواجہ قلندر ۲۵
فٹ نوٹ، میں طلبی ۳۲، کا عہد نامہ ۳۲ فٹ نوٹ
کا رُخ ۸۰۔
پانی پت کی جنگ ۲ فٹ نوٹ
پداپور پر شکست ۷۵۔
پرتاب ونت (راجہ وٹھل داس) کا وار ۵۹
کے ذریعہ ۹۰، کو حکم ۹۴۔
پراسرام پنڈت وکیل ۴۲، کی خواہش ۴۸،
پنج محال ۹۶۔
پورنا ۶۰۔
پونا ۲۳، ۸۵، کی سمت میں ۸۷، کا ارادہ ۸۸،
کو روانگی ۹۳، پہنچ گئے ۹۵، تباہ ۹۶۔
پھولچری (پانڈیچری) ۱۹، ۳۲، ۳۳، کے گورنر
کا حکم ۳۷۔
پھولمری ۶۴۔
پلیری ۵۔
پیشوا (بالاجی راؤ طرفدار غازی الدین خان ۱۹
سے بغاوت ۲۲، کا ناظم ۷۸، کا بھائی ۸۰،
کا انتقال ۹۴، سے مل جانا ۹۵، کو متفق
کرلینا ۱۰۲۔

ت

تاپتی ۶۶
تاریخ خورشید جاہی ۴ فٹ نوٹ

تاریخ ریاست حیدر آباد دکن ۶۰ -

تاریخ ظفرہ ۶۲، ۶۵، ۸۱، ۸۸، صلح کے باب میں ۹۰، انزوا کے مسئلہ میں ۹۱، کا بیان ۹۹

تاریخ نظامی ۵، ۴۶ -

ترچناپلی ۲۴ -

ترک آباد ۹۵ -

تلاوت جنگ ۴ فٹ نوٹ -

تنگبھدرا ۲۶ -

توران ۶۵ فٹ نوٹ -

توزک آصفیہ ۱۰، ۱۲، ۲۷، ۴۱، سندکھیڑ کی جنگ کے متعلق ۴۶، حیدر جنگ کے قتل پر ۵۸، ۵۹، ۶۱، نظام علیخان کی روانگی پر ۶۲، ۸۵، جنگ اودگیر کے متعلق ۸۷، ۸۸ فٹ نوٹ، ۸۹، ۹۰، کا تعجب ۹۶، کا مصنف ۹۹ -

توزک والاجاہی کا بیان ۲۰، میں خط ۳۲، ۵۹، بوسی کی علیحدگی پر ۶۷ -

تیغ جنگ، جنگ اودگیر میں ۹۵ -

ٹ

ٹانڈو بچہ ۸۸ -

ٹوکہ ۹۴ -

ٹیپو سلطان سے مراسلت ۴ فٹ نوٹ، ۸۳ -

ج

جادوراؤ ۴۶ -

جارج پگٹ ۳۱، ۳۲ کا معروضہ -

جانسٹن، سفیر ۶۷ -

جانوجی (بھونسلہ) ۳۸، پر غلبہ ۴۱، کو اطلاع ۴۶ کی شرف زمین بوسی ۶۷، کی مدد ۶۸ -

جانوجی (تمباالکر) کو حکم ۹۴، کی عرض ۹۵، کے ذریعے شرائط ۹۶ -

جعفر علی خان ۲۸، سپہ سالار ۶۱ -

جلگاؤں، ۶۵ فٹ نوٹ -

جمال الدین حسین خان ۴ فٹ نوٹ ۱ -

چ

چار محل، ۳۱، کا محاصرہ ۳۴ -

چاندہ (دیوگڈھ) ۳۷، ۳۸، ۶۷، کی مہم ۶۸ -

چکل ٹھانہ میں مقام ۶۳ -

چمار کنڈ، پر معرکہ ۹۴ -

چندا صاحب (حسین دوست خان) ۹ -

چندر سین، کا بیٹا ۱، فٹ نوٹ، ۹۵ -

ح

حامد اللہ خان (مبارز الملک) وکیل مطلق ۹۱ -

حدیقۃ العالم ۶، ۸۴، ۹۰، ۹۸، ۹۹ -

حسین دوست خان (چندا صاحب) ۹، ۱۴، ۱۴ -

حشمت جنگ کو سرفرازی ۶۵ -

حضرت بندہ نواز گیسو دراز ۹۳ -

حفیظ الدین احمد، نام نظام علیخان ۵ -

حفیظ اللہ (حافظ محمد) ۶۴ -

حیات خان، کا بیان ۶۰ -

حیدر آباد کو صلابت جنگ کا آنا ۱۹، کے صوبہ دار ۲۸، کے نایب ۳۱، میں مصالحت ۳۷،

کی صوبہ داری ۱۵ جانے کی تیاری ۵۰،
میں خواجم قلی خان ۶۵ فٹ نوٹ، میں صلابت جنگ
۶۷، ۶۸، پہنچنے سے قبل ۶۹، کے اندرونی
معاملات ۷۳، پہنچا ۷۴، سے قریب ۸۰،
کو جانا ۸۱، پہنچکر انتظامات ۸۴، کو واپسی ۹۲۔
حیدر جنگ (عبدالرحمن ذوالفقار خان اسد الدولہ)
کا ہوا خواہ ۲۵، کے ذریعے ۳۱، کی چال ۳۵،
بوسی کے ساتھ ۳۷، کو خلش ۳۹، کی ملاقات
۴۴، کا سوء ظن ۴۸، کے ذریعے ۴۹، کی سازش
۵۰، نے قید کرلیا ۵۲، کی ماموری ۵۴، کا
دخل ۵۵، نظام علیخان کے دربار میں ۵۸،
کا غصہ ۵۹، کے قتل کے بعد ۶۰، کے قتل
کی اطلاع بوسی کو ۶۱، کے قتل کا انتقام ۶۲،
کے قتل کے ساتھ ہی ۶۳، ۷۰، کے قتل سے
۷۱، کی خواہش ۱۰۴، کو قتل کرنا ۱۰۵۔
حیدر یار خان (منیر الملک شیر جنگ) دیوان دکن
۷۴، سفیر صلح ۸۹، ۹۱، ۹۲۔

خ

خان بہادر صاحبہ، دختر آصف جاہ اول ۴،
خاندیس- ۶۴، کی ایک سرکار ۶۵ فٹ نوٹ،
صلح میں ۹۰۔
خجستہ بانو بیگم- دختر آصف جاہ اول ۴،
۴ فٹ نوٹ۔
خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) سے نذرانہ ۹۶۔
خداترودی بیگ ۶۔
خزانۂ عامرہ ۹۸، ۹۹۔
خلد آباد ۵۸
خواجم قلی خان موزوں (ذوالفقار الدولہ قائم جنگ)
کی لڑکی ۶۵۔
خواجہ باباخان، ۴، کی لڑکیاں ۴ فٹ نوٹ۔
خواجہ قلندر بخاری ۲۵، فٹ نوٹ۔
خوشحال بیگ اوستاد نظام علی خان ۶۔
خیر النسا بیگم دختر آصف جاہ اول ۳، ۴ فٹ نوٹ۔

د

داستان نظام علیخان ۶۴۔
دتوبا، ۵۴۔
دربار آصف، ۴ فٹ نوٹ۔
درگاہ قلی خان (موتمن الملک سالار جنگ) ۹۴۔
دکن ۱، ۷، میں آصف جاہ ۹، کی نظامت ۳۳،
میں فرانسیسیوں کی آبادی ۸۰، میں انتظام
۸۰، کی صوبہ داری ۹۸، ۱۰۰، پر قبضہ کرنے
۱۰۱، پر قابض و متصرف ۱۰۵۔
دلیر جنگ ۸۴۔
دولت آباد ۴۲، کے قلعہ میں پناہ ۴۳، کے
قلعہ کا تصفیہ ۵۱، کے قلعہ پر قبضہ ۵۲، کی
قلعہ داری پر ۵۳، کے قلعہ داری کو ۵۴، کے
قلعہ کا حصول ۵۵، کا قلعہ ۵۶، ۹۰، ۹۱،
میں پناہ ۹۴۔
دھار کا قلعدار ۶۵ فٹ نوٹ۔
دھارور ۸۵، کی طرف کوچ ۸۷، پہنچنے کا ارادہ ۸۸۔

پہنچکر ۸۹، میں ۹۴ ۔
دیوگڈھ (جائزہ) ۳۸ ۔

ڈ

ڈوبلے ۹، کو حکم ۲۱، ۲۵ فٹ نوٹ، کی واپسی ۲۵، کا تبادلہ ۲۹، کی اطلاع ۳۶ ۔
ڈی وولٹن فرانسیسی ڈاکٹر ۲۱ ۔

ذ

ذوالفقار الدولہ (قایم جنگ خواجم قلی خان) ۶۵ فٹ نوٹ ۔
ذوالفقار جنگ برادر حیدر جنگ ۸۱ ۔
ذوالفقار خان (حیدر جنگ اسد الدولہ) ۵۷ فٹ نوٹ ۔

ر

راجمندری ۷۴ ۔
راچندر ۱۰، مہالکی سے اورنگ آباد ۵۴، کا برتاؤ ۵۹، کے لشکر میں ۶۲، کے پاس وفادار خان ۶۳، کا اغوا کرنا ۹۵، کی سرکشی ۹۶ ۔
رانسے پور ۴، میں حملہ ۵۷، پر قبضہ ۶۷، میں نظام علیخان ۹۱ ۔
رتن چند (راجہ کالکا داس) ۹۱، کی نظربندی ۹۲ ۔
رکن الدولہ (لشکر خان) کی علیحدگی ۲۰، ذی اثر ہستی ۱۰۲ ۔
رگناتھ داس (ملاحظہ ہو رگھناتھ داس)
رگھناتھ داس ۱۰۲، کو توقع ۱۵، کی دیوانی ۲۲، کا تسلیم کرلینا ۱۰۳ ۔
رگھناتھ راؤ کی لوٹ ۹۲، ولی ۹۲ ۔

ز

زبردست خان کا وار ۵۹ ۔
زیب النسا بیگم محل نظام علی خان ۹۶ ۔

س

ساموڑ ۴۵ ۔
سانڈرس ۳۲ فٹ نوٹ، کو خطوط ۳۶ ۔
سادنور ۱۰، کی جنگ ۲۲، ۲۳، کا محاصرہ ۲۴، ۳۰، کی صلح ۳۱، کی جنگ میں کوشش ۳۹ ۔
سبحانی طوایف ۶۵ ۔
سداسیوراؤ بھاؤ ۸۴، پیشوا کا مختار ۸۷ ۔
سدی عنبر خان ۶۷ ۔
سراج الدولہ، ناظم بنگالہ ۳۳ ۔
سرکاران شمالی میں شکست ۲۵ فٹ نوٹ، میں انگریز ۲۷، ۲۸، فوج کی تنخواہ میں ۲۴، کا موقع ۵۴، کی حفاظت ۴۷، کے زمیندار ۵۰ فٹ نوٹ، میں یورپی تفریق ۶ فٹ نوٹ، سے اثر زایل ہونا ۷۶، میں عدم اعانت ۷۹، کی طرف توجہ ۸۰، کا انتظام ۹۱ ۔
سعد اللہ خان ۱ ۔
سلطانجی تمبالکر ۹۵، کی غرض ۹۵، کے ذریعے شرایط ۹۶ ۔
سمرقند ۱ ۔
سندکھیڑ ۴۳ فٹ نوٹ ۵۴، ۷۴، کی جنگ کی وجہ سے افواج ۹۳، کی جنگ کا آغاز ۱۰۴، ۱۰۵

سوریا پیٹھ ۸۰ ۔

سوریا راؤ کی سرکشی ۸۴ ۔

سہراب جنگ (اعظم الامراء ارسطو جاہ مشیر الملک معین الدولہ غلام سید خاں) ۴۴، کی حیدر جنگ سے گفتگو ۵۰، کا وار ۵۹، سفیر ۶۶، کی واپسی ۶۷، کی رائے ۶۸، کی رائے ۶۸، کی روانگی ۸۴، جنگ اودگیر میں ۸۵، صلح میں ۹۰ ۔

سیادت خاں، قلعدار ۹۳ ۔

سید حسین، پیرزادے ۵ ۔

سید سلیمان ۵ ۔

سید محمد خان (امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ وظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳، کی تخت نشینی ۱۴ ۔

سیف الدولہ کو حکم ۹۴ ۔

سیکاکول، کا حساب ۷۴، کے زمیندار ۷۵ ۔

ش

شاہ تجلی، صاحب توزک آصفیہ ۹۹ ۔

شاہجہاں ۱ ۔

شاہ عالم ۱۰۰ ۔

شاہ محمود ۴۲ ۔

شاہنواز خاں (صمصام الملک صمصام الدولہ میر عبد الرزاق) ۲۲، کی خواہش ۲۳، کی کوشش ۲۴، باعث برطرفی فرانسیسیاں ۲۷، مخالف فرانسیسیاں ۲۸، کے خیال کی توجیہ ۲۹، کا احوال ۳۰، کے دوست ۳۱، کا اتفاق ۳۴، ۳۵، کا منصوبہ ۳۶، مدار المہام ۳۷، کی سعی ۳۹، کی چال ۴۱، پر ہنگامہ ۴۲، کا اندیشہ ۴۳، کے بعد سے ۴۴، کے ذریعے ۴۷، کی غرض ۴۸، پر نگرانی ۴۹، کی سازش ۵۰، کا تصفیہ ۵۱، کی نظر بندی ۵۲، کا طرفدار ۵۳، کی جنبہ داری ۵۴، کا قتل ۵۵، کا قتل ۶۱ و ۶۲ و ۶۴ و کی حویلی ۸۱، کے عہد دیوانی میں ۸۴، کے بیٹے ۹۳، ذی اثر ہستی ۱۰۲، کا عندیہ ۱۰۳، کا طرفدار ۱۰۴، قید ۱۰۵ ۔

شجاع الدولہ (شجاع الملک بسالت جنگ میر محمد شریف خاں) فرزند آصف جاہ اول ۳ ۔

شجاع الملک (شجاع الدولہ بسالت جنگ میر محمد شریف خان) فرزند آصف جاہ اول ۳، ۴۳ ۔

شمس الدین ۶۴ ۔

شوکت جنگ (معین خان) دیوان خانگی ۴۷، کی شہادت ۸۸ ۔

شہاب الدین فرزند عابد خاں ۱ ۔

شہسوار جنگ کا وار ۵۹ ۔

شیخ محمد جعفر، استاد نظام علی خان ۶ ۔

شیخ محمد جمیل، استاد نظام علی خان ۶ ۔

شیخ محمد جنید، ۸ فٹ نوٹ ۔

شیخ جنید بغدادی، ۸ فٹ نوٹ ۔

شیخ علی خان، اتالیق نظام علی خان ۸ ۔

شیر جنگ (نیر الملک حیدر یار خان) کی رائے
۱۴، دیوان دکن ۸۷، سفیر صلح ۸۹، ۹۰،
۹۱، کا استعفاء ۹۳۔

ص

صدر الدین خاں، کو سرفرازی ۶۵۔
صف شکن خاں (مجاہد جنگ) ۶۸۔
صلابت جنگ (امیر الممالک آصف الدولہ
سید محمد خاں ظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اول
۳، کا عہد ۸ فٹ نوٹ، معرکہ میں ۱۱، ۱۳،
کی تخت نشینی ۱۴، کے بڑے بھائی ۱۵، کی
طرفداری ۱۶، ۱۸، کو غازی الدین خاں
کی آمد کی اطلاع ۱۹، کی والدہ ۲۰، کی مخالفت
۲۱، کے مخالف ۲۲، کے زیر حکومت ۲۳،
کی فرانسیسی فوج ۲۴، کو صلح پر رضامند کرنا
۲۴، کا عہد نامہ ۲۵ فٹ نوٹ، کو اطلاع ۲۵،
پر مستولی ۲۶، سے پیشوا کا اظہار ۲۷، کی
ملازمت میں فرانسیسی فوج ۲۸، سے مراسلت
۲۹، ۳۰، کے ساتھ ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴،
کا یقین ۳۶، کے بھائی ۳۷، کے عہد میں
فرانسیسی ۳۹، سے مطالبہ ۴۰، کے خلاف
منصوبہ ۴۱، کے سپاہی ۴۳، سے ملاقات
۴۴، کی اجازت ۴۵، کی فوج ۴۸، کی ذاتی
تحریک ۴۹، کے محل کے قریب واقعہ ۵۰،
کا فرمان ۵۱، رابعہ دورانی کے مقبرہ میں ۵۲،
کی فوج سے قریب تر ۵۴، کے قبضہ میں ۵۵،
کے منشاء پر ۵۷، کی خلد آباد روانگی ۵۸، کی
فوج کے سپہ سالار ۶۱، کی طرفداری ۶۵،
کے عہد میں خواجم قلی خاں کو خطاب ۶۵ فٹ نوٹ،
کی مراسلت ۶۶، کے پاس نظام علی خاں ۶۷،
کی طرف دستہ فوج ۷۰، کے خلاف بے چینی ۷۱،
۷۲، کو خط ۷۳، عبور گوداوری ۷۴، کا ان
فلان کی استدعا پر ۷۵، اصلی رئیس ۷۶،
کے دربار کی معلومات ۷۷، کی منظوری درخواست
صلح پر ۷۸، کی تاخیر ملک میں ۷۹، کے پاس
سے واپس طلبی ۸۰، کا حیدرآباد جانا ۸۱،
کا معاہدہ ۸۳، کے ساتھ نظام علی خاں ۸۴،
پر کامیاب ۸۷، جنگ سے بیدل ۸۹، کے
منشاء پر ۹۰، تحمل کرتے ۹۱، کا تلون ۹۲، کی
جنوب میں روانگی ۹۳، کی حفاظت ۹۵،
کا تلون ۹۶، کی کنارہ کشی ۹۷، کے تلون کا اثر
۹۹، کا غلط تصور ۱۰۱، کے طرفدار ۱۰۲، کی
صلح پوشی سے ۱۰۳، کا خزانہ خالی ۱۰۴،
کا دکن کی طرف چلا جانا ۱۰۵، کو زہر دیا جانا ۱۰۶،
صمصام الدولہ (صمصام الملک شاہنواز خاں
میر عبد الرزاق) ۱۰ فٹ نوٹ، ۲۳، پر تقاضا
۴۰، کا اکسانا ۴۱، کی سوجھ ۴۲، کا قلعہ سے
نکلنا ۴۴، مصنف مآثر الامراء ۹۸، ذی اثر
ہستی ۱۰۲۔
صمصام الملک (صمصام الدولہ شاہنواز خاں
میر عبد الرزاق) ۲۲،

صمصام الملک (صاحبزادہ) کے نبیرے ۴ فٹ نوٹ

صمصام الملک (عبدالحی خاں) فرزند شاہنواز خاں صمصام الملک ۹۴ ۔

ظ

ظفر جنگ (ملاحظہ ہو صلابت جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳ ،

ع

عابد خاں ، آصف جاہ کے دادا ۱ ۔

عاقل خاں ، کی حویلی ۸۱ ،

عالم آرا بیگم ، کا باغ ۶۴ ۔

عالم شیخ ، ۱ ۔

عالمگیر ، ۱ ، کی فتح ۸ فٹ نوٹ ، کے پاس سفیر ۶۵ فٹ نوٹ ۔

عبدالحکیم خاں ، ۲۲ ، سے اتحاد ۲۳ ۔

عبدالحی خاں (صمصام الملک) دیوان ۹۴ ۔

عبدالرحمٰن (ذوالفقار خاں حیدر جنگ اسد اللہ) ۲۵ فٹ نوٹ ۔

عبدالشہید خاں فرزند عضد الدولہ ۶۸ ، کو سولی ۸۴ ۔

عبدالقادر ، فرزند شیخ علی خان ۸ فٹ نوٹ ۔

عبداللہ ، شیخ ، ۶۴ ۔

عبدالغنی ، فرزند شاہنواز خاں ۶۲ ۔

عثمان علی خان بہادر (آصف جاہ سابع) کا فرمان ۲ ۔

عضد الدولہ ، ۶۸ ۔

علی ، نام نظام علی خاں ۵ ۔

علی اکبر ، کی سرفرازی ۶۵ ۔

عمدۃ الملک (ملاحظہ ہو موسیٰ بوسی) ۲۶ ۔

عمدہ بیگم زوجہ آصف جاہ اوّل ۵ ، کی آرزو ۲۱ ، والدہ نظام علی خاں ۶۶ ۔

غ

غازی الدین خاں فیروز جنگ ، فرزند عابد خاں ، ۱ ۔

غازی الدین خاں (فیروز جنگ میر محمد پناہ) فرزند آصف جاہ اوّل ۳ ، ۱۵ ، کو اطلاع ۱۶ ، ناظم دکن ۱۷ ، کا حصول فرمان ۱۸ ، کی آمد ۲۰ ، کا زہر سے مرنا ۲۱ ، کی رغبت عمداً ۲۲ ، کو ہلاک ۳۲ ، ۳۳ ، ۲ ، کی یافتح آمد ۱۰۱ ، سے باز رہنا ۱۰۲ ۔

غلام سیّد خاں (سہراب جنگ معین الدولہ مختار الملک ارسطو جاہ اعظم الامراء) ۴۴ ۔

غلام علی (آزاد بلگرامی) ۳۰ ، ۳۵ ، ہنگامہ میں ۴۲ ، شاہنواز خاں کی استمالت میں ۴۴ ، ذی اثر ہستی ۱۰۲ ۔

ف

فتح میدان (واقع اورنگ آباد) ۴۳ ۔

فورڈ (کرنل) ۲۵ فٹ نوٹ ، کے قاصد ۹۷ ، کا حکم ۷ ، کی صلابت جنگ سے ملاقات ۸ ، کو ذات جاگیر کی درخواست پر ۸۳ ۔

فیروز جنگ (غازی الدین خاں) فرزند عابد خاں ۱ ،

فیروز جنگ (میر محمد پناہ غازی الدین خاں آصف الدولہ) فرزند آصف جاہ اول ۳، سے ملنا ۱۰۲۔

ق

قادر خان ۶۷۔
قایم جنگ (ذوالفقار الدولہ خواجم قلی خاں موزون) ۶۵ فٹ نوٹ۔
قطب الدولہ (محمد انور خاں) ۶۴۔
قلیچ خاں، آصف جاہ کے دادا ۱۔
قمر الدین خاں (آصف جاہ اول) کے جد اعلیٰ ۱۔
قمقام جنگ، کا حملہ ۵۹۔
قوی جنگ، ۸۴۔

ک

کالکا داس (راجہ رتن چند) ۹۱۔
کالی بیگم دختر آصف جاہ اول، ۴۔
کان فلاں، کے ذریعے خط ۳، کو قبضہ ۴، ۷، کی استدعا ۵، مطیع انگریزاں ۷۷۔
کرشنا (دریا) ۸۷۔
کرناٹک، میں مظفر جنگ ۹، کے نواب ۱۶، کے نواب کا خط ۱۷، ۱۸، کے نواب نایب ۱۸، کی فوجداری کا دعویدار ۱۸، کی ابتری ۱۹، میں فرانسیسی ۲۸، کی حکومت ۲۹، کے نواب کے ذریعے ۳۱، کے نواب کی طرف سے ۳۲، کو جواب ۳۳، میں بوسی ۵۵، کی جنگ میں ۷۲،
کارخ ۸۰۔
کرنول ۱۰، کا سردار ۱۱۔
کڑپہ، ۱۰۱۔
کلائیو (لارڈ) کی مراسلت ۷۲۔
کلیانی، ۴ فٹ نوٹ۔
کمال النسا بیگم ۴ فٹ نوٹ۔
کنداویر، ۸۶۔

گ

گرانڈیا، کو ایا ۶۶، ۶۷، فوج کی روانگی ۶۸۔
گردھاری لال احقر، ۴۳۔
گلبرگہ، ۹۳۔
گلزار آصفیہ، کا بیان تخت نشینی کی نسبت ۱۴، حیدر جنگ کے قتل پر ۶۰، کے مصنف کے والد ۶۱۔
گنجام، ۵، فٹ نوٹ۔
گوتی، ۲۳۔
گوداوری (دریا) ۴۶، ۴۷، ۴۸، تک ۷۳، کو عبور کرکے ۷۴، کے پار ۷۶۔
گوڈے ہو (فرانسیسی گورنر) ۲۸، ۳۲، فٹ نوٹ
گوشہ محل، میں قیام ۹۲، ۹۳۔
گولکنڈہ کا محاصرہ ۱، کا خزانہ ۱۶، کے قریب فرانسیسی فوج ۲۵ فٹ نوٹ، کا خزانہ ۴۴، پہنچادے ۱۷۔
گھوڑندی ۹۵۔

ل

لالی موسیٰ (گورنر پانڈیچری) ۳۲، کا خط ۷، کو مراسلت ۷۲، کی تحریر سے ۷۳، کا حکم ۷۴،

کا عناد ۸۰ ۔

لشکر خان (رکن الدولہ) کی علیحدگی ۲۰، کی دیوانی ۳۲، فرانسیسیوں کے خلاف ۳۶، ذی اثر ہستی ۱۰۲ ۔

لچھمنا (ترجمان موسیٰ بوسی) ۶۱، ۶۲، ۶۳ ۔

لچھمی نارائن شفیق کا بیان ۴۱، ۴۲ ۔

لیری ۔ موسیٰ (ملاحظہ ہو لالی ۔ موسیٰ) ۳۲، ۳۳ ۔

م

مآثر آصفی ۴۱، حیدر جنگ کے قتل پر ۵۹، ۹۰، ۹۸ ۔

مآثر الامرا ۹۸، ۹۹ ۔

مادھو راؤ ۔ پیشوا ۹۴ ۔

مالوہ کا فوجدار ۵، ۶ فٹ نوٹ ۔

مانڈو ۵، ۶ فٹ نوٹ ۔

ماہور ۶۸، ۶۹ ۔

مبارز الملک (حامد اللہ خاں) وکیل مطلق ۹۱، کے سپرد ۹۲ ۔

مُبارز خاں، کی جنگ ۶۵ فٹ نوٹ، کے بیٹے ۹۱ ۔

متوسل خاں، داماد آصف جاہ اول ۲ ۔

مجاہد جنگ (صف شکن خان) ۶۸ ۔

مچھلی بندر (مچھلی پٹن) کو روانگی ۳۰ ۔

مچھلی پٹن (مچھلی بندر) کی فوجداری ۵، ۶ فٹ نوٹ کو روانگی اور طلب مدد ۳۰، ۳۷، میں بوسی ۴۷، کی حفاظت ۴۷، آئین ۵۷، سے قریب ۶۷، کے قلعہ پر گولہ باری ۷۷، انگریزوں کے

انعام میں ۷۸، سے واپسی ۸۰، مابین معاہدہ ۸۳ ۔

محمد آباد (ملاحظہ ہو بیدر)

محمد بہادر (ہمت بہادر خاں) ۱۲ ۔

محمد پناہ ۔ میر (غازی الدین خان فیروز جنگ آصف الدولہ) فرزند آصف جاہ اول ۳،

محمد حسین (یمین الدولہ) صوبہ دار حیدر آباد ۱۳، کو خط ۲۸، کی کوشش ۳۱، کی گرفتاری ۵۲، ۵۴، کا قتل ۶۱، ۶۲ ۔

محمد شریف خاں ۔ میر (شجاع الملک شجاع الدولہ بسالت جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳ ۔

محمد علی ۔ نام نظام علی خاں ۵ ۔

محمد علی خاں، کا موسومہ خط ۱۷، فوجدار کرناٹک ۱۸، طرفدار غازی الدین خاں ۱۹، کی رضامندی پیشکش پر ۲۸، سے مصالحت ۲۹ ۔

محمد نگر (گولکنڈہ) کے قلعہ میں ۸۴ ۔

محسنہ بیگم دختر آصف جاہ اول ۴، ۴ فٹ نوٹ ۔

مدراس، میں انگریز ۲۷ ۔

مراد خاں ۹۵ ۔

مراری راؤ گھوڑپڑے، حاکم گوتی ۲۲، کی تادیب ۲۳، کی خدمات ۲۴، ۲۶، کی علیحدگی ۲۹،

مظفر جنگ (ہدایت محی الدین خاں) نبیسہ آصف جاہ اول ۳، کی والدہ ۴ فٹ نوٹ، کا انحراف ۹، ناصر جنگ کی شہادت کے باعث ۱۰، عدم ایفائے عہد ۱۱، پر حملہ ۱۲، کا ادبار ۱۳

کی جانشینی ۱۴، کے بعد ۱۵، کی فرانسیسی فوج ۲۵ فٹ نوٹ، کا انحراف ۱۰۱، کی سرپرستی میں ۱۰۳ -

مظفر خاں، گارڈی ۱۰، ۲۳ -

معتضد الدولہ (ہمایوں جاہ ناصر الملک میر مغل علی خاں) فرزند آصف جاہ اول ۳ -

معین الدین حسین خاں ۴، فٹ نوٹ -

معین خاں (شوکت جنگ) ۳۱، کارکنان ۸۸ -

مغل علی خاں - میر - (ہمایوں جاہ ناصر الملک معتضد الدولہ ہمایوں جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳، ۹۲، مرہٹوں میں ۹۵، کو ورغلانا ۹۶ -

مقتدا خاں، قلعدار ۹۳ -

مکرمہ بانو بیگم دختر آصف جاہ اول ۴ -

ممتاز الامراء، نبیرہ آصف جاہ اول ۴ فٹ نوٹ -

منسا رام ہنگامہ میں ۴۲ -

منیر الملک (حیدر یار خاں شیر جنگ) صلح میں ۹۰ -

موتمن الملک (درگاہ قلی خاں سالار جنگ) ۹۴ -

موراسین - موسیٰ کے ساتھ شریک ۴، ۷ -

موزوں (خواجم قلی خاں) ۶۵ فٹ نوٹ -

موسیٰ بوسی (ملاحظہ ہو بوسی - موسیٰ)

موسیٰ بھیوسی (ملاحظہ ہو بوسی - موسیٰ) ۱۰ -

موسیٰ کان فلان (ملاحظہ ہو کان فلان بوسی)

موسیٰ لالی (ملاحظہ ہو لالی - موسیٰ)

موسیٰ لیری (ملاحظہ ہو لیری - موسیٰ)

موسیٰ موراسین (ملاحظہ ہو موراسین موسیٰ)

موسیٰ تاریخ (ملاحظہ ہو تاریخ موسیٰ)

موہیری - ۵، فٹ نوٹ -

مھالگی - ۱ فٹ نوٹ، سے راجہ چندر ۵، ۴ -

مہ بانو بیگم - دختر آصف جاہ اول ۴، ۴ فٹ نوٹ -

میالیسن، کا بیان ۲۰/۲۱، ۲۶ -

میدک، ۹۲ -

میر احمد خاں (نظام الدولہ ناصر جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳ -

میر کلان خاں داماد آصف جاہ اول ۴ -

میر عالم ۹۸ -

میسور - ۴ فٹ نوٹ، ۲۹ -

میمو ارپور بوسی، ۲۵ فٹ نوٹ -

ن

نادر شاہ، کا حملہ ۲، ۷ -

نارائن دیو، ۵، فٹ نوٹ، کی فرانسیسیوں سے علیحدگی ۷، فرانسیسیوں کا مخالف ۹ -

تاریخ موسیٰ کی ملازمت ۸۳ -

ناصر الملک (میر مغل علی خاں ہمایوں جاہ) فرزند آصف جاہ اول ۳، ۹۲، مرہٹوں میں ۹۵، کا خیال ۹۶،

ناصر جنگ شہید (نظام الدولہ میر احمد خاں) فرزند آصف جاہ اول ۳، کا انحراف ۷، قایم مقام ۹، کی شہادت ۱۰، کی تخت نشینی ۱۵، کی شہادت کی بانی مبانی قوم ۱۶، ۱۷، ۱۸ کے

بھائی ۳۲، ۳۳، کے عہد میں خواجم قلی خاں
۶۵ فٹ نوٹ، کا قاتل ۷۳، سے انحراف ۱۰۱،
کی سرپرستی میں ۱۰۳ -

ناگپور، ۶۶ -

نانڈڑ کی صوبہ داری ۸ فٹ نوٹ، ۹۲ -

نتھڑ نگر، ۱۷۰ -

نجیب الدولہ (شیخ علی خاں) اتالیق نظام علیخاں ۵۰ -

نرمل، ۶۸، ۶۹، کا زمیندار ۸۴ -

نذرلے، ۶۵ فٹ نوٹ -

نظام الدولہ (ناصر جنگ شہید میر احمد خاں)
فرزند آصف جاہ اول ۳ -

نظام الملک (آصف جاہ اول میر قمرالدین خاں)
کی رفاقت ۸ فٹ نوٹ، کے فرزند ۵ -

نظام الملک (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام علیخاں
آصف جاہ ثانی) فرزند آصف جاہ اول ۳ -

نظام پٹن ۸۰ -

نظام علیخاں میر (نظام الملک نظام الدولہ
اسد جنگ آصف جاہ ثانی) کے والد ۱، فرزند
آصف جاہ اول ۳، کی صاحبزادگی ۴ فٹ نوٹ،
کی نام رکھائی ۵، کی تعلیم ۶، کی تحریر ۷، کے
نام پر فتح ۸، ہم سفر ناصر جنگ ۹، ناصر جنگ کی
شہادت کے بعد ۱۰، معرکہ میں ۱۱، قتل ہمایوں
خاں میں ۱۳، کی رائے تخت نشینی پر ۱۴، کی
طرفداری ۱۵، کے خلاف ۱۶، کی والدہ ۲۰،
۲۱، کا ذکر ۲۲، کا خطاب و خدمت ۲۷،
کی روانگی برار کو ۳۱، سے مفاہمت ۳۳، ۳۴،
سازش کے بانی ۳۵، ذی اقتدار ۳۷، ۳۸،
کا حصول اقتدار ۳۹، کا غلبہ ۴۱، کی روانگی
اورنگ آباد کو ۴۲، ایلچپور سے اورنگ آباد
میں ۴۳، کا اکسانا ۴۴، کا سندکھیڑ پہنچنا ۴۵،
تعاقب میں ۴۶، کی فوج ۴۷، کی رضامندی
۴۸، کو مدد ۴۹، کو اطلاع ۵۰، کی ماموری ۵۱،
پر سختی ۵۲، پر اثر ۵۴، کی سعی ۵۵، کا تصور
۵۶، کی تدبیر ۵۷، کا دربار ۵۸، کا نکل جانا
۵۹، کی فراہمی ۶۱، کی مزاحمت ۶۳، کا راستہ
۶۴، کا قیام ۶۵، کی مزاحمت ۶۶، صلابت جنگ
کے پاس ۶۷، سے ناخوش ۶۸، کی دست رس
۷۰، کا سہل النقل ہونا ۷۱، سے سمجھوتہ ۷۲،
کا حیدرآباد آنا ۷۷، سے استمداد ۷۹، حیدرآباد
میں ۸۰، سے ملتے ۸۱، کا انتظام ۸۲، کے عہد
حکومت میں ۸۳، حیدرآباد پہنچکر ۸۴، کی پیش قدمی
۸۵، کی فوج ۸۷، اعراض ۸۸، ۸۹، کے خلاف
منشا ۹۰، کا انتظام سرکاران شمالی میں ۹۱،
کو اجازت ۹۲، کی روانگی ۹۳، ۹۴، بیٹنے علیحدہ
ہونے پر آمادہ ۹۵، کی خبرداری ۹۶، پر منتقلی
ریاست ۹۷، فرمان شاہی سے ۹۸، ۹۹، آصفجاہ
اول کے صاحبزادے ۱۰۱، کی ماموری ۱۰۲،
کے موافق صورت ۱۰۳، کی ہردل عزیزی ۱۰۴،
کی جولانی ۱۰۵، کی خوشنودی خاطر ۱۰۶ -

نقشبندی خان، ۹۷ -

نگارستان آصفی، ۴ فٹ نوٹ۔
نلدرگ، کا قلعہ ۴۶۔
نمبالکر، ۵۴۔

و

واحد علی خاں، اتالیق نظام علی خاں ۳۱، کے ذریعے ۴۴۔
واقعات جدا شدن فرنگ ۲۳، صلح کے از خدمت سید محمد خاں ظفر جنگ متعلق ۲۴، باہمی مفاہمت کے متعلق ۲۶، میں صلح ۳۰۔
واکل نیر، ۸۔
والا جاہ (نواب کرناٹک) ۱۲، کی معرفت ۲، کی مراسلت ۲۷۔
وٹھل داس (پرتاب ونت راجہ) ۶۵، مویلہ ۶۷، سے سرتابی ۸۲۔
وجے رام راؤ، راجہ وزیانگرم ۵، فٹ نوٹ، کی مخالفت ۶، فٹ نوٹ۔
وزیانگرم (جے نگر) ۵، کا راجہ ۵، فٹ نوٹ۔
وزیگا پٹم، ۵۔
وسواس راؤ، فرزند بالاجی راؤ پیشوا ۱۴، ۵۴، کی حضوری ۴۶، کے تحت فوج ۴۷، ۴۸، ۹۱۔
وفادار خاں (اعتضاد الدولہ شمشیر جنگ) راجندر کے پاس ۶۳۔
ونایک داس ۹۵۔
وینکٹ راؤ ۴۵۔

ھ

ہدایت محی الدین خاں (مظفر جنگ) نبیرہ آصف جاہ اول ۳۔
ہمایوں جنگ (ناصر الملک میر مغل علی خاں معتضد الدولہ ہمایوں جاہ) فرزند آصف جاہ اول ۳۔
ہمت بہادر خاں (محمد بہادر) ۱۱، قتل مظفر جنگ میں ۱۲۔
ہند (ہندوستان) ۸۰۔
ہندوستان (ہند) ۱، ۲۵، فٹ نوٹ، کا فساد ۲، ۳، ۲۷، میں اثر ۸۰، میں حملہ کی تیاریاں ۸۵۔
ہنمنت راؤ ۴۶۔

ی

یمین الدولہ (محمد حسین خاں) صوبہ دار ۱۳، کو خط ۲۰۔

اِشاریّہ

نظام علی خاں

حصّۂ دوّم

الف

آرتھر ویلزلی۔ کرنل (لارڈ ولنگٹن)) کی فوج سے الحاق ۲۱۳، رکن کمیٹی تقسیم میسور ۲۱۹۔

آرکاٹ، سے عزیمت ۱۹، کا مالک ۲۱، پہنچنے پر ۲۳، چھوڑ کر ۲۹، کے صوبہ دار کی تنبیہ ۴۹، سے ضروریات ۵۰، کی نوابی ۵۴، کا نواب ۵۶، میں داخل ۵۷۔

ارمی۔ رابرٹ، مورخ ۲۰/۲۱۔

آزاد بلگرامی (میر غلام علی) کا بیان ۲، عہد کے بڑے مورخ ۳۔

آصف جاہ اوّل کی اولاد میں ۱۱۱، کی تعمیر کردہ عمارت ۲۳۳۔

آصف جاہ ثانی (نظام علیخان نظام الملک نظام الدولہ اسد جنگ) ۲ فٹ نوٹ، کے عہد میں ۱۷، رضامند ۷۷، کے اسناد ۸۰/۸۱، صوبہ دار دکن ۱۶۳، کے تفویض ۱۶۵/۱۹۹۔

آصفیہ ریاست میں اثرات ۲۱۱۔

آئینہ محل (واقع نرمل) میں گرفتاری ۱۳۰۔

ابراہیم باغ (واقع نرمل) ۱۳۹، کی عمارتوں کا انہدام ۱۴۳۔

ابراہیم بیگ خاں دھونسہ (مبارز الملک ظفر الدولہ ضابط جنگ) شرائط صلح میں ۸۲، مہم میں ۸۸، کو خطاب ۸۹، کے بھائی ۹۷، مہم پر ۱۰۵، کا وکیل ۱۲۱، کے خیالات ۱۲۲، کا مرض ۱۲۸، کے انتقال پر ۱۳۰، کا تیار کردہ باغ ۱۲۹، کے فرزند ۲۳۳۔

ابراہیم خاں جمعدار ۱۰۶۔

ابراہیم عادل شاہ ۲۸ فٹ نوٹ۔

ابو الفتح خاں (تیغ جنگ شمس الدولہ) کے ہم زلف ۱۳۲۔

ابو القاسم میر (میر عالم) سفیر ۱۵۳، سے گفتگو ۱۵۵، کی صداقت و خیر خواہی ۱۵۵۔

ابو تراب خان ہمرکاب میر عالم ۲۱۳۔

ابو میاں مہدوی مقابلے پر ۱۳۲، کا جنگ میں کام آنا ۱۳۲

اپا بلونت راؤ ۱۴۶۔

اچھاپور ۷۷ ۔
احتشام الدولہ (دلاور جنگ کپتان جان کناوے) کی معرفت ۱۶۲ ۔
احتشام جنگ (موسیٰ خان رکن الدولہ) کی حالت ۱۱۱ ۔
احتشام جنگ (ظفر الدولہ فرخ میرزا خان) فرزند مبارز الملک ۱۲۸، کی قایم مقامی ۱۳۰، خطاب ۱۳۱، کو نمک حرامی کی اطلاع ۱۳۱، بذات خود معاملات میں ۱۳۲، کی فوج کو ہزیمت ۱۳۳، کی فوج کا فرار ۱۳۴، عبور کے موقع پر ۱۳۵، کا انکار ۱۳۶، کو اطلاع ۱۳۸، کی والدہ کا عریضہ ۱۳۹، کی باریابی ۱۳۹، صوبہ دار ۱۴۰، کی ماموری ۲۲۳ ۔
احمد نگر، اور پونہ کے مابین ۳، سے قریب مقام ۴، سندھیہ کو ۱۹۷ ۔
ادھونی (امتیاز گڈھ) کی جانب ۱۷، کو روانگی ۱۸، کو واپسی ۲۰، ۲۴، کو روانگی ۲۷، کی مہم ۲۸، سے روانگی ۴۰، افٹ نوٹ، پر حملہ کا گمان ۱۲۶، کی سمت ۱۴۸، کا محاصرہ ۱۴۹، سے تعاقب ۱۵۰ ۔
ارسطو جاہ (اعظم الامراء مشیر الملک معین الدولہ سہراب جنگ غلام سید خان) کو حکم ۱۳۹، ٹیپو سلطان کے مقابلہ پر ۱۴۹، کی پسپائی ۱۵۰، کے احکام ۱۵۱، کی تحریک پر ۱۵۲، کے ذریعہ جشن ۱۵۶، کا زخمی ہونا ۱۵۷، کی نذر ۱۵۰، کی سند کلامی ۱۷۶، کو تردد ۱۷۷، کی مخالفت ۱۸۱، مرہٹوں کے حوالے ۱۸۲، کے غیاب میں ۱۸۵، کی پونہ سے واپسی ۱۸۸، کو اطلاع ۱۹۰، کی قیام گاہ پر سندھیہ ۱۹۲، کو لانے کے لئے ۱۹۳، سے مطالبہ ۱۹۳، سے سلسلہ جنبانی ۱۹۵، کا حکم ۱۹۷، کا بگڑنا ۱۹۸، کے تحت فوج ۱۹۸، کا ایک اور عہد نامہ طے کرنا ۱۹۹، کو ترغیب ۲۰۵، کے مسایل ۲۰۶، کی واپسی کے بعد خدمت ۲۰۷، کی مفاہمت کمپنی سے ۲۰۸، سے بالمشافہ اقرار ۲۱۱، سپہ سالار ۲۱۲، کا میر عالم کو ہموار کرنا ۲۱۳، کا خیال ٹیپو سلطان کی شہادت کی نسبت ۲۱۶، کو سو ظنی کا امکان ۲۱۹، سے حصول منظوری ۲۱۹، کو تجویز تقسیم کی اطلاع ۲۲۱، کا ارادہ ۲۲۲، کے منشاء کے مطابق ۲۲۳، کے اعمال پر تنقیدی نظر ۲۲۴، کی تجویز ۲۳۳ ۔
ارسلان جنگ، رکن الدولہ کے بھائی ۸۹ ۔
ارل کورنوالس کا خط ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۳، کے پاس ۱۶۵، قریب تر ۱۶۹، کی فوج ۱۷۰، کو خط ۱۷۰، کے شرایط صلح ۱۷۱، کی واپسی ۱۷۳، کا نظام پیشوا سے معاہدہ ۱۷۴ ۔
اسٹوارٹ میجر، سے مقابلہ ۲۱۵ ۔
اسد علی خاں، دیوان مہابت جنگ ۱۴۹، کا رسالہ ۱۷۹، کا رسالہ منہدم ۱۸۰، ۱۹۴ ۔
اسمٰعیل خاں ایلچپوری ۶۸، ایلچپور میں ۱۱۵، مشوش ۱۱۶، کا فرزند ۱۸۰ ۔
اسمتھ جنرل، ۱۵۰، کو خطوط ۱۵۰، کے منصوبے ۱۵۲ ۔
اسمتھ کرنل جوسف، سفیر ۴۳، کو منعیت ۴۸، کی رسد ۵۷، کی روانگی ۵۸، ۶۲، کی فوج کا الحاق ۶۴، قلب پر ۶۹ ۔
اسیر گڑھ، ۴ ۔

اعتصام الملک کا بیان ۱۰۸ ۔
اعتقاد الدولہ (شمشیر جنگ محمد وفادار خاں) کی حمایت ۸۶، کو حکم منادی ۱۴۴ ۔
اعظم الامراء (ارسطو جاہ شیر الملک معین الدولہ سہراب جنگ غلام سید خاں) کو حکم ۱۳۹، رکاب میں ۱۹۹، کا طے منازل ۱۷۳، سے اخفا کی ہدایت ۲۰۰، سپہ سالار ۲۱۲، کو شکایات ۲۲۳، کے اعمال ۲۲۴ ۔
اعظم جاہ (والا شان نواب میر حمایت علی خاں ولی عہد) ۹۲، ۹۳
افضل گنج کا پل ۹۱، کی مسجد ۹۲ ۔
افغانستان ۲۰۱ ۔
اکبر جاہ ۔ بازار ۹۱۰ ۔
الف خاں ۔ نواب کرنول ۱۸۰ ۔
امام علی خاں (برہان الدولہ) قلعدار ۱۳۹ ۔
امان اللہ خاں، مقابلے پر ۱۳۲، جنگ میں کام آجانا ۱۳۳ ۔
امتیاز الدولہ (ممتاز الامراء) کی صلاح ۱۸۶، کے ذریعہ ریشہ دوانی ۲۱۱ ۔
امجد الدولہ، کمک پر ۱۳۳ ۔
امرت راؤ متبنیٰ ۸۴، ۹۹، فرزند رگھناتھ راؤ ۱۹۰
امیر بیگ خاں ۹۷ ۔
انبور گڈھ، قلعہ ۸۶، میں انگریزی فوج ۶۹ ۔
اندازۂ واقعات دکن، کا بیان صلابت جنگ کی ہلاکت پر ۲۵ ۔
اندول میں قیام ۱۲۹ ۔
انندی بائی، زوجۂ رگھناتھ راؤ ۹۵ ۔
انندی راؤ ۶۰ ۔
انڈرورڈ کیپٹن (ملاحظہ ہو ریڈ انڈر وڈ کیپٹن)
انگلستان، کی حکومت ۱۴۲، کے بادشاہ کے تحفے ۱۴۷، کے بادشاہ کے احکام ۱۵۵، ۲۰۱ ۔
انور الدین خاں، نواب کرناٹک ۲۰ فٹ نوٹ ۔
اودگیر، کی جنگ ۲۳، کی صلح ۲۴، کی جنگ کے بعد ۳۱، کو روانگی ۱۴۰، پر سے ۱۴۸ ۔
اودھ کے نواب ۸۵ ۔
اوڈ، لفٹننٹ کرنل سے ملنا ۵۸، ۶۲، کی فوج سے الحاق ۶۳، ۶۴، قلب پر ۶۹ ۔
اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) سے نکلنا ۲، سے روانگی ۳، کا محاصرہ ۶، میں اقامت ۸، کو روانگی ۹، ۱۳، صلح کے بعد ۱۷، سے نکلنا ۲۵، پہنچ جانا ۲۶، کی صوبہ داری ۳۲، کی طرح ۹۰، ۱۰۳، کو روانگی ۱۰۴، کو کوچ ۱۸۸ ۔
اولد محمد خان ذکا کا مادۂ تاریخ ۷ ۔
اولی مسٹر ۸۲، ۸۳ ۔
ایاکوٹہ ۱۶۷ فٹ نوٹ ۔
ایت گیر (یادگیر) کو روانگی ۱۴۵، کے قلعہ کی سیر ۱۴۶، کے عہدنامہ کی تکمیل ۱۴۶، کے عہدنامہ کے بعد ۱۴۷ ۔
ایچی سن سی یو، مرتب عہدنامہ جات ۲۹، کا مجموعہ عہدنامہ جات ۱۵۴، کا اقرار ۱۶۱، فٹ نوٹ، کے مجموعہ میں ایک عہدنامہ کا ہونا ۱۶۲، کو عدم دستیابی ۱۶۵، کا تسامح ۱۷۲ ۔

اشونت راؤ فرار ۱۰۵، گھاٹکے ۱۹۵ فٹ نوٹ۔

ایلچپور، کی صوبہ داری ۱۱۴۔

ایلگندل۔ سرکار (کریم نگر) سے آنے کے بعد ۱۲، کا قلعہ ۱۳، تعمیر پر ۱۵۲، کے تحت کا ایک زمیندار ۱۵۲۔

ایلور، ۱۴، کے زمیندار ۷۷، ۱۸۳۔

ایلیٹ، سفیر ناگپور ۱۲۶۔

ایلواڑہ (ویلواڑہ) ۱۳۴۔

ب

باباراؤ فرزند ہری پنت ۱۷۹، ۱۸۰، پھڑکیہ کے خط سے تائید ۱۹۴، ۱۹۵،

بابن پلی ۶۹۔

باپوراؤ بھی گوروندبا ۷۔

باجی راؤ فرزند رگھناتھ راؤ ۱۹۰، کو نانا پھڑنویس کے منصوبے کی اطلاع ۱۹۱، سے اقرارنامہ ۱۹۲، سندھیہ کے پاس ۱۹۳، کی طرفداری میں ۱۹۴، کے دستخط ۱۹۵، کے طرفداروں کی گرفتاری ۱۹۶، کی گدی نشینی ۱۹۶، ۱۹۷، کی رضامندی ۱۹۸، کے تکمیلی دستخط ۱۹۹۔

بادامی، کا محاصرہ ۱۴۸۔

بادشاہی عاشور خانہ ۹۱، کی ترمیم ۲۳۳۔

باراحال ۹۶۔

باری کلوز۔ لفٹننٹ کرنل، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔

بانسم، کی شرکت ۸۵۔

باقر خاں۔ حکیم محمد۔ مسیح الدولہ ۱۲۸۔

بالاجی پنڈت (نانا پھڑنویس۔ نانا فرنویس) کا عندیہ ۱۴۵، ۱۹۹۔

بالاجی راؤ پیشوا ۱۸۔

بالاجی کنجر، مرہٹہ سلحدار ۱۹۴۔

بالاجی گیشو ۹۷، کی مہم پر ماموری ۱۰۴۔

بالاگھاٹ، کی تسخیر ۴۹، ۸۱، پر قابض ۸۲، پر چڑھائی ۱۶۲۔

بالکنڈہ، پہنچکر ۱۳۴، کو کوچ ۱۳۵، میں قیام۔

بجواڑہ، پہنچا ۳۲، سے فوج ۲۰۹۔

بخشی بیگم، زوجہ نظام علی خاں ۱۱۳، کی مہر سے نصیحت نامہ ۱۸۶۔

بدرالزماں کا مشورہ ۲۱۷۔

بدیع الزماں خاں (ناظم جنگ) ۱۸۶۔

برار، کی قربت ۸، کی صوبہ داری ۴۲، میں افواج ۴۲، میں داخل ہونا ۸۵، کا محاصل ۱۸۲، جاگیر ۱۸۳، رسی مشہر ۸۳، ۱۸۲۔

برگس۔ جے، مصنف دی نظام ۳۰۔

برہان الدولہ (امام علی خاں) قلعدار ۱۳۹۔

برہان پور، میں ۱۰۴۔

بسالت جنگ (امیر الامراء شجاع الملک شجاع الدولہ میر محمد شریف خاں) کے خیالات خام ۱۷، کی علیحدگی ۱۸، کے نام قیادت ۱۹، کی مزاحمت ۲۰، کا میلان ۲۱، ۲۲، کے آرکاٹ پہنچنے پر ۲۳، ریاست کے کاروبار میں ۲۴، کو ہلاکت کی اطلاع ۲۶، کا متحصن ہوجانا ۲۷، سے عدم اختلاف ۳۹، کی مدد ۳۹، کی تجاویز ۵۰، کے ذریعے تشہیر ۵۵، سے ملاقات ۵۶، مشورے میں ۵۷، کی جاگیر ۶۷، کی ملاقات ۱۰۳، کے فرزند ۱۰۴، کے پاس فرانسیسی فوج ۱۴۲۔

کی فرانسیسی فوج کی علیحدگی ۱۲۷، کا انتقال ۱۴۷، کے فرزند ۱۴۸، سے معاہدہ ۱۵۳۔
بسانگر (بیجانگر) ۵۰۔
بشیرپورہ ۹۱۔
بلاری، تک ۲۴، ۳، ۱۷۳۔
بلوبا تاتیا، مختار سندھیہ ۱۹۱، کا فراہم کرلینا ۱۹۳، ۱۹۴۔
بلونت راؤ، نایب بھونسلہ ۱۴۶۔
بمبئی، کی فوج کو احکام ۲۱۰، کی فوج ۲۱۵۔
بنگالا سے فوج کی طلبی ۱۶۵، کی فوج ۲۰۹، کی سپاہ ۲۱۵، فٹ نوٹ۔
بنگر یا چیم ۲۰۔
بنگلور، پر حملہ ۴۳، کے رستہ میں ۴۸، ۵۲، کو کوچ ۵۰، کا صلح نامہ ۱۴۲، کو واپسی ۱۶۹، سے آگے ۱۷۰۔
بنیرا، کا محاصرہ ۱۰۵، پر قبضہ ۱۰۶، میں موقع ۱۱۵، میں نظام علی خاں ۱۱۶۔
بودھن، پر قبضہ ۱۳۲، پہنچنا ۱۳۳۔
بور، ڈاکٹر ۲۰۹۔
بورڈ آف کنٹرول ۲۰۴۔
بورم، پر قبضہ ۱۹۲۔
بھاتمرہ، ۸۸۔
بہادر بنڈہ، کا محاصرہ ۱۵۰، میں متحدہ افواج ۱۵۱، پر ٹیپو سلطان کا قبضہ ۱۵۱۔
بہادر پورہ، ۹۱، کے باہر ۹۵۔
بہادر دل خاں (شجاع الدولہ) ناظم حیدرآباد کے پوتے ۱۰۸۔
بھالکی، ۸۸۔
بہرام جنگ ۱۱۴، کا فیضو کو قتل کر دینا ۱۱۶، بہمراہ میر عالم ۲۱۳۔
بہلول خاں ۱۳۵۔
بھون راؤ، پرتی ندھی ۶۔
بھیما، دریا کے کنارے تک ۳، ۸، کے کنارے قیام ۱۰۳، کے کنارے ۱۴۳، سے نکل کر ۱۴۶۔
بیجاپور، ۲۴، ۸۱۔
بیجانگر ۵۰۔
بیدر (محمد آباد) سے روانگی ۴، برسات میں ۸، پہنچتے ہوئے ۱۷، میں انتقال ۲۵، کی جانب ۲۶، کے قلعہ میں ۹۸، میں پناہ ۹۹، پہنچنا ۱۷۷، کی طرف ۱۸۶، کے قریب فوج ۱۸۸، کے چوتھ کا ایک حصہ ۱۹۸، کے چوتھ کی معافی ۲۰۰۔
بیدنور کا راجہ میسور کے اثر میں ۲۲۲۔
بیر بہادر، راجہ، ۷۵۔
بیگم بازار ۹۱۔
بیلی، کپتان ۶۱۔

پ

پالم میں قیام ۱۳۵۔
پالمور (محبوب نگر) ۱۴۷۔
پالی پیٹھ ۵۸۔
پانگل کے قلعہ میں قیام ۱۶۷، میں نظام علی خاں کی علالت ۱۷۳، کا معاہدہ ۱۸۳۔
پائین گھاٹ (پایاں گھاٹ) ۱۷۸۔

پایاں گھاٹ (پائیں گھاٹ) کا انتظام ۹۸، ۹۹۔

پائیگاہ، خاص کی ابتدا ۱۲، کی خدمت ۱۲۲، کی فوج کا ملاحظہ ۱۲۹، سے ۱۸۰، کے امیر کی کوشش ۲۰۷، کے امیر خیر طرفدار کمپنی ۲۱۲،

پایندہ خاں، رسالدار ۲۷۔

پانڈیچری (پھوچری) کو روانگی ۱۸۔

پتل پلی، گھاٹ ۹۸۔

پتلیوں کی باؤلی ۹۱۔

پتھر گھٹی ۹۱۔

پچھلہ ۸۰، ضبط ۸۹، کی عمارت ۲۲۳۔

پدم سنگھ راجہ کی شرکت ۱۳۵۔

پرانا پل، ۹۱۔

پرتاب گڈھ ۱۹۴۔

پرتاب ونت (راجہ بہادر۔ وٹھل داس) کی مدارالمہامی ۲ فٹ نوٹ، کو رشک ۵، تباہی پونہ کے باعث ۷، کا دورہ پٹن ۸، جنگ راکس بھون میں ۸، کو کامیابی ۹، کی سوء علی ۱۳، کا کام آنا ۱۴، کی جگہ ۱۵۔

پرسرام بھاؤ، زخمی ۱۷۸، مقابل ۱۷۹، زخمی ۱۸۰، کو تائید کے لئے ۱۹۱، کو فراہم کرنا ۱۹۳، مختار ۱۹۳، کا نانا کو طلب کرنا ۱۹۴، کی گرفتاری ۱۹۶، ۱۹۷، کی جاگیر سندھیہ کو ۱۹۸۔

پرورش علی خاں، کمک پر ۱۳۶۔

پریزیڈنٹ بورڈ آف کنٹرول، کا موسومہ خط ۲۰۲، ۲۰۴۔

پلنا، جراح ۱۲۸۔

پلی گڈھ، ۶۸۔

پنار، ۹۱، کا عبور ۲۱۔

پنچلیکال، میں ورود ۱۲۸۔

پنڈاری کے حملے ۱۷۴، قزاق ۱۷۸۔

پنڈت پردھان، کے عرایض پر ۱۴۵، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، کا وکیل صلح ۱۸۲۔

پورندھر، کو روانگی ۸، کو چلا جانا ۱۹۲۔

پورندیہ، کی سمت ۱۷۹، تک ۱۸۲۔

پورنیا، مدافعت پر ۲۱۵، سے مشورہ ۲۱۶۔

پونہ، کو روانگی ۱، سے روانگی ۳، ۶، میں خبر ۷، کی تباہی ۸، پہنچنا ۱۰، میں بسر بردہ ۱۲، پہنچنا پہنچانا ۱۲، میں قیام کی وجہ ۱۴، سے طلبی ۱۶، کا دفترہ ۳۰، کا محل ۸۴، کو خفیہ روانگی ۹۴، سے مخفی عہد ۱۱۳، کے برہمن ۱۴۴، سے پیشوا ۱۶۴، ۱۷۶، ۱۷۷، سے استمداد ۱۸۸، سے واپسی ۱۸۹، کی سکونت ۱۹۳، میں طلبی ۱۹۴، سے نکل جانا ۱۹۵، فٹ نوٹ، سے قریب ۱۹۸، کے ساہوکاروں سے قرض ۲۰۰، ۲۰۶، سے واپسی پر خدمت ۲۰۷۔

پھول باغ، ۹۱۔

پٹیلا برج ۹۱۔

پیچ (جوسف۔ کرنل) ۵۷۔

پیرگاؤں، میں قیام ۴، کا صلح نامہ ۱۳۷۔

پیروں (ملاحظہ ہو موسی پیروں)

پیشوا، سے مصالحت ۱۴۱، ۱۴۲، کے علاقہ پر ۱۴۳،

کے احکام ۱۴۷، پونہ سے ۱۴۷، سے معاہدہ
۱۶۲، ۱۶۳، کو چوتھ ۱۶۸، سے معاہدہ ۱۷۵،
۱۷۶، کا کوچ ۱۷۷، کی فوج ۱۷۹، کی حکومت میں
مخالفتیں ۱۸۹، کا انتقال ۱۹۰، کو ملا ہوا علاقہ
۱۹۸، کو تنہا مقابلہ ۱۹۸، فرقی عہدنامہ ۱۲۱،
سے استفادہ ۲۲۰۔

(ت)

تاپتی، سے ۱۸۲۔
تارا بائی، ولیہ ۵۔
تارمری ۱۷۳۔
تاریخ ظفرہ، ۱۲، ۱۴، ۳۶، ۸۹، کا مادۂ تاریخ ۹۰،
طغیانی پر ۹۰/۹۱۔
تاریخ عادل شاہیہ ۲۸ فٹ نوٹ۔
تاڑپتری ۱۷۳۔
تاسگاؤں سے تائید کے لئے ۱۹۱۔
تامس فشر جیرالڈ میجر، ۴۷، نظام کے پاس ۱۴۰۔
تذکرۂ ترمل، کی تفصیل ۱۳۸، ۱۳۹، ۲۲۳۔
تریاتور، ۱۷۔
تریشی، ۲۸، ۲۹۔
ترچناپلی، ۳۰، سے ۵۸۔
ترکی، کے بادشاہ ۲۰۳۔
ترمبک راؤ ماما، کی وزارت ۲، کی درخواست ۱۴۳۔
ترمل راؤ، کا تعارف ۱۶۱ فٹ نوٹ، نائب دیوانی
میسور ۲۱۸۔
ترناملی، ۵۸، ۶۲۔

تکاجی (تکاراؤ ہولکر) کی باریابی ۱۴۶، باجی راؤ
کے خلاف ۱۵۹، ۱۶۰۔
تکاراؤ ہولکر (ملاحظہ ہو تکاجی ہولکر)
تکارام ہیری، کی جوانمردی ۹۔
تنجاور، کے راجہ کے پاس ۱۶۱ فٹ نوٹ، کا علاقہ
۲۱۸۔
تنگبھدرا کے قریب ۲۷۔
توزک آصفیہ، کا بیان ۳، ۲۸، کی توجیہ ۳۱،
۳۵، ۳۶، کا اعتبار ۴۴، ۴۵، ۵۶، کا بیان
۶۷، رکن الدولہ کے طرز عمل پر ۸۰ فٹ نوٹ
۹۴، جنگ پر ۹۷، میں قابل ذکر ۹۸، کی قید
صرافان ہنود کے ساتھ ۱۲۵، کا گمان ۱۲۷، ۱۴۴،
کا طرز بیان ۱۴۳، ۱۵۴، کے مصنف کا قصیدہ
۱۵۷، میں تعمیل ۱۷۲۔
تہور جنگ رکن الدولہ کے بھائی ۹۰، کا فرار ہونا ۱۶۰۔
تیج سنگھ۔ راجہ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
تیجونت بہادر۔ راجہ، دیسکھ کی کمک پر ۱۵۲۔

(ٹ)

ٹراونکور، کا راجہ ۱۶۷۔
ٹرناملی (ترناملی) ۴۷۔
ٹریٹی آف گارنٹی، ۱۷۵۔
ٹکسال، ۸۹۔
ٹیپو (ملاحظہ ہو ٹیپو سلطان)
ٹیپو سلطان (نصیب الدولہ فتح علی خان) فرزند
حیدر علی خان ۴۹، کی ملاقات نظام علی خان سے

۱۴۹، کی نسبت ۵۳، کی طرف سے ۵۴، کی خوبی
۵۵، نظام علی خان کے کیمپ میں ۵۶، سرکردہ
افواج ۶۴، کی طرف سانڈنی سوار ۶۵، کا باپ
سے آملنا ۶۶، ہمینہ پر ۶۹، کی قایم مقامی ۱۴۲،
سے صلح ۱۴۳، کا سکہ جاری کرنا ۱۴۴، کے خلاف
اتحاد ۱۴۵، کے حدود کی طرف ۱۴۸، کو اطلاع
۱۴۸، کی فرمایش ۱۴۹، سے اتحاد ۱۴۹، کے
تعاقب میں ۱۵۰، شبخون کی تیاری میں ۱۵۱،
کے پاس سفیر ۱۵۴، ۱۵۸، کے خط ۱۵۸، کے
متصرفہ علاقے ۱۵۹، کے سفیروں کی واپسی کے
بعد ۱۶۰، کے سفیر ۱۶۱، کی بربادی میں ۱۶۲،
کا نقض عہد ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، پر حملہ کے لئے ۱۶۵،
کا قبضہ ۱۶۷، کا مکرر قبضہ ۱۶۸، کے خلاف جنگ
۱۶۸ فٹ نوٹ، کا قبضہ ۱۶۹، پر شبخون ۱۷۰،
کا پرزور حملہ ۱۷۰، تعمیل شرائط میں ۱۷۲، کے مواضع
کی قرارداد ۱۷۳، سے رشتہ دوانی ۱۷۵، ۱۷۶،
۱۷۷، کے لڑکے ۲۰۱، آرام میں ۲۰۲، کا انتقام
لینا ۲۰۳، کے اعمال ۲۰۴، کا مقابلہ ۲۱۰، پر
فوج کشی کی قرارداد ۲۱۱، پر حملہ کی غرض سے
۲۱۳، کو خطوط مطالبات ۲۱۴، کو انگریزوں
کی پیش قدمی کی اطلاع ۲۱۵، کا مردانہ وار شہید
ہوجانا ۲۱۶، کا فسخ عزیمت کرنا ۲۱۷، کی شہادت
کے بعد ۲۱۸، کے متعلقین کی خواہش ۲۲۰،
کی مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کا ذکر ۲۲۱۔
ٹیبلر، مصنف فارسٹس سلکشنس ۱۔

ث

ثابت جنگ برادر ابراہیم بیگ خاں دھونسہ ۹۷

ج

جارج ابرنس۔ کرنل کے تحت فوج ۲۰۹۔
جالی ہلی۔ پر قبضہ ۱۴۸۔
جان اللہ شاہ، کا تکیہ ۹۱۔
جانسن، مسٹر، سفیر، ۱۴۷۔
جان شور، سر، (ملاحظہ ہو سر جان شور)
جان کناوے، کپتان، سفیر انگریزی ۱۵۳،
کی سفارت ۱۵۴، کی موجودگی ۱۶۱، کی معرفت ۱۶۳
جانوجی بھونسلہ، راجۂ ناگپور، ۷، کا عہدہ دار، ۷، کا
معروضہ ۸، کو حصۂ ملک ۱۳، پر حملہ ۳۴، امداد کا
وعدہ ۸۴، کے مقابلے میں ۸۵، کی اودھم ۸۵،
کی خواہش صلح ۸۵، کا انتقال ۹۵۔
جگتیال، میں قیام ۱۳۵، کا قلعہ ۱۳۸۔
جگدیو۔ راجہ، کے ہاتھی ۹۴۔
جمنا راجہ، پرتاب ونت کا پوتا ۱۴۸، ۱۵۰۔
جنرل کلیو (ملاحظہ ہو کلیو جنرل)
جنیر، کے قلعے میں ۱۹۱، کا قلعہ ۱۹۷۔
جوبا، بخشی ۱۸۰۔
جوسف اسمتھ۔ کرنل، سفیر، ۴۳ (ملاحظہ ہو اسمتھ جوسف)
جوسف پیچ۔ کرنل، ۵۷۔
جہاندار شاہ، کا حصہ ۲۰۷۔
جے۔ اے کرک پیاٹرک (ملاحظہ ہو کرک پیاٹرک
جیمس اچلیس۔

جیمس انچلیس کرک پیاٹرک ۲۰۴، (ملاحظہ ہو کرک پیاٹرک جیمس انچلیس)
جیمس فشر چیر الڈ کپتان ۲۰۷ ۔
جیمس مل، مورخ ۳۹، ۴۱ ۔

چ

چادر گھاٹ ۹۱، کا پل ۹۱ ۔
چار کمان ۹۰ ۔
چار محل ۹۰، ۹۱ ۔
چامرس لفٹنٹ کی رہائی ۱۷۰ ۔
چنگیس مکھر، کا بیان ۹۹ ۔
چٹیال میں پناہ ۱۳۵، کے قلعہ میں ۱۳۶ ۔
چمناجی اپا، فرزند رگھناتھ راؤ ۱۹۰، کی گدی نشینی ۱۹۳، کو لیکر بھاگنا ۱۹۷ ۔
چنپا دروازہ ۹۱ ۔
چندر بدن معشوقہ مہیار ۲۸ ۔
چندر بدن و مہیار، اردو مثنوی ۲۸ فٹ نوٹ ۔
چندر سین، کا بیٹا ۸۸ ۔
چنگاما، کے قریب ۵۸، ۵۹ ۔
چیتور، کا زمیندار ۱۵۲ ۔
چوڑی بازار ۹۱ ۔
چھتہ، ۹۱ ۔
چیتیل درگ جانے کا مشورہ ۲۱۹، نظام علیخان کے حصہ میں ۲۲۱، راجہ میسور کے قبضہ میں ۲۲۲ ۔
چینن پٹن، کے میدان میں ۴۹، کے رستہ پر فوج ۵۰، کے پاس ۵۶، ۵۹، تک آمد ۲۱۵ ۔

ح

حدیقۃ العالم، کا بیان ۱۶، ۲۵، ۲۶، ۳۶، ۳۷، ۱۲۸، ۱۷۰ ۔
حسام الدین خان (سردار الملک سردار جنگ گھانسی میاں) تیغ جنگ کے عزیز ۱۳۲، خطاب ۱۳۳، ۱۳۵ ۔
حسن علی خان (قطب الدولہ) صوبہ دار راجمندری ۳۱ ۔
حسین ساگر کے تالاب پر نزول ۱۲۹ ۔
حسین علی کرمانی۔ میر مصنف نشان حیدری ۴۹، کا بیان ۶۳، کے قول کی تائید ۶۴ ۔
حسینی بیگ، حارس قلعہ ۱۰۵ ۔
حشمت جنگ، برادر زادہ رکن الدولہ ۹۷، ۱۱۳، کمک پر ۱۳۳، جنگ بادامی میں ۱۴۰ ۔
حکیم الملک (حکیم عبد الجلیل خان) ۱۸۸ ۔
حلیم خان، ٹیپو سلطان کا بہنوی ۱۵۰ ۔
حمایت اللہ خان، حکیم ۱۸۸ ۔
حمایت ساگر ۹۳ ۔
حمایت علی خان۔ نواب میر (والاشان اعظم جاہ ولی عہد بہادر طال عمرہ) ۹۳ ۔
حمید اللہ خان، دیوان سرکار ۱۲ ۔
حیدر (حیدر علی خان۔ حیدر نایک) ۴۹، کی فوقیت ۵۰، کے مقابلہ میں ۵۲، کا خط ۵۳، کا رسالہ ۶۰، کا حملہ رسد پر ۶۱، کی ضیافت ۹۶، ۶۷، کا ساتھ ۷۳، ۷۰، غاصب ۸۰، کے تعرف میں ۸۱، کو تدارک ۸۲ ۔

حیدرآباد (فرخندہ بنیاد) کا رُخ ۶، پہنچیں ۱۷، کو روانگی ۱۸، کے ارادے سے ۲۵، ۲۷، کو واپسی ۳۱، کو روانگی ۳۲، ۳۶، واپسی ۳۸، میں فراہمی فوج ۴۱، کو روانہ ۴۳، پر قابض ۵۷، کو واپسی ۸۳، کو ۸۸، پایۂ تخت ۸۹، سے نکلنا ۹۶، میں مشتبہ صرافی ۱۲۵، میں انگریزی سفیر ۱۲۶، سے نکل گیا ۱۲۷، کے شمال مشرقی سمت میں شکارگاہ ۱۲۸، سے روانگی ۱۲۸، کو واپسی ۱۲۹، میں داخل ہونا ۱۴۰، سے نکل کر ۱۴۳، میں ٹیپو کا سکہ ۱۴۴، کو واپسی ۱۴۶، میں داخل ۱۴۷، میں انگریزی سفیر ۱۴۷، سے کوچ ۱۴۸، کو واپسی ۱۴۸، ۱۴۹، میں سفیر انگریزی ۱۵۳، میں آمد ۱۵۶، کی سفارت ۱۵۸، سے روانگی ۱۶۰، میں سفیر ۱۶۱، آنے کے بعد ۱۶۲، کو واپسی ۱۷۳، سے کوچ ۱۷۵، پہنچنا ۱۸۲، میں ۱۸۴، فوج کا پہنچنا ۱۸۷، لوٹنا ۱۹۸، کو ارسطوجاہ کی واپسی ۲۰۰، میں رزیڈنٹ ۲۰۴، ۲۰۶، فوج کا آنا ۲۰۹، میں سفیر کی آمد و رفت ۲۱۱، کے دربار میں ۲۱۲، کی فوج کی تفصیل ۲۱۵ فٹ نوٹ۔

حیدر جنگ (اسد الدولہ عبدالرحمٰن) کے قتل کے بعد ۱۸۔

حیدر علی بیگ جمعدار ۱۵۶۔

حیدر علی خان سے صلح ۳۴، ۳۵، کی طرف توجہ ۳۹، کو خطاب و خدمت ۳۹، کی ہمسایہ ۴۰، کی روز افزوں طاقت ۴۰، ۴۳، کا استیصال ۴۴، سے شرکت ۴۵، ۴۷، سے اتحاد ۴۸، کی طلبی ۴۹، سے اتحاد پر ۵۱، کا لشکر ۵۳، کا اعتبار ۵۴، کی پریشانی ۵۵، کو یقین ۵۶، ۵۷، کی روانگی ۵۷، کاویری پٹن کے آگے ۵۸، کو غلطی کا احساس ۶۰، کی افواج ۶۲، کی فوج دو حصوں پر ۶۳، کی طاقت کی تقسیم ۶۴، نظام سے علیحدہ ۶۵، کا اطراف پھرنا ۶۶، کی ضیافت ۶۶، کو تخت پر ۶۷، کی نذر ۶۸، خود مقابلہ کریں ۶۸، کی ترتیب فوج ۶۹، وانم باڑی میں ۷۰، اپنی قیام گاہ سے ۷۱، کی فرودگاہ ۷۲، سے علیحدہ ۷۳، کا حملہ ۷۴، سے متعلق ۷۷، کی مہم ۸۲، سے ریشہ دوانی ۹۴، کی طرف سے اندیشہ ۱۲۶، کے اغوا کرنے کا گمان ۱۲۷، کی مصالحت ۱۴۱، کا انتقال ۱۴۱، کا چھوڑ بیٹھنا ۱۴۴، کے زمانہ سے ۱۷۱۔

حیدر محل واقع گوشہ محل ۹۳۔

حیدر نایک (حیدر علی خان) ۴۴۔

حیدر نواز جنگ، ہمرکاب میر عالم ۲۱۳۔

حیدر یار خان (منیرالملک منیرالدولہ شیر جنگ) کے پاس موسیٰ خان ۱۱، کا انتخاب ۲۹۔

خ

خاندیس، میں مرہٹہ سردار ۱۰۴۔

خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) ۹۰۔

خزانۂ عامرہ کی تعریف ۲ فٹ نوٹ، کا حوالہ

خواجہ بندہ نواز کی زیارت ۳۶، ۱۰۳۔

د

داد محل ۹۰ ۔

دارالشفاء، ۹۱ ۔

داؤد خان، جنگ بادامی میں ۱۴۸ ۔

داور جنگ، ۱۱۳ ۔

درگاہ قلی خان (خاندوراں موتمن الملک سالار جنگ) کا انتظام ۱۳، کی صوبہ داری سے علیحدگی ۳۲، کا باغ ۱۰۴ ۔

دکن صوبہ ۲۹، سے باہر ۳۰، کی قوتیں ۴۲، کے تحت ۴۵، کے رؤساء ۱۷۶، میں آمد ۱۷۷، ۱۸۲ ۔

دلاور جنگ (فرنگی) مقابلے پر ۱۳۲، کی انتشاری ۱۳۳، کا مورچہ میں قیام ۱۳۳، فرانسیسی فوج کا سردار ۱۳۴، کا مقابلہ ۱۳۶، زخمی ۱۳۸ ۔

دلاور جنگ (احترام الدولہ کیپٹن جان کناوے) کی معرفت ۱۶۳، ۱۶۵ ۔

دماجی گیکواڑ، ۶، کے خدمات ۸۴ ۔

دولت آباد کا قلعہ ۴، کے قلعہ کی حوالگی ۱۸۲ ۔

دولت رام، متصدی ۱۲۳ ۔

دولت راؤ سندھیہ فرزند مہادیو جی سندھیہ ۱۷۷، کی فوج ۱۷۸، سے مراسلت ۱۹۰، سیر و شکار میں ۱۹۲، کی فوج کا آغاز ۱۹۳، ۱۹۵، عاشق ۱۹۵ فٹ نوٹ، ۱۹۶، کے حوالے ۱۹۷، سے ایک علیحدہ عہدنامہ ۱۹۹ ۔

دولت رائے محاصرہ پر ۱۳۴ ۔

دہلی کے شہنشاہ کا فرمان ۴۰، دروازہ ۹۱ ۔

دھارواڑ پر قبضہ ۱۴۸ ۔

دھونواڑہ، میں تکمیل عہدنامہ ۱۴۶ ۔

دھوبی گڈھ، ۶۸ ۔

دھول پیٹھ ۹۱ ۔

دھوداپ، کا میدان ۸۴ ۔

دی نظام ۳۰ ۔

ڈ

ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی، ۷، فٹ نوٹ ۔

ڈف (ملاحظہ ہو گرانٹ ڈف)

ڈھونڈو رام، سے درخواست صلح ۹۸، ملاقات کے لئے ۹۹ ۔

ذ

ذکا ۔ اولاد محمد خان ۷ ۔

ذوالفقار الدولہ (مہابت جنگ داراجاہ) کی گرفتاری ۱۰۴ ۔

ذوالفقار جنگ (برادر حیدر جنگ) ۱۸ ۔

ر

رابرٹ ویلیز فٹز جیرالڈ کیپتان ۴۰ ۔

رابرٹس جارج ۔ کرنل کے تحت فوج ۲۰۹، ۲۱۵ فٹ نوٹ ۔

رابرٹس میجر، کے تحت فوج ۱۸۷ ۔

راجمندری، ۲۳، کی طرف کوچ ۳۱، پہنچ کر ۳۱، کا صوبہ دار ۳۲، پر قبضہ ۴۱، ۴۶، ۷۷، ۷۸، ۱۸۳ ۔

راجہ اودیسگھ، تعہد دار سرکارات ۱۵۲۔

راجہ باگسوار، کا چلہ ۱۳۴۔

راجہ پدم سنگھ، طلایہ داری پر ۱۳۵۔

راجہ جگدیو، پیشکار دیوان ۳۸۔

راجہ سندھیہ، کی ریشہ دوانی ۱۷۵، کا آملنا ۱۹۴، کو اطلاع ۱۹۳، ہم خیال ۱۹۶۔

راجہ مہندر، طلایہ داری پر ۱۳۵۔

راجہ ہولکر، کا شریک ہونا ۱۵۰۔

راگھو (رگھناتھ راؤ) کا نقارخانہ ۹۸۔

رامچندر۔ راجہ، ۷۵، کے زیر تصرف ۸۸۔

راؤ رنبھا نمبالکر، ۶۸، ۷۹، ۹۰، کا بندوبست ۱۱۷، ۱۹۴۔

راپاجی پٹیل (ملاحظہ ہو سکارام گھاٹکے) کے ذریعے ۱۹۵، کی تعیناتی ۱۹۶۔

رائے بھارامل، ۱۵۰، جاگیردار، رورور کی تاخت پر ۱۵۲۔

رائچور، کو روانگی ۱۹۴۔

رائے رایاں (راجہ شامراج) ۱۱۔

رتن چند (راجہ کالکا داس) پیشکار دیوان ۸۶، کے مطالبات ۸۷، کا بیٹا۔

رحیم قلی بیگ، ابراہیم بیگ دھونسہ کی بھانجی کا شوہر ۱۳۰۔

رستم راؤ باندھرہ، کی ماموری مہم پر ۱۰۴، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

رفعت الدولہ، ۱۳۵، طلایہ داری پر ۱۳۵۔

رفعت الملک، جنگ بادامی میں ۱۴۸، ۱۵۰۔

رکن الدولہ (موسیٰ خان احتشام جنگ) بھگوڑ میں ۱۰، کی حالت ۱۱، با یک جامہ و دستار ۱۱، کا ذکر ۱۲، کو خدمت و خطاب ۱۶، کی مدار المہامی ۱۷، انتظام کے بانی ۳۲، دیوان ہو کر ۳۳، کے توسل سے ۳۵، کے پیشکار کا قتل ۳۶، کے ایما سے قتل ۳۷، بتوسل ۴۳، کا زور ۴۴، کی خجالت ۴۵، ۴۷، ۴۸، کا مشورہ ۵۰، کی اتحاد پر عدم آمادگی ۵۱، ۵۲، حیدر کے کیمپ میں ۵۳، تحفے تحائف کے ساتھ ۵۴، ٹیپو سلطان کے ہمراہ ۵۶، مشورے میں ۵۷، جنگ میں ۶۰، کا فرار ہونا ۶۱، کے مشورے پر ۶۳، تقسیم فوج کے باعث ۶۴، کی بے تدبیری ۶۵، کے توسط سے ۶۷، حیدر کے پاس ۶۸، میسرہ پر ۶۹، کی طلبی ۷۰، حیدر سے دورا ۷۱، کا انگریزوں سے اتفاق ۷۲، کی طرف فیر ۷۳، کے سالے ۷۴، کی فہمایش ۷۵، کی تکمیل صلح ۷۶، کی حاضری ۸۲، مادھو راؤ کے پاس ۸۵، مادھو راؤ کے نمایندہ ۸۶، کی واپسی ۸۷، کا طرز عمل ۸۷، قث نوٹ، کے بھائی ۸۹، کی عرض ۸۹، تماشے ۹۳، کے ہاتھی ۹۴، کی خفیہ روانگی ۹۴، بر نغار پر ۹۷، سے ملنے کی خواہش ۹۸، ۹۹، ایلچی صلح ۱۰۱، کو قتل ۱۰۶، دیوان خانہ ۱۰۷، ڈیرے میں ۱۰۸، کے پاس ۱۰۹، کا مجبور کر دینا ۱۱۰، سے فرمایش ۱۱۱، کے قتل کا حکم ۱۱۲، کا طرز عمل ۱۱۳، کا عندیہ ۱۱۴،

کا منصوبہ ۱۱۵، کا اترنا ۱۱۶، کو پالکی میں لیجانا ۱۱۹
کی وفات کا اعلان ۱۱۸، کے قتل کے بعد ۱۲۱،
۱۲۲، کی طرفدار جماعت ۱۲۳ ۔
رگھوجی بھونسلہ، متبنی کی قایم مقامی ۹۵، ۱۰۰، ۱۸۱،
کو روپیہ ۱۸۲، کے اقرار نامہ کی تعمیل ۱۹۷ ۔
رمست خان، فوجدار ۲۲، کے ہمراہ ۲۷ ۔
رود رور، پر قبضہ ۱۵۲ ۔
روشن بنگلہ، ۲۳۳ ۔
روشن رائے کے تحت سپاہ ۲۱۵ ۔
ریڈ۔ انڈرو کیپٹن، امدادی فوج کی کمان پر ۱۶۸ ۔
ریموں (ملاحظہ ہو موسیٰ ریموں) کی فوج کا حملہ ۱۷۹ ۔

ز

زبردست خان، ۱۰۳ ۔
زور آور جنگ، کمک پر ۱۳۳ ۔

س

ساباجی بھونسلہ، خارجی کا بھائی ۹۵ سے مقابلہ
۹۶، تباہی پر ۱۰۱، کی درخواست ۱۰۳، کی ملاقات
۱۰۴، کے خلاف ۱۰۴ ۔
ستانگام ۱۹ ۔
ساکل، پر لینڈ کی تجویز ۹۲ ۔
سالار جنگ (موتمن الملک خاندوراں درگاہ قلی خان)
کا انتظام ۱۳، کی صوبہ داری سے علیحدگی ۳۲،
کا باغ ۱۰۴ ۔
سالار جنگ (مختار الملک میر تراب علیخان) کی
بارہ دری ۹۱ ۔
سال بائی، کا صلح نامہ ۱۴۱، کے صلح نامہ کی تعمیل
۱۴۲، کا معاہدہ ۱۴۳ ۔
سالبی گھاٹ، میں فوج ۱۹۶ ۔
سبحان خان، ۱۹۴، کی ماموری ۱۹۷ ۔
سبز بنگلہ، ۲۳۳ ۔
ستارہ، کا راجہ ۵ ۔
سداشیو چمناجی بھاؤ، کا ماموں ۲ ۔
سداشیو رامچندر، فرزند رامچندر شینوی ۶ ۔
سداشیو راؤ بھاؤ، کا قبضہ ۱۸۲ ۔
سداشیو ریڈی، ۱۸۹ ۔
سدی ظفر الماس، قلعہ دار ۱۳۵، کو خطاب ۱۳۵ ۔
سدی عبد اللہ خان، ۱۳۵، کی ماموری ۱۸۹ ۔
سدی یاقوت، کا مقابلہ ۱۳۶، زخمی ۱۳۸ ۔
سرا، کی صوبہ داری ۳۹، کی سرحد تک ۱۵۹ ۔
سراج الدولہ (محمد علی خان والاجاہ) کے پاس
رکن الدولہ ۳۷، کے فرستادہ ۴۷، کے تحایف
۸۲، کو خلعت ۸۳ ۔
سربلند جنگ، ۱۳۵ ۔
سرجان شور، کا انکار ۱۷۶ ۔
سردار الدولہ (سردار الملک سردار جنگ حسام الدین خان
گھانسی میاں) ۱۵۰ ۔
سردار الملک (سردار الدولہ سردار جنگ
حسام الدین خان گھانسی میاں) کو حکم ۱۸۷،
۱۹۴ ۔
سردار جنگ (سردار الملک سردار الدولہ حسام الدین خان

گھانسی میاں) تیغ جنگ کے عزیز ۱۳۲، خطاب ۱۳۳۔

سرکاران شمالی، میں جنگ ۱۸، کی نسبت فرمان ۴۱، پر کمپنی کا قبضہ ۴۲، کا پیشکش ۴۳، پر قبضہ ۵۷، میں مراسلت ۸۰، کے پیشکش کا بقایا ۱۲۶، کا پیشکش ۱۵۴، کی کفالت ۱۵۵، کا قبضہ ۱۸۳۔

سرنگاپٹم (سرینگ پٹن) ۲۲۳۔

سرینگ پٹن (سرنگاپٹم) میں ملنے کا ارادہ ۵۲، پر حملہ کا ارادہ ۱۵۰، ۱۵۱، سے واپسی ۱۵۸، کی فتح ۱۶۲، تک ۱۶۹، کے مقابل ۱۷۰، سے واپسی ۱۸۳، کی طرف پیش قدمی ۲۱۰، میں کمپنی کا وکیل ۲۱۴، کی طرف فوج بھیجی ۲۱۵، پر انگریزوں کا قبضہ ۲۱۶۔

سزاوار الدولہ، قلعدار ۱۵۲۔

سکارام گھاٹگے ۱۹۵، فٹ نوٹ، کی ماموری ۱۹۶۔

سکندر جاہ، انگریزوں کمک پر ۱۹۹، کی واپسی ۱۷۳، کی تخت نشینی کی تائید ۲۰۶، کی جلد بازی ۲۰۶، کے عقد میں ارسطوجاہ کی پوتی ۲۰۰، کو تخت نشین نہ کرنے کا خیال ۲۰۸۔

سمپت راؤ، دیوان ۲۰، کا مشورہ ۲۱، مرتب کنندہ مسودہ ۲۳۔

سنبھو لعل ۱۱۰۔

سندھیہ خاندیس میں ۱۰۰، کو علاقہ ۱۹۱، کی حمایت میں ۱۹۲، کی پیادہ پلٹن ۱۹۲، کو جاگیرات ۱۹۴، کی فوج میں ملازم ۱۹۵، فٹ نوٹ، سے شادی ۱۹۶، کو احمد نگر کا قلعہ ۱۹۷، کو پرسرام کی جاگیر ۱۹۷، سے مدد ۱۹۹۔

سنگاریٹھ، ۵۸، کورو انگی ۶۵، سے عمل کر ۹۲۔

سنگڈھ، ۷۔

سنگراج، کے تالاب کی شکارگاہ ۱۲۸۔

سوانح دکن، کا بیان ۲۳۔

سوائی خان، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

سوائی مادھو راؤ نرائن، ۱۶۳، کا انتقال ۱۹۔

سوبر سنگھ، سردار ۹۵۔

سونے دوپ، کی سند ۸۰۔

سہراب جنگ (اعظم الامرا ارسطوجاہ مشیر الملک معین الدولہ غلام سید خان) کی دلچسپی امور دیوانی سے ۱۲۴، ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹۔

سیدا پورم میں قیام ۱۹، ۲۰، سے آگا ۲۱۔

سیداٹیکہ، ۱۹۸۔

سید عمر خان، کمک پر ۱۲۴، ۱۲۵، کی عرضی ۱۳۶۔

سید مرتضیٰ، ولی محمد بخشی کا بھانجا ۱۳۰۔

سیدو میاں، ولی محمد بخشی کا بھانجا ۱۳۰۔

سیف الدولہ (محمد غوث خان) دیوان خانہ میں ۱۷۱۔

سیف جنگ، کمک پر ۱۳۳، ۱۸۶۔

سیکا کول، ۴۱، ۶۷، کے زمیندار ۷۷۔

سیلان، ۲۵۔

سیواجی، ۵ فٹ نوٹ۔

سیونی، ۴۔

سیونیری، میں نظربند ۱۹۰، سے ۱۹۱، کو بھاگنا ۱۹۷، ۱۹۷ فٹ نوٹ۔

سی۔یو۔ایچی سن، کا مجموعہ عہدنامہ جات ۱۵۴، کے مجموعہ میں ایک عہدنامہ کا نہ ہونا ۱۶۲۔

ش

شامراج، راجہ، ۱۸۵، کی کوشش ۲۰۷، غیر طرفدار کمپنی ۲۱۲۔

شاہ پدھن، کا تالاب ۱۳۴۔

شاہ تجلی، مصنف توزک آصفیہ ۲۸ فٹ نوٹ، کا بیان ۶۷، ۶۸، اتحاد کے متعلق ۴۳، ۴۴، ۸۵، کا خواب ۹۸، صلح کی سعی میں ۱۰۲، کا بیان سرفرازیوں کی نسبت ۱۴۶۔

شاہ جہاں آباد، میں مقیم ۷۷۔

شاہ ڈونگر، کی پہاڑی ۱۴۹۔

شاہ عالم، ۷۹، کا فرمان ۸۱۔

شاہ فرانس، کا حملہ مصر پر ۲۱۰۔

شاہ میرزا (پسر ثابت جنگ) شریک جنگ ۱۳۶۔

شاہ نور، پر حملہ کا ارادہ ۱۵۰۔

شجاع الدولہ (بہادر دل خان) کے پوتے ۱۴۴۔

شجاعت جنگ کا رسالہ ۱۳۴، ۱۳۵۔

شرف الدولہ (شرف الملک) برادر رکن الدولہ ۹۷، ۱۱۳، کا بیان ۱۱۵، فراہمی رسد میں ۱۱۶، کا آجانا ۱۱۸، کمک پر ۱۳۳۔

شرف الملک (شرف الدولہ) خطاب ۱۱۸، جنگ بادامی میں ۱۴۸، ۱۵۰۔

شفیق (لچھمی نارائن صاحب) مصنف مآثر آصفی ۱۔

شمس الدولہ (شمس الملک تیغ جنگ) خطاب ۱۴۲، کے اہتمام سے شکارگاہ ۱۲۸۔

شمس الملک (شمس الدولہ تیغ جنگ) کے اہتمام سے شکارگاہ ۱۲۸، خواصی میں ۱۳۶، امیر اول پائیگاہ خاص ۱۴۷۔

شنکراجی گھوڑپڑہ ۱۰۳۔

شنوار محل، ۸۴، پہنچنا ۹۶۔

شوراپور، کا زمیندار ۲۷، کو روانگی ۳۶۔

شوکت جنگ (ولیم کرک پیاٹرک) رزیڈنٹ ۱۸۴۔

شہسوار جنگ (غلام نبی خان) کا باغ ۹۱، دیوان خانہ میں ۱۰۷۔

شیر جنگ (میر الملک میر الدولہ حیدر یار خان) کے پاس موسیٰ خان ۱۱، ۱۲، کے پونہ میں قیام کی وجہ ۱۴، کی کوشش موسیٰ خان کیلئے ۱۴، ۱۵، کے پاس ۱۶، کی نسبت سوءظنی ۱۶، دیوان دکن ۱۶، کی صواب دید پر ۱۷، کا انتخاب ۲۹، کے ذریعہ پیشکش ۲۹، ۳۱، کا اثر ۳۲، کے مشورے پر ۳۳، کا ملازم ۳۷، کا حصہ قتل میں ۳۸۔

ص

صلابت جنگ (آصف الدولہ ظفر جنگ سید محمد خان) کے انتقال کے بعد ۱، کی مہر ۱۱، کے عہد میں دیوان دکن ۱۶، کی واپسی ۱۷، کی حیدرآباد روانگی ۱۸، کے دربار کا ایک امیر ۲۰، کو لیکر ۲۴، کا انتقال ۲۵، کی نظربندی ۲۶، کا انحراف ۳۱، کے

ہلاک کا الزام ۵۵، کے عہد کی آخری جنگ ۸۸، کا پلّہ
کمزور ۸۸، کا عہد نامہ ۱۶۳۔
صلابت خان، فرزند اسمٰعیل خان پنی ۱۸۰۔
صمصام الدولہ (صمصام الملک میر عبدالحی خان)
کا رقعہ ۱۱۵۔
صمصام الملک (صمصام الدولہ میر عبدالحی خان)
ایلچیش پر ۹۷۔

ض

ضابطہ جنگ (مبارز الملک ظفر الدولہ ابراہیم بیگ خان
دھونسہ) ۸۸، کو خطاب ۸۹، کی مدد سے ۱۱۳،
۱۱۴، تعاقب میں ۱۱۵، مشوش ۱۱۶۔

ظ

ظفر الدولہ (احتشام جنگ فرخ میرزا) ۱۴۰۔
ظفر الدولہ (مبارز الملک ضابطہ جنگ ابراہیم بیگ خان
دھونسہ) ۷۷، خطاب ۸۹، کی ماموری مہم پر
۱۰۴، ۱۰۵، تعاقب میں ۱۱۵۔
ظفر الماس سدی، قلعدار ۱۳۵، کو خطاب
۱۳۵، کی اطاعت ۱۳۸۔

ع

عالیجاہ (میر احمد خان) فرزند نظام علی خان ۹۳،
کا خروج ۱۸۵، کو جاگیر ۱۸۷۔
عبدالجلیل خان حکیم (حکیم الملک) ۱۸۸۔
عبدالخالق، فرزند ٹیپو سلطان ۱۷۱۔
عبدالقوی خان مفتی، کی امامت ۹۰۔
عثمان ساگر، ۹۳۔
عثمان علی خان۔ نواب میر خلد اللہ ملکہ و دولتہ
۹۲، کا فرمان ۹۳۔
عزیز خان، ملازم شیر جنگ ۳۷۔
عسکر جنگ، قلعدار ۱۴۶۔
عظیم خان محمد، کمک پر ۱۳۶۔
علی ابن ابی طالب، خواب میں ۹۸۔
علی رضا خان۔ میر کے ساتھ ٹیپو سلطان ۹۳،
ایلچی ۱۵۸۔
عمدۃ الامرا (معین الملک) فرزند والاجاہ ۹۷۔
عمدہ بیگم (والدۂ نظام علی خان) ۱۰۶، فٹ نوٹ۔
عیسیٰ میاں (میراں یار جنگ) ۱۹۴۔

غ

غازی خان، کے ساتھ ٹیپو سلطان ۹۳۔
غالب جنگ، ۱۸۶۔
غلام رسول خان، ۱۳۵۔
غلام سرور۔ سید خطیب ۹۰۷۔
غلام سید خان (اعظم الامرا ارسطو جاہ مشیر الملک
معین الدولہ سہراب جنگ) صوبہ دار ۳۲،
کی طرف سے بدظنی ۱۲۲، کی ماموری کا امکان
۱۲۳، وکیل مبارز الملک ۱۲۳، کی دلچسپی امور
دیوانی سے ۱۲۴، ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹۔
غلام علی (آزاد بلگرامی) عہد کے بڑے مورخ ۳۔
غلام علی، کی تعیناتی ۱۳۴۔
غلام نبی خان (شہسوار جنگ) دیوانخانہ میں ۱۰۱۔
غنی محل، ۲۳۳۔

غنی یار خان، داروغہ عمارات ۲۳۳ -

غوث خان۔ محمد (سیف الدولہ) دیوان تھا ۱۰ -

ف

فتح خان، ۹۷، ۹۸ - ۱۱۴

فتح دروازہ، کے باہر ۸۶، سے ۹۰ -

فتح میدان (واقع حیدرآباد) میں قیام ۱۳۲ سے کوچ ۱۳۴ -

فٹز جیرالڈ (کپتان جیمس) ۴۷

فٹز جیرالڈ (کپتان رابرٹ ویلیئر) ۴۷ -

فٹز جیرالڈ (میجر ٹامس) ۴۷، نظام کے پاس ۴۵ -

فرانس، کے شاہ ۲۰۱، میں ایلچی کا پہنچنا ۲۰۲، ۲۰۳ -

فرخ میرزا خان (ظفر الدولہ احتشام جنگ) فرزند مبارز الملک ۱۲۸ -

فرخندہ بنیاد (حیدرآباد) کا سکہ ۱۲۴ -

فرشتہ (محمد قاسم) مورخ ۲۸ فٹ نوٹ -

فرید الدین خان (موید جنگ) سفیر ۱۵۴، ۱۵۸ -

فرید مرزا، ابراہیم بیگ خان دھونسہ کا بھانجا ۱۳۱ -

فریدوں جاہ، کے ذریعے ۱۰۹، کا حصہ ۲۰۷ -

فورڈ۔ کرنل، کی معرفت ۱۶۳ -

فیضو گارڈی، قاتل رکن الدولہ ۱۱۳، ۱۱۶ -

فیوضات سبحانی تصنیف فریدوں جاہ ۱۰۶ فٹ نوٹ -

ق

قطب الدولہ (حسن علی خان) صوبہ دار ۲۱ -

قطب الدین خان، ایلچی ۱۵۸، کا انحراف ۱۶۰ -

قمر الدین خان، کا طرز عمل ۲۱۴، کی نمک حرامی ۲۱۵، کا حصہ انگریزوں کی طرفداری میں ۲۱۸، کو جاگیر ۲۲۱ -

ک

کابل، ۲۰۳ -

کاٹھی پورنا، ۳۵، ۳۶ -

کارنجہ، کی سڑک ۸۵ -

کاسبی۔ کپتان، ۶۰، ۶۲ -

کاغذی گوڑہ ۹۱ -

کاکن گیری، ۹۷ -

کالستری، ۲۰۷ -

کالی بیگم، نظام علی خان کی بہن ۱۱۰ -

کالی کوٹ کو روانگی ۲۱۵ -

کانچند، فرزند راجہ رتن چند ۸۷ -

کانڈلی، میں قیام ۱۳۴ -

کانکن، کی پہاڑیاں ۷، جانے کی ہدایت ۱۹۲، چلا جانا ۱۹۴ -

کاویری، کے پار ۱۷۰ -

کاویری پٹن، ۵۸، میں اقامت ۹۹، کا شاہی نزاع ۱۰۰ -

کپتان ریڈ (ملاحظہ ہو ریڈ کیپٹن انڈرو)

کپتان کاسبی، ۶۰، ۶۲ -

کپتان ملکم، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹ -

کپتان مورا، کے تحت فوج ۲۰ -

کپتان میاکلین، کی اطاعت پذیری ۵۸ -

گُنٹیل، کی فتح ۱۵۰، پر حملہ ۱۶۷۔

کدری کوٹہ ۲۸۰۔

کڈپہ، کوروانگی ۲۱، ۷۳، ۱۶۸، ۱۷۳۔

کرشنا، کا عبور ۳۲، پہنچا ۴۳، پار ۷۰، کا عبور ۱۴۹، کی سمت کوچ ۱۶۰، کے قریب ۱۹۷، کے کنارے فوج ۲۰۳۔

کرک پیاٹرک۔ جے۔ اے، کا موسومہ خط ۲۰۵، کی اطلاع دہی ۲۰۷، کو خط ۲۱۲، کو اطلاع ۲۱۳، کے ذریعے اطلاع ۲۱۹، سے استمداد ۲۲۳۔

کرک پیاٹرک، لفٹننٹ کرنل ولیم، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹، نمایندۂ ریاست ۲۱۹، کو ولزلی کی تحریر ۲۲۱۔

کرناٹک، کی قیادت ۱۹، کے نواب ۲۰ فٹ نوٹ، میں بسالت جنگ ۲۱، ۲۲، ۲۷، کے نواب ۲۹، پر حملہ ۳۰، کے زمیندار ۳۲، کے نواب ۴۰، کی دکن سے علیحدگی ۴۰، پر حملہ کی تیاری ۴۱، پر حملہ ۴۳، ۴۹، کے نواب ۵۰، ۵۱، ۵۲، کے حقوق ۵۳، پر حکمران ۵۴، کو غصب ۵۶، میں متحدہ افواج ۶۲، کا انتظام ۶۸، کے نواب ۷۳، پر حملہ ۷۰، پایاں گھاٹ ۷۹، کی سند ۸۰، پر قابض ۸۱، بالا گھاٹ ۸۱، بالا گھاٹ پر قابض ۸۲، کوروانگی ۱۰۰، کے والی کے علاقے ۱۸۱۔

کرناٹک گڈھ ۶۸۔

کرنگانور، کے قلعہ پر قبضہ ۱۶۷۔

کرنل فورڈ (ملاحظہ ہو فورڈ کرنل)

کرنول، کا فوجدار ۲۴، ۲۶، کے قلعہ میں ۲۷۔

کریم داد خان، کی تعیناتی ۱۳۴۔

کریم صاحب مشایخ ۴۴، ۴۵۔

کرٹمیال، ۱۳۵۔

کشٹاپور، کے گھاٹ سے ۱۳۳، کا فاصلہ ۱۳۴، ۱۳۶

کشٹاگری، ۵۲، کے پہاڑوں میں ۵۷۔

کشن راؤ بلال، ملاقات کے لئے ۹۹، ۱۴۶، ۱۸۱، وکیل صلح ۱۸۲۔

کلپاک، ۵۹، پر متحدین ۶۳۔

کلکتہ، کو واپسی ۱۲۸، کو سفیر آصفیہ ۵۳، ۵۴، ۱۵۱، سے واپسی ۱۵۶، پہنچا ۲۰۲۔

کلیانی، کی طرف ۸۸۔

کلیو۔ جنرل، کی معرفت ۱۶۳۔

کناوے۔ کپتان جان، سفیر انگریزی ۱۵۳، کی سفارت ۱۵۴، کی موجودگی ۱۹۱، کی معرفت ۲۱۳۔

کنجیورم، میں قیام ۲۰۔

کنڈہ پلی (مصطفیٰ نگر) ۶، ۷، انگریزی قبضہ میں ۱۸۶، ۱۸۷۔

کنکاپور، کا صلح نامہ ۸۵۔

کنکیڈ، مورخ ۸۵، خلاف واقعہ ۹۹۔

کنور بجے سنگھ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

کنور جودھ سنگھ، کی شرکت ۱۳۵، طلایہ داری پر ۱۳۵، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

کنور نرندر سنگھ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

کونگیر، پہنچ کر ۱۳۲۔

کوچلین، ۱۶۷، فٹ نوٹ۔
کورٹلہ، سے کوچ ۱۳۵۔
کورگ، کی طرف انعطاف توجہ ۲۱۵۔
کورنوالس۔ ارل، کا خط ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۹،
کا توپ بھیجنا ۱۶۸، کلکتہ سے ۱۶۸ فٹ نوٹ،
کا خط ۱۸۳، کو شبہ ۱۸۵۔
کورومنڈل، ۸۱، کے سواحل ۲۰۴۔
کوڑیال بندر، کا مطالبہ ۲۱۴۔
کوک۔ کپتان ولیم، ۶۰۔
کوکاکی ٹٹی، ۹۱۔
کولاپور، سے مراسلت ۶، سے نکل کر ۱۹۵ فٹ نوٹ۔
کولار، کی قلعداری ۸۰۔
کولاس، کا سفر ۱۲۸، کے گھاٹ کا عبور ۱۲۸،
سے نکل کر ۱۲۹، میں طلبی ۱۳۲۔
کول کنڈہ، پر قبضہ ۱۴۸۔
کولی۔ کپتان ولیم، ۶۰، ۶۲۔
کوندویر، ۶۷۔
کوبل کنڈہ، کے قلعہ کا محاصرہ ۳۹۔
کوئمبتور، سے برخواست ۱۶۱۔
کھارے، کا بیان ۱۹۸۔
کھڑک سنگھ، سردار۔
کھرلہ، کی جنگ ۱۷۴، کے قلعہ میں ۱۷۸، سے
پیش قدمی ۱۷۹، کو واپسی ۱۸۰، میں متحصن
۱۸۱، کی جنگ میں عدم اعانت ۱۸۳، کی
جنگ میں شکست ۱۸۴، ۱۸۶، کی جنگ میں
گیا ہوا علاقہ ۱۸۹، کے صلح کی بموجب ادائی
رقم کا مطالبہ ۱۹۳، کی جنگ میں دیا ہوا ملک
۱۹۵، کے صلح نامہ کی رو سے ۱۹۸۔
کھمم، ۵۷، کو واپسی ۷۷، نایب کے سپرد ۷۸،
میں اضافۂ فوج ۱۸۵۔
کیپ آف گڈ ھوپ، ۲۰۴۔
کیلاڈ۔ برگیڈیر جنرل، ۲۰۴ کو حکم ۱۱۔
کیلاس گڈھ، ۶۸۔
کیمبل۔ کرنل چارلس، ۳۰۔

گ

گُتی، کی تفویض کا اقرار ۱۵۹، پہنچ کر انحراف ۱۶۰۔
گجندر گڈھ، پر قبضہ ۱۴۸۔
گرانٹ ڈف، کا بیان ۲، ۳، ۷، ۱۳، ۲۵،
۳۴، ۱۷۵، ۱۷۸۔
گردھاری لال احقر، کی تاریخ ۱۲۔
گرگنٹہ، کا زمیندار ۸۸۔
گرنیات، گھاٹ ۴۷۔
گریٹ برٹن، ۱۶۳۔
گلاب سنگھ، کی باؤلی ۹۱۔
گلبرگہ، کو روانگی ۳۶، ۳۷، ۸۸، ۱۰۳۔
گلزار آصفیہ، کا واقعہ ۱۰۸، ۱۰۹، کی وجہ ۱۱۱،
۱۱۲، کی غیر تحقیقی نقل ۱۱۳، کے واقعات ۱۱۵،
۱۱۷، ۱۸۱، مرض کی نسبت ۱۸۸، گدی نشینی کی
نسبت ۱۹۰، ۱۹۱، میں تفصیل گرفتاری ۱۹۷، ۲۰۰۔
گلزار محل (واقع نرمل)، بہ قید ۱۳۰۔

گلشن آباد (مڑولی) میں حملہ ۲۱۵ ۔
گنتور (مرتضیٰ نگر) ۶، ۷، پر حملہ کا اندیشہ ۱۲۶، کی عدم سپردگی ۱۴، ۷، کا مطالبہ ۱۵۳، کی عدم تفویض ۱۵۴ ۔
گنگا دھر ایشونت، کی خدمات ۸۴ ۔
گنگاراؤ، زمیندار نرمل ۸۹ ۔
گنگرتی، کا علاقہ ۱۸۲ ۔
گوپال راؤ پٹ وردھن کی تنبیہ ۵، کو اکسانا ۶، قلعدار برج ۱۳ ۔
گوپال سنگھ، قندھاروالا ۹۷، ۹۸ ۔
گوپیکا بائی، والدہ مادھوراؤ ۱ ۔
گوداوری، کے کنارے ۸، ۲۶، کا عبور ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، کے کنارے ۱۳۶ ۔
گورم کنڈہ، کا محاصرہ ۱۶۸ ۔
گوروتا، کا بٹیا جراج ۱۲۸ ۔
گوڑدھنداس، کا باغ ۱۲۸، کے باغ میں قیام ۱۹۰ ۔
گوشہ محل، میں نبی باغ ۹۳ ۔
گولکنڈہ، کے قلعہ میں ۲۷، کے قریب ۱۰۶، ۱۰۷، فٹ نوٹ، کی تعلقداری ۱۱۴، میں توپ ۱۳۹، ۷، میں نیا مکان ۱۵۶ ۔
گولی گوڑہ، ۹۱ ۔
گومانجی نایک ۹۰ ۔
گوبندراؤ، زخمی ۱۰۵ ۔
گوبندراؤ بھگونت ۱۴۶ ۔
گوبندراؤ پنگلے، وکیل ۱۷۴ ۔
گوبندراؤ کالے، وکیل ۱۷۴ ۔
گوبندکشن، پسر کشن راؤ ۱۴۴ ۔
گھاٹگے (سکارام گھاٹگے) رضامند کر لینا ۱۹۶ ۔
گھانسی بازار، ۹۱ ۔
گھانسی رام کوتوال، کا میدان ۹۳ ۔
گھانسی میاں (سردار الملک سردار الدولہ سردار جنگ حسام الدین خان) تیغ جنگ کے عزیز ۱۳۶، کا حملہ ۱۳۳، کی فتح ۱۳۲، کو خطاب ۱۳۳، کی کمک ۱۳۴، استقبال میں ۱۳۵، کو حکم ۱۸۷، ۱۹۴ ۔
گھٹ کیسر، کی سند ۸۰ ۔

ل

لارڈ مارننگٹن، گورنر جنرل ۲۰۲، ۲۰۳ فٹ نوٹ کا حکم فوج کو ۲۱۰ ۔
لارڈ ولنگٹن (کرنل آرتھر ویلزلی) ۲۱۹ فٹ نوٹ ۔
لال خان بلوچی، حملہ آور ۱۷۹، ۱۸۰ ۔
لالی ۔ موسیٰ، کی طرف سے ماموری ۱۲۷ ۔
لچھمن راؤ کھنڈ اکلہ، ۱۲ ۔
لچھمی پنڈت وکیل، کے استصواب سے ۱۴۳ ۔
لچھمی نارائن شفیق، مصنف مآثر آصفی ۱۰، ۱۲، کی بیان کردہ وجہ ۱۱۳، کا خیال ۱۱۸ ۔
لشکر خان (رکن الدولہ) کا بار گیر ۲ فٹ نوٹ ۔
لفٹنٹ کرنل ولسن (ملاحظہ ہو ولسن لفٹنٹ کرنل)
لودھی خان، جنگ بادامی میں ۱۴۸ ۔

م

مآثر آصفی، کا بیان ۹، ۱۵، ۲۵، ۲۷، میں

صفوف جنگ ۹۰، ۹۸، ۱۰۰، کے بیان کے
مطابق ۱۱۷، کا مصنف ۱۱۸ ۔
مادھوراؤ پیشوا، سے صلح ۱، کے طرفدار ۲،
کی دور اندیشی ۳، کی شکست ۴، کے خلاف
۶، کا حملہ ۹، کی ملامت ۱۳، کی ناراضی ۲۴،
کے عہد و پیماں کا معاملہ ۳۵، کو خلعت ۳۶،
کا اثرہ ۴۰، ۴۷، کی مہم ۸۴، کے پاس ۸۵،
کے مقید شرائط ۸۶، کی علالت ۹۴، مرض
الموت میں ۹۵ ۔
مارکوئس ویلزلی (لارڈ مارننگٹن) گورنر جنرل
۲۰۲، کے خط میں مشکلات کا اظہار ۲۰۹، کی
تحریر ۲۰۷، ۲۱۱ ۔
ماگیری، پہ ملاقات ۱۷۰ ۔
مالٹ ۔ مسٹر، کی معرفت ۱۶۴، ۱۶۵، سفیر
پونہ ۱۷۶ ۔
ماماٹرن، ۱۳۹ ۔
مانجرا، دریا کے کنارے ۱۲۸، ۱۷۷ ۔
مبارز الملک (ظفر الدولہ ضابط جنگ ابراہیم بیگ خان
دھونسہ) مشوش ۱۱۹، کے وکیل ۱۲۱، کے
خیالات ۱۲۲، کی تحریک ۱۲۳، کے وکیل
۱۲۳، کا مرض ۱۲۸، کا انتقال ۱۲۸،
کے انتقال پر ۱۳۰، کے خیر خواہوں کی حمایت
۱۳۱ ۔
مٹ پلی، ۱۳۵ ۔
مچھلی بندر (مچھلی پٹن) سے واپسی ۱۷، کو
روانگی ۱۸، کا تاجر ۱۰۹ ۔
محبوب گنج (واقع حیدرآباد) ۹۱ ۔
محبوب علی خان (آصف جاہ سادس) ۹۲ ۔
محفوظ خان، فرزند انور الدین خان ۲۰، کی
تجاویز ۵۰، کا بھیجا جانا ۵۲، کی لڑکی سے
نسبت ۵۳، کی طرف سے ۵۴ ۔
محکم سنگھ، پیشکار دیوان ۳۳، کا قتل ۳۶، ۳۷ ۔
محمد حسین خان، ۱۳۵ ۔
محمد سلیمان، ۱۳۵ ۔
محمد عادل شاہ، ۲۸ فٹ نوٹ ۔
محمد علی خان (والاجاہ سراج الدولہ) نواب
کرناٹک ۲۰ فٹ نوٹ، ۲۹، کا پیشکش ۳۱،
کی تنبیہ کے لئے ۴۹، کے متعلقہ مقامات ۵۰،
کو خطوط ۵۱، کی تحریک پر ۵۲، کی تسخیر کے لئے
۵۴، سازشوں سے ۵۶، کی فوج ۶۳،
کے پاس رکن الدولہ ۷۳، رکن الدولہ کے
سالے ۷۴، کے خلاف ۷۷، کے تحایف ۸۲،
کو خلعت ۸۳، کے علاقے ۱۴۱ ۔
محمد علی کمیدان کے ساتھ ٹیپو سلطان ۶۳،
سردار قلب میں ۶۹ ۔
محمد غیاث، ٹیپو سلطان کا ایلچی ۱۵۸ ۔
محمد مقیم تقیمی، ۲۸ فٹ نوٹ ۔
محمد نگر (گولکنڈہ)، کا قلعہ ۸۷، میں محبوس ۸۸، ۹۰،
کے قلعہ میں محبوس ۱۲۷، کے قلعہ کے پاس ۱۲۸،
کے قلعہ میں قید ۱۵۲ ۔

محمد یوسف، سردار ۹۵۔
محی الدین صاحب، کے ہاتھی کی جنگ ۹۴۔
محی الدین صاحب ابن کریم صاحب ۴۴، ۴۵۔
مخدوم صاحب، حیدر علی خان کا سالا ۵۴، کے ساتھ ٹیپو سلطان ۶۳۔
مدراس، گورنمنٹ ۲۰، کو روانگی ۲۹، کو سفیر ۲۹، کے رسالے ۳۰، کی مالی حالت ۴۱، سے آمد و رفت کا رستہ ۵۰، گورنمنٹ ۵۱، کونسل ۵۲، کے گورنر کے نام مراسلت ۵۶، سے جواب، کو ٹیپو سلطان کی روانگی ۶۴، پر حملہ ۶۶، آتا ۶۷، کو رکن الدولہ کا جانا ۷۵، کے گورنر کے تحایف ۸۲، ۸۳، گورنمنٹ ۱۲۵، اور کلکتہ میں اختلاف ۱۲۸، سے مدد ۱۹۷، کی افواج ۱۲۸ فٹ نوٹ، کی فوج ۲۰۴، کی فوج کو حکم ۲۱۰، کی فوج ۲۰۴، کی فوج کو حکم ۲۱۰، کی فوج کی پیش قدمی ۲۱۴۔
مدھوجی بھونسلہ (مودھاجی بھونسلہ) جانوجی کا بھائی ۹۵، کا طرفدار ۹۶۔
مدینہ صاحب، سفیر ٹیپو سلطان ۲۱۱۔
مراد خان، محمد، اورنگ آبادی ۲، مادھو راؤ کے ڈیرے میں ۳، پر رشک ۵، کا ایما ۹، ۱۱، سے اتفاق کر کے ۱۲، کو متفق ۱۴، ۱۵، کو قید ۲۷۔
مراراؤ (راجہ جگدیو) پیشکار دیوان ۳۸۔
مرتضیٰ نگر (گنٹور) ۴۱، ۶۷۔
مرچ، کی طرف پیش قدمی ۵، کا قلعدار ۱۳۔
مڑکی بازار ۹۱۔
مڑولی (گلشن آباد) میں حملہ ۲۱۵۔
مستعد پورہ ۹۱۔
مستقیم الدولہ کا استیداد ۲۲۳، وکیل ۲۲۳ فٹ نوٹ۔
مسلم جنگ، کاپل ۹۱۔
مسیح الدولہ (حکیم محمد باقر خان) ۱۲۸۔
مشیر الملک (اعظم الامرا ارسطو جاہ معین الدولہ سہراب جنگ غلام سید خان) ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹۔
مصری خان، حارس قلعہ ۱۰۵۔
مصطفیٰ بیگ ۱۳۵۔
مصطفیٰ نگر (کنڈہ پلی) ۴۱، ۶۷، انگریزی قبضہ میں ۷۷، ۱۸۳، ۱۸۷۔
معز الدین، فرزند ٹیپو سلطان ۱۷۱۔
معین الدولہ (اعظم الامرا ارسطو جاہ مشیر الملک سہراب جنگ غلام سید خان) صوبہ دار ۳۲، کو حکم ۱۳۹۔
معین الملک (عمدۃ الامرا) فرزند والاجاہ ۷۹۔
مغل علی خان (ہمایوں جاہ ناصر الملک معتضد جنگ) کو ورغلانا ۸۸، ٹیپو سلطان کے مقابلے پر ۱۴۹۔
مغل میرزا، ابراہیم بیگ دھونسہ کا بھتیجا ۱۳۰۔

مقیمی۔ محمد مقیم، ۲۸ فٹ نوٹ۔
مکارم خان، کمک پر ۱۳۶۔
مل جیمس، مورخ ۳۹، ۱۴۱۔
ملکم۔ مسٹر، رزیڈنٹ کا مددگار ۲۰۹، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔
ملھار راؤ ہولکر، ۶، کے دیوان ۸۴۔
ملیبار، ۸۱، کے سواحل ۲۰۴۔
ممتاز الامرا (امتیاز الدولہ) کی صلاح ۱۸۶، کے ذریعہ ریشہ دوانی ۲۱۱، غیر طرفدار کمیٹی ۲۱۲۔
منّاجی پھڑکے، برطرف شدہ فوج کے ساتھ ۱۹۶۔
مناگی پنڈت، وکیل حیدر علی خان ۵۶۔
منرو۔ مسٹر، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔
منسارام فانی، شفیق کے والد، ۱۔
منگامری۔ میجر ہیو، ۱۹۷، کمان سے علحدہ ۱۹۸
منگلور، کا محاصرہ ۱۴۲، کی بندرگاہ ۲۰۲، کا مطالبہ ۲۱۴۔
منور خان، ۶۸۔
منیر الدولہ (منیر الملک شیر جنگ حیدر یار خان) کا انتخاب ۲۹۔
منیر الملک (منیر الدولہ شیر جنگ حیدر یار خان) کا انتخاب ۲۹۔
موتی تالاب (واقع سرینگ پٹن) ۱۸۰۔
موتی محل (واقع قلعہ گولکنڈہ) ۶۵ فٹ نوٹ۔
موٹاپلی بندرگاہ، سے درآمد ۱۲۶۔
مودھاجی بھونسلہ (مدھوجی بھونسلہ) کا کار پرداز ۱۰۳، ولایت کے لئے ۱۰۴، جنگ میں ۱۰۵، کی مہم کے بعد ۱۱۳، کے تعاقب میں ۱۱۵۔
مور۔ کپتان، کے تحت فوج ۲۰۔
مورایہ، پھڑنویس ۶۔
موسیٰ، ندی میں طغیانی ۹۰، پرسید کی تجویز ۹۲، کے کنارے ۱۲۸۔
موسیٰ لوسی، کی پانڈیچری کو روانگی ۱۸، کا انتظار ۱۹، کا نہ آنا ۲۱، سے قرض کی خواہش ۲۲، کا باہر ہوجانا ۲۳، کی توقع ۱۸۴۔
موسیٰ پیروں کی توپ اندازی ۱۸۰، کے تحت فوج ۱۹۴، ۱۹۷۔
موسیٰ خان (رکن الدولہ احتشام جنگ) بھگدڑ میں ۱۰، کی حالت ۱۱، بایک جامہ و دستار ۱۱، بادوکوش و بینی ۱۲، میدان جنگ سے نکل کر ۱۴، کی ماموری کی کوشش ۱۵، بے سروسامانی میں ۱۶، کا اقرار ۱۶، کو خطاب ۱۶، انتظام کے بانی ۳۲، دیوان ۳۳، دیوان خانہ میں ۱۰۷۔
موسیٰ ریموں، سپہ سالار ۱۷۷، کے تحت فوج ۱۸۰، ۱۸۴، کی فوج ۱۸۵، کو حکم ۱۸۷، کے تحت فوج ۱۹۴۔
موسیٰ سیبو، کا مشورہ ۲۱۶۔
موسیٰ صاحب قادری، کی درگاہ ۹۱۔
موکلہ (موکیڑ) ۹۶ فٹ نوٹ۔

موکلیٹر (موکلہ) ۹۶۔
مونگی پٹن، کوروانگی ۲۔
موہن راؤ نبکلیہ، جاگیردار رُدرور ۱۵۲۔
موہیری، گھاٹ ۱۷۸، پر اترآنا ۱۷۹۔
مویدجنگ (فریدالدین خان) کے ذریعہ اقرار ۱۵۹۔
مہابت جنگ کی گرفتاری ۱۰۴، کے زیرتصرف
۱۴۸، ٹیپوسلطان سے متحد ۱۴۹، کو عبور کرکے ۱۵۱
مہادیوجی سندھیہ، سے اتحاد ۱۷۷، کا انتقال
۱۷۷، کوفراہم کرنا ۱۸۱۔
مہاراشٹر، کی حکومت ۸۱۔
مہاراؤ، مابین میمنہ ۹۷۔
مہاڑ، ۱۹۴، کا عہدنامہ ۱۹۵، سے واپسی ۱۹۷،
کے عہدنامہ کی تعمیل ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰۔
مہیار، عاشق چندریدن ۲۸۔
میاکین کپتان، کی اطاعت پذیری ۵۸۔
میجر جنرل میڈوز (ملاحظہ ہو میڈوز میجر جنرل)
میجر رابرٹس (ملاحظہ ہو رابرٹس میجر)
میجر ہیو منگامری (ملاحظہ ہو منگامری میجر ہیو)
میدک ۔سرکار، تعہد پر ۱۵۲، مرکزی علاقہ ۱۸۴
میڈوز، میجر جنرل، کے زیرکمان ۱۶۷، گورنر
مدراس ۱۶۸ فٹ نوٹ۔
میراں یار جنگ (عیسٰی میاں) کی ماموری ۱۹۷
میر حملہ، کا تالاب ۸۳، کے تالاب میں ۹۳۔
میر صادق، کا طرز عمل ۲۱۴، سے مشورہ ۲۱۶۔
میر عالم (میر ابوالقاسم) سفیر ۱۵۳، ۱۵۴، سے
گفتگو ۱۵۵، کی واپسی ۱۵۶، کا موسومہ خط ۱۵۹
مزید فوج کے ساتھ ۱۶۹، سفیر پونہ کو ۱۷۶، کو
تحریر ۱۸۴، کے پاس فرمان برطرفی فوج ۱۸۵، کا
معروضہ ۱۸۷، سے مل کر ۲۰۸، سپہ سالاری پر
۲۱۳، کے تحت سپاہ ۲۱۵ فٹ نوٹ، کے ذریعے
اطلاع ۲۱۹، کے نام تحریر ۲۲۱، کا خیال ۲۲۲،
کا استبداد ۲۲۳ کی ذاتی رائے ۲۲۴۔
میرعالم (سوانح میرعالم) تصنیف ۱۵۴۔
میسور، ۴۲، ۴۹، فٹ نوٹ، سے متعلق ۱۴۱، پر
پیش قدمی ۱۶۰، کے معزول راجہ ۱۶۱، فتح ۱۶۲،
پر پیش قدمی ۱۶۷، کی جنگ کے بعد ۱۷۴، ۲۰۸،
کے حدود پر پیش قدمی ۲۱۰، کی سابقہ جنگ
۲۱۱، پر فوج کشی کا اعلان ۲۱۴، کو تقسیم کرلینے
کا خیال ۲۱۶، پر انگریزوں کا قبضہ ۲۱۷، کے
راجہ کی بیوہ کا متبنّیٰ ۲۱۸، پر راجہ ۲۲۰، کے حدود
۲۲۲، کی رانی کا معاہدہ ۲۲۲۔

ن

نارائن دلو، زمیندار ۷۷۔
نارائن راؤ پیشوا، کی قایم مقامی ۹۵، پر حملہ ۹۶،
کے قتل کا بدلہ ۱۰۳۔
نارو بنت چکردلو، کی رہبری ۱۹۷۔
ناسک، کوروانگی ۲۔
ناش لفٹننٹ، کی رہائی ۱۰۰۔
ناصر جنگ (نظام الدولہ میر احمد خان) کی شہادت
کے بعد سے ۲۲، کا شوق ۹۳، کا میلا ۹۳۔

ناظم جنگ (بدیع الزماں خان) ۱۸۶ -

ناگپور کا راجہ ۹، کے راجہ سے مصالحت ۱۲۹ -

نانا پھڑنویس (بالاجی پنڈت ۔ نانا فرنویس) کے تفویض ۸۴، ۸۴، ۱۶۴، کی چالاکی ۱۷۷، کا بیان ۱۸۱، کا صرقہ ۱۸۲، کے متعینہ سوار ۱۹۳، کی طلبی ۱۹۴، سے ریشہ دوانی ۱۹۵، کی طرفداری میں ۱۹۵، کی رقم سے فوج ۱۹۶، کی واپسی ۱۹۷، تالیف قلب میں ۱۹۸، ۱۹۹، کا اقرار ۲۰۰ -

نانا فرنویس (بالاجی پنڈت ۔ نانا پھڑنویس) کے دلایل ۱۷۴، کا بیان ۱۸۱، باجی راؤ کے خلاف ۱۹۰، کا منصوبہ ۱۹۱، کو اطلاع ۱۹۲ -

نبی باغ (واقع گوشہ محل) ۹۳ -

نپولین اعظم، شاہ فرانس ۲۰۱، کا حملہ مصر پر ۲۱۰ -

نجابت خان، سید، بہادر دل خان کے پوتے ۱۰۸، کے بیان پر قیاس ۱۰۹ -

نجم الدولہ، میر بخشی ۱۴۴ -

نجیب اللہ، قلعہ دار نیلور ۱۸، کی طلبی ۱۹ -

نرپت سنگھ، ۹۷، کی ماموری مہم پر ۱۰۴ -

نرکھوڑہ، ۹۰ -

نرگوندہ، پرقبضہ ۱۴۸ -

نرمل ۸۹، کی جنگ سے واپسی ۱۲۴، میں عمل دخل ۱۳۰، کے کارخانہ جات کی سند ۱۳۱، میں کشت و ریز ۱۳۲، سے نکلنا ۱۳۴، کا جمع و خرچ ۱۳۹، کی عملداری ۱۳۹، کی قلعداری ۱۳۹، جاگیر ۱۰۷، کا ابراہیم باغ ۲۳۴ -

نشان حیدری، کا بیان ۶۴، میں زجر و توبیخ ۷۰، ۷۲، محاصرۂ بادامی پر ۱۴۸، میں رقم ضلع ۱۷۲، میسور کی سازشوں کی نسبت ۲۱۴ -

نصیب الدولہ (ٹیپو سلطان) خطاب ۴۹ -

نصیب یار خان (وقار الدولہ) کے ذریعہ ۷۳، کی صواب دید پر ۱۲۱ -

نظام (نظام علی خان آصف جاہ ثانی) کی تائید ۴۲، کی مدد پر آمادگی ۴۳، کا کیمپ ۴۹، کی پریشانی ۵۰، کا جنگ جاری رکھنے کا ارادہ ۵۲، کی دعوت ۶۷، حیدر علی خان کے ساتھ ۷۳، کا معتمد سردار ۷۵، کا حصہ ۷۶، فوج کے ساتھ ۷۷، کی امداد ۷۸، ۷۹، ۱۸۰، کے حقوق ۸۱، کا مدد دینا ۸۲، کے گلے کا زیور ۱۰۰، کا تصور انفساخ عہدنامہ پر ۱۵۳، کا تفویض کرنا ۱۵۴، کی طرف سے طلبی ۱۶۵، کی امدادی فوج ۱۶۸، کی ملازم انگریزی فوج ۱۸۳، کو مایل ۱۸۵، اگر کمزور ہو جائیں ۲۰۲، کی مدد کا عدم امکان ۲۰۶، کو بدگمانی ۲۰۹، کی دیگر فوج ۲۱۰، کی افواج کی سپہ سالاری ۲۱۲، انفنٹری کا انحراف ۲۱۳، کی باقاعدہ امدادی فوج ۲۱۵، کے حصہ کی قرارداد ۲۲۲، کے عمال ۲۲۴ -

نظام الدولہ (نظام علی خان آصف جاہ ثانی) کے اطمینان کے لیئے ۵۲، کا دعوت دینا ۶۶ -

نظام علیس رلے شنس فرنت مرہٹاس ۹۸، ۲۰۰ -

نظام علی خان (نظام الملک نظام الدولہ اسد جنگ آصف جاہ ثانی) کی تخت نشینی ۱ [illegible]

کی غرض ۳، کی اعانت ۴، کا دیوان ۵، کی
طرف سے مراسلت ۶، کا سبق ۷، کا گوداوری پہنچنا
۸، کو حملہ کی خبر ۹، کے سپاہیوں کی اموات ۱۰
سے انحراف ۱۰، کی اورنگ آباد روانگی ۱۳،
کی آزردگی ۱۴، کی غلط فہمی کے ارتفاع کی کوشش
۱۵، ۱۶، صلح کے بعد ۱۷، کی برار کو روانگی ۱۸،
کا طرفدار ۲۰، کے مقابلے میں مدد ۲۲، رائے بندی
میں ۲۳، کے منصوبوں کو نقصان ۲۴، حیدر آباد
کے ارادے سے ۲۵، کی بجائے ۲۶، کی ادھونی
کو روانگی ۲۷، صوبہ دار دکن ۲۹، کو مجبور کرنا
۳۰، کا بغرض انتظام نکلنا ۳۱، کا راستہ ۳۲،
سے متحد ۳۴، سے ترک مرافقت ۳۵، کی علالت
۳۶، کی دور اندیشی ۳۸، کی توجہ ۳۹، کے پاس
رسوخ ۴۰، کی فراہمی فوج ۴۱، کی مخالفت ۴۲،
کے دربار میں باریابی ۴۳، کا عبور کرشنا ۴۴،
سے سازش ۴۸، کو تسخیر کے لئے ۴۹، ۵۱، نے
خط پڑھا ۵۳، کی فوج ۵۴، کی نسبت بدگمانی
۵۵، کے کیمپ پر ٹیپو سلطان ۵۶، کا کوچ ۵۷،
کو شکست ۵۸، کی افواج ۶۲، سے تحریک ۶۴،
جنگ سے کنارہ کشی ۶۵، نے دعوت کی ۶۶،
۶۷، گرنیات میں ۷۳، کے پاس انگریزی سفیر
۷۵، ۷۶، کی رضامندی ۷۷، کی طرف سے
۸۵، سے عدم مراسلت ۸۵، کی ریاست سے
دلچسپی ۸۶، کا حملہ ۸۸، کے بڑے بھائی کا شوق
۹۲، کا ما ساحلہ تمالتنا ۹۳، سے رشتہ دوانی ۹۴،

کا اتحاد پیشوا سے ۹۶، سے مقابلہ ۹۶، قول ۹۷،
کی مدد ۹۸، کی ملاقات ۹۹، کو شکست ۱۰۰،
رگھناتھ راؤ کے پاس ۱۰۱، کی گذاشت ۱۰۲،
صلح ۱۰۳، کی عزیمت ۱۰۴، کی سوء ظنی ۱۰۶، کی
والدہ کے حکم پر ۱۰۷، کی ناکامی ۱۰۸، کو پاس امر
۱۰۹، کو مجبور ۱۱۰، سے بیان واقعہ ۱۱۱، کے خاتمہ
کا ارادہ ۱۱۴، پر ہواخواہ رکن الدولہ ۱۱۵، کو
خطرہ ۱۲۱، کی دلچسپی ۱۲۲، طالب مشورہ ۱۲۳،
امور مال و ملکی میں ۱۲۴، کا حکم نسبت سکہ ۱۲۴،
کا عمل ۱۲۵، کے پاس تعیناتی ۱۲۷، کو مرض کی
اطلاع ۱۲۸، کو معروضہ ۱۳۱، کو فتح کی اطلاع
۱۳۳، کا کوچ ۱۳۴، کی فوجی ترتیب ۱۳۶، سے
اتحاد کی تجویز ۱۴۳، کی فہمایش ۱۴۴، سے سمجھوتہ
۱۴۷، کی روانگی ۱۴۸، کے داماد ۱۴۸، کی مخالفت
۱۴۹، کی پریشانی ۱۵۰، ۱۵۲، کی بلا اطلاع
معاہدہ ۱۵۳، کی خواہش تجدید عہد نامہ کی
نسبت ۱۵۵، کا نیا مکان ۱۵۶، کی خواہش
اتحاد ۱۵۸، کا سوال ۱۵۹، کی روانگی ۱۶۰،
کے ساتھ معاہدہ ۱۶۱، سے معاہدہ ۱۶۲، ۱۶۷،
کی فوج ۱۶۹، کے حصہ میں ۱۷۳، کی علالت ۱۷۳،
کی عدم ادائی چوتھ ۱۷۴، سے معاہدہ ۱۷۵،
سے کنارہ کشی ۱۷۶، کی فرانسیسی فوج ۱۷۷، کے
مقابلے میں ۱۷۸، کی فوج پر حملہ ۱۷۹، کی فرانسیسی
فوج ۱۸۰، کی واپسی ۱۸۰، متحصن ۱۸۱، کے قبضے
۱۸۲، کے قبضے ۱۸۲، کی ناراضی ۱۸۳، کو جواب

۱۸۴، کے صلاح کار ۱۸۶، کا خط ۱۸۶، کا معاہدہ
کو کالعدم کرنا ۱۸۷، مبتلائے فالج ۱۸۸، کو معزول
ارسطو جاہ ۱۹۴، کو طرفدار بنالینا ۱۹۵، کی فوج
کی کارگزاری ۱۹۷، کو واپس ۱۹۸، کے حق میں
تعمیل ۱۹۹، کا معقول فایدہ ۲۰۰، کو کمک ۲۰۲،
سے معاہدہ ۲۰۴، کو ترغیب ۲۰۵، کی علالت
میں ۲۰۶، کے قایم مقام ۲۰۷، کے بلا علم شرایط
۲۰۸، کو دھمکی ۲۰۸، کے پاس رزیڈنٹ ۲۰۹،
فریقی عہدنامہ ۲۱۱، غیر صحیح المزاج ۲۰۲، کی منظوری
سے ۲۱۳، کا خیال ٹیپو سلطان کی شہادت کی نسبت
۲۱۶، فریقی معاہدہ ۲۱۸، کو سوء ظنی کا امکان
۲۱۹، کو تقسیم میسور کی اطلاع ۲۱۹، کا استعفادہ ۲۲،
کے حصہ میں چیتل درگ ۲۲۱، کے اعمال پر تنقیدی
نظر ۲۲، کے خانساماں ۲۲۳ -
نندی درگ، سے توپ ۱۶۸ -
نوازش علی، خانساماں ۲۲۳ -
نوازش محل، ۲۲۳ -
نوشیرواں، سربراہ کار ۱۲۷، کی تعیناتی ۱۳۴ - ۱۳۱
نیرا، ندی کے کنارے ۱۹۶ -
نیلور، کا قلعدار ۱۸، پر حملہ ۱۹، ۵۷ -

و

والاجاہ (سراج الدولہ محمد علی خان) ۷۷، سے
اتحاد ۷۹، ۸۰، کا علاقہ ۸۰، ۸۱، کی مدد ۸۲ -
والاجاہ آباد، میں انگریزی فوج ۱۶۸، فٹ نوٹ -
وامرلہ ۲۰ -

واندیواش (وندواسی) کی فتح ۱۹ -
وانم باڑی، ۶۹، کو انگریز ۷۱ -
وایٹ کپتان، کا خط ۲۱۳ -
واٹی، میں نانا ۱۹۳، تک بر طرف شدہ فوج کا جانا ۱۹۴ -
وڈیچیری، ۶۹ -
ورنگل، پر پیش قدمی ۷۵، میں فوج ۷۷، تعہد پر ۱۵۲ -
وقار الدولہ (نصیب یار خان) کے ذریعے ۴۳،
۸۲، ملاقات کے لئے ۹۹، ڈیرے میں ۱۰۸، کی
صواب دید پر ۱۲۱، کے منصوبے ۱۲۲، کی خودکشی
کے بعد ۱۲۳ -
ولسن لفٹننٹ کرنل مصنف تاریخ ۱۶۸، کا
بیان ۲۰۴ -
ولی محمد بخشی ۱۳۰، کا اعتبار ۱۳۱، کی نمک حرامی ۱۳۱ -
ولیم کرک پیاٹرک لفٹننٹ کرنل (معتزالدولہ
شوکت جنگ) رزیڈنٹ حیدرآباد ۱۸۴، ۲۰۴،
رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹، نمایندہ ریاست ۲۱۹ -
ولیم کوک کپتان، ۶۰، ۶۲ -
ولیم کولی کپتان۔ ۶۰، ۶۲ -
وندواسی (واندیواش) کی فتح ۱۹، کی بغاوت ۲۱ -
ویلزلی (کرنل آرتھر) کی فوج سے الحاق ۲۱۳، رکن
کمیٹی تقسیم ۲۱۹ -
ویلزلی (لارڈ کولی ہنری) رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹ -
ویلزلی۔ مارکوئس، کے پیش کردہ شرایط ۲۰۸، کا
خیال ۲۱۲، کا اطلاع دینا ۲۱۳، کے خطوط مطالعہ
۲۱۴، کی خواہش ۲۱۸، کا اختلاف ۲۲۱، کا خط ۲۲۳ -

کی تنقیدی نظر ۲۲۴ ۔

ویلور، ۵۷ ۔

ویملواڑہ (ایملواڑہ) ۱۳۴ ۔

وینکٹ پیٹھ ۲۰ ۔

وینکٹ کیشو عامل اندول ۱۲۹ ۔

ھ

ہادی الدولہ، ہمرکاب میر عالم ۲۱۳ ۔

ہارٹ۔ لفٹننٹ کرنل کے تحت ۵۷ ۔

ہاریس۔ جنرل، کے تحت پیش قدمی ۲۱۴، کی مدافعت ۲۱۵، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹، کے مساوی حصہ کا مستحق ۲۲۳ ۔

ہالنڈ۔ مسٹر، سفیر ۱۲۵، ۱۲۶، کو ہدایت ۱۲۷، کی سفارت میں ۲۲۸ ۔

ہرلعل کابھجی ۹۰ ۔

ہری پنت، کا انتظار ۱۹۹، کے فرزند ۱۷۹ ۔

ہری پنت، فرزند پرسرام ۱۹۴ ۔

ہری رام بھیر ٹکیہ کی ملاقات ۱۰۴، ۱۴۶، کے ہمراہ ۵۰، بہادر بنڈہ میں ۱۵۰، کا ارادہ ۱۵۰، کے عزم کی خبر ۱۵۱ ۔

ہسٹری آف حیدر شاہ، کا مصنف ۴۴، کا بیان ۴۹، ۵۱، ۵۵، ۵۶، میں ضیافت کی تفصیل ۶۶، صلح کے متعلق ۷۳، میں آؤ بھگت ۔

ہسٹری آف مدراس آرمی ۱۹۸ ۔

ہسکوٹہ، کی صوبہ داری ۳۹، سے ۵۷ میں رہنا ۶۸، ۷۳ ۔

ہلکر، خاندیس میں ۱۰۴ ۔

ہمایوں جاہ (ناصر الملک معتمد جنگ مغل علی خان) ٹیپو کے مقابلہ پر ۱۴۹ ۔

ہمت خان، مراد خان کا عزیز، ۷۷ ۔

ہمناباد، کی ضبطی ۸۹، ۱۰۳ ۔

ہمدم، ارسطو جاہ کا گھوڑا ۱۹۲ ۔

ہندوستان، ۳۵، ۱۷۷، ۱۸۲، کو بھیج دینے ۱۹۶، میں فوج ۱۹۹، میں قسمت آزمائی ۲۰۱، سے نکال باہر کر دینا ۲۰۳، پر حملہ آور ہوتا ۲۱۰،

ہنری ویلزلی (لارڈ کولی)، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹ ۔

ہیومنٹگمری میجر (ملاحظہ ہو منٹگمری، میجر ہیو)

ی

یادگیر (ایت گیر) کو روانگی ۱۴۳ ۔

یکہ تاز جنگ، کا رسالہ ۱۳۴، ۱۳۵

یلمہ، قوم، ۲، ۴۵ ۔

